علمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور منافقین

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

Marfat.com

Marfat.com

علم نبوی ﷺ اور منافقین

مع

وسعتِ علم نبوی ﷺ

مناظر اہل سنت، محقق العصر، پاسبانِ مسلکِ رضا

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

کاروان اسلام پبلیکشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

DATA ENTERED
M-10922

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب ــــــ علم نبوی ﷺ اور منافقین
مع وسعتِ علم نبوی

تالیف ــــــ مفتی محمد خان قادری

طابع ــــــ ملک محبوب الرسول قادری

باراوّل ــــــ 2005ء

ناشر ــــــ محمد فاروق قادری

قیمت ــــــ 150 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ جمال کرم اُردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ اعلیحضرت دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ میلاد پبلی کیشنز لاہور
- ☆ مکتبہ کرانوالہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ علمی پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور/کراچی
- ☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی
- ☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- ☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
- ☆ نوریہ رضویہ کتب خانہ گنج بخش روڈ، لاہور
- ☆ اسلام بک ڈپو لاہور
- ☆ پروگریسو اُردو بازار لاہور
- ☆ روحانی پبلی کیشنز لاہور
- ☆ مکتبہ نعیمیہ لاہور
- ☆ مکتبہ تنظیم المدارس لوہاری لاہور

کاروان اسلام پبلیکشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

فون: 042-5300353-4، 042-7580004، موبائل: 0300-4407048

الاھداء

صاحب سر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خدمت بابرکت میں

(۱) جنہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقین کا علم عطا فرمایا۔

(۲) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جن کے مشورے کے بغیر جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔

(۳) جنہیں حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تین سو بڑے فتنہ پردازوں کی مکمل تفصیلات سے آگاہ فرماتے ہوئے ان کے نام، خاندان، قبیلے، سواریاں سب کچھ بتادیا۔

اسلام کا ادنیٰ خادم

مفتی محمد خان قادری

امیر کاروانِ اسلام

Marfat.com

حسن ترتیب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	حرف آغاز	
2	اللہ تعالیٰ کا وعدہ	15
3	سورۃ محمد آیت نمبر 30 اور اس کا ترجمہ از۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی	17
4	مولانا اشرف علی تھانوی کا تفسیری نوٹ	18
5	تفسیری نوٹ از سید امیر علی ملیح آبادی	18
6	منافقین کا وطیرہ	19
7	علم نبوی ﷺ پر طعن	21
8	علم نبوی ﷺ کا مذاق اڑاتے	21
9	حضور ﷺ جواب نہیں دے سکتے	22
10	سوالات کے جوابات	23
11	میرا والد کون ہے؟	23
12	تیرا والد سالم ہے	23
13	میں کون ہوں؟	24
14	کیا میں جنتی ہوں؟	24
15	تو دوزخی ہے	24
16	صحابہ علیہم الرضوان کی کیفیت	25
17	ہر صحابی رو رہے تھے	25
18	سب سے سخت دن	25
19	ہم بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتے ہیں	26
20	ہمیں معاف فرما دے	26
21	یہ رب بننا چاہتا ہے	27
22	کیا ہم اسے سجدہ کریں	27
23	دعا نبوی ﷺ کی کوئی اہمیت نہیں؟	28

24	عقیدہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	29
25	لا تجعلوا دعاء الرسول کا مفہوم	30
26	کہتا ہے روم اور شام فتح ہو جائیگا	31
27	یہ کانوں کے کچے ہیں	32
28	آیات قرآنی اور ان کی تفسیر	33
29	یخادعون اللہ والذین امنوا کی تفسیر	35
30	واذا لقوکم قالوا امنا الایۃ کی تفسیر	43
31	سورۃ ال عمران کی آیات ۱۶۶،۱۶۷ کی تفسیر	49
32	آیات کا شان نزول	51
33	وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الآیۃ کی تفسیر	55
34	اہل ایمان ونفاق میں امتیاز کیسے ہوا؟	59
35	مفسرین کی تردید	64
36	مفسرین کی تصریحات	67
37	شان نزول سے تائید	69
38	اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبھم الایۃ کی تفسیر	73
39	ویقولون طاعۃ فاذا برزوا من عندک کی تاویل	81
40	ارشاد باری تعالیٰ افلا یتدبرون القرآن کی تفسیر	91
41	آیئے کچھ مفسرین کی آراء ملاحظہ کیجئے	93
42	ارشاد باری تعالیٰ علمک مالم تکن تعلم کا مفہوم	97
43	آیات مبارکہ کا شان نزول	99
44	آیت میں عموم ہے	104
45	ارشاد باری تعالیٰ فعسیٰ اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ کی تفسیر	105
46	مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں	113
47	ارشاد باری تعالیٰ یحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم	115
48	عفا اللہ عنک عتاب نہیں بلکہ عظمت کا بیان ہے	119
49	یقولون ھو اذن قل اذن خیر لکم اور مفسرین	137
50	ان اللہ مخرج ما تحذرون کی تفسیر	141
51	یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم کا مفہوم	149

Marfat.com

52	فقل لن تخرجوا معی ابدا کا حکم	157
53	منافقین کے جنازہ سے ممانعت	163
54	شان نزول	165
55	ہزار آدمی کا مسلمان ہونا	165
56	علم کا ہونا ضروری ہے	165
57	اس حکم پر عمل	167
58	لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذ بهم مرتين کی تفسیر	171
59	چھتیس منافق نکال دیئے گئے	176
60	روایت پر اعتراضات کی حقیقت	177
61	اعتراض اول	179
62	جواب	180
63	اعتراض ثانی	181
64	جواب	181
65	اعتراض ثالث	182
66	جواب	182
67	مقام اوّل	182
68	مقام ثانی	183
69	قبولیت محدثین	183
70	اعتراض رابع	185
71	جواب	185
72	اعتراض خامس	187
73	جواب	188
74	اعتراض سادس	191
75	جواب	192
76	مسجد ضرار بنانے والے	193
77	تبوک کے رستہ میں سازشی	193
78	جہاد سے ممانعت	193
79	لا تعلمهم نحن نعلمهم کا مفہوم	195

Marfat.com

80	یہ آیات پہلے کی ہے	198
81	ارشاد باری تعالیٰ ہے	201
82	امام بخاری کی روایت	217
83	امام مسلم کی روایت	218
84	ضعیف ہی سہی	219
85	اذا جاء ک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ الایۃ کی تفسیر	219
86	حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم منافقین	221
87	صاحب سر النبی ﷺ	227
88	اسرار سے مراد احوال منافقین ہیں	228
89	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مبارک رائے	230
90	جنازہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشروط شرکت	231
91	حضرت حذیفہ نے جنازہ سے روک دیا	233
92	میرے عمال میں کوئی منافق تو نہیں	234
93	حضرت عمر کی تواضع	234
94	اہم سوال	235
95	جوابات ملاحظہ فرمایئے	235
96	اگلا حصہ بھی سنیئے	239
97	دلائل کا تجزیہ	244
98	اہم نوٹ	247
99	قتل کا حکم جاری نہ فرمایا	251
100	آئمہ امت جواب	251
101	قول اوّل	253
102	قول ثانی	253
103	قول ثالث	253
104	رسول اللہ ﷺ فیصلہ دے سکتے ہیں	253

Marfat.com

حرف آغاز

Marfat.com

Marfat.com

بندہ کے مطالعہ میں بعض ایسی کتب آئیں جو مکمل طور پر ان موضوعات پر ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ کو دنیاوی امور کا علم حاصل نہیں آپ ﷺ فقط دینی امور سے واقف ہیں۔

۲۔ قرآنی متشابہات کا علم حضور ﷺ کو حاصل نہیں، اس میں آپ ﷺ بھی دوسرے اہل علم کی طرح ہی ہیں۔

۳۔ حضور ﷺ کو تمام منافقین کا علم نہیں بلکہ فقط چند کا علم دیا گیا تھا۔

پھر ان میں مسلمانوں کی اکثریت کی خوب تردید کی گئی ہے جو مانتے ہیں کہ آپ ﷺ ان چیزوں (امور دنیا، متشابہات اور تمام منافقین) کا علم رکھتے ہیں۔

بندہ نے ان تینوں موضوعات کا مطالعہ اپنا مشغلہ بنالیا۔ ان پر صدیوں سے لکھا جانے والا لٹریچر اس نظر سے کھنگھالا کہ ان میں سے کس کا موقف مختار وصواب اور درست ہے، نہایت ہی دیانتداری سے عرض ہے۔

مطالعہ کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے موقف کو ہی ترجیح حاصل ہے۔

اس کے مخالف موقف کو کوئی بھی صاحب مطالعہ مختار قرار نہیں دے سکتا کیونکہ اولین موقف پر قرآن وسنت کے دلائل اسقدر ہیں کہ ان کے سامنے دوسری رائے نہیں چل سکتی، ان تینوں موضوعات پر ہم نے تین مقالہ جات تحریر کیے ہیں۔

۱۔ علم نبوی اور متشابہات

۲۔ علم نبوی اور امور دنیا

۳۔ علم نبوی اور منافقین

ان میں سے ''علم نبوی اور منافقین'' آپ کے سامنے ہے قرآن مجید میں منافقین کے حوالہ سے جو آیات ہیں ان میں سے کچھ کا تذکرہ ہم نے اس میں کیا ہے، ان کا ترجمہ اور مفسرین کرام سے ان کی تفسیر مع ترجمہ نقل کر دی ہے تا کہ قارئین فیصلہ کر سکیں کہ اہل تفسیر اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرمایا بلکہ ان کی سازشوں اور ان سے بچنے کے لیے تمام اسباب و ذرائع سے بھی آگاہ کیا تفصیلات کتاب میں موجود ہیں توجہ کے لیے چند چیزوں کا تذکرہ یہاں ضروری ہے۔

Marfat.com

۱۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ خبیث اور طیب کو ایک دوسرے سے الگ کردے گا البتہ ہر ایک کو ان پر مطلع نہیں کیا جائے گا ہاں

ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء — لیکن اللہ اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے۔ یعنی انہیں ان پر مطلع فرما دیتا ہے۔

اب اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام منافقین سے آگاہ نہیں کیا تو وعدہ کی مخالفت لازم آئے گی کیونکہ اس وعدہ کا دنیا میں پورا ہونا لازم و ضروری ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی موجود ہے۔

ولتعرفنھم فی لحن القول. (محمد، ۳۰) — اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب سے ہی پہچان لو گے۔

اس پوری آیت کا ترجمہ مولانا محمود الحسن دیوبندی نے یوں کیا ہے۔

اور اگر ہم چاہیں، تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، سو تو پہچان چکا ہے ان کے چہرے مہرے سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے۔ (مع تفسیر عثمانی، ۲، ۸۷۲)

مولانا اشرف علی تھانوی اس آیت، کے بارے میں کہتے ہیں۔

''اور بعد نزول آیت'' لتعرفنھم فی لحن القول'' کے تو پھر اخفاء ہوا ہی نہیں کما صرح وافی تفسیر ھا''۔ (بیان القرآن، ۴، ۱۲۱)

۳۔ منکرین سب سے بڑی دلیل اس ارشاد الٰہی کو بناتے ہیں فرمایا اے نبی ﷺ۔

لا تعلمھم نحن نعلمھم. — تم منافقین کو نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔

اس کی تفسیر بھی مسلمہ مفسرین نے یہ کی ہے مثلاً امام ابواللیث سمرقندی (۳۸۶ھ) لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

لانی عالم السر والعلانیة ونعلم نفاتھم نعرفک حالھم. (بحر العلوم، ۲، ۸۴) — میں ظاہر و مخفی جانتا ہوں اور ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں اور ہم ان کا حال تم پر آشکار کر دیں گے۔

ڈاکٹر محمد محمد ابوشہبہ منکرین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

Marfat.com

فليس في الاية استمرار عدم العلم بحالهم بل فيها ما يشعر بان الله يفضحهم ويكشف امرهم لنبية ﷺ والمؤمنين المرة بعد المرة فالمراد بالمرتين التكثير كقوله سبحانه ثم ارجع البصر كرتين والاية تشعر باطلاع الله سبحانه نبيه ﷺ على احوالهم ولا سيما وقد وردفي الرواية ما يؤيد ذلك اخرج ابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط وغیرهما عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قام فینا رسول الله ﷺ یوم الجمعة خطبا فقال قم يا فلان فاخرج فانک منافق اخرج يا فلاں فانک منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم.

(دفاع عن السنة، ۳۳۲)

اس آیت مبارکہ میں کہیں نہیں کہ آپ ﷺ کا منافقین کو نہ جاننا دائمی ہے بلکہ اس میں یہ اطلاع ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب انہیں ذلیل ورسوا فرمائے گا اور ان کے معاملہ کو حضور ﷺ اور اہل ایمان پر خوب منکشف کردے گا یہاں مرتین سے کثرت مراد ہے جیسا کہ اس ارشاد الٰہی ''ثم ارجع البصر کرتنیں'' میں ہے آیت تو واضح کررہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے احوال پر مطلع فرما رہا ہے اور اس کی تائید یہ حدیث ہے جسے امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط اور دیگر محدثین نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ جمعہ کے اجتماع میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا فلاں تو اٹھ جا اور نکل جا تو منافق ہے فلاں تو اٹھ اور نکل جا تو منافق ہے تو ان کے نام لے لے کر آپ ﷺ نے انہیں نکال کر رسوا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی تعلیمات کا صحیح ادراک اور ان پر شرح صدر کے ساتھ استقامت کی توفیق فرمائے، ہمیں اس راہ ہدایت پر گامزن رکھے جو سراپا اتحاد، محبت اور ایثار ہے اے میرے اللہ! اس امت پر وحدت پیدا فرما۔ ہمارے دلوں کو آپس میں جوڑ دے اور امت کی عظمت رفتہ کو بحال فرما۔ خصوصاً اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں امت کے سینوں کو انقباض سے محفوظ فرما۔ ہمارے دلوں کو اپنی محبت اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے حصۂ وافر عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔

محمد خان قادری

خادم......کاروان اسلام

جامع رحمانیہ شادمان

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۴ء ۔ ۳ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

بوقت پونے نو بجے دن جمعۃ المبارک

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

Marfat.com

ما كان الله ليذر المومنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء فامنوا بالله ورسله:

(اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جب تک تم پر جدا نہ کردے خبیث کو پاک سے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو! کہ وہ تمہیں غیب کا علم دیدے۔ ہاں! اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے)

(آل عمران:۱۷۹)

یہ وعدہ الٰہی ہے کہ ہم دنیا میں ہی مسلمانوں اور منافقین کو ممتاز کردیں گے، اگر حضور ﷺ کے لئے منافقین کا علم تسلیم نہ کیا جائے تو پھر وعدہ الٰہی کا کیا بنے گا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اس کے مخالف تصور کرنا ہی کفر ہے۔

سورۂ محمد آیت نمبر 30 اور اس کا ترجمہ

از..........مولانا محمود الحسن دیوبندی

ولو نشاء لاارینا کھم فلعر فتھم بسیمھم و

لتعر فنھم فی لحن القول.

(سورہ محمد: ۳۰)

(اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، سو تو پہچان چکا ہے ان کو ان کے چہرے سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے)

Marfat.com

مولانا اشرف علی تھانوی کا تفسیری نوٹ

سورۂ توبہ کی آیت ۶۱ کے الفاظ " قل هو اذن " کے تحت لکھا

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ سے کہیں منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت " لتعر فنهم فی لحن القول " کے تو پھر اختفاء (پوشیدہ ہونا) ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیر ها (جیسا کہ مفسرین نے اس آیت کے تحت تصریح کی ہے)

Marfat.com

مفسر قرآن بحر العلوم مولانا سید امیر علی ملیح آبادی (۱۳۳۷) نے سورۂ محمد کی اسی آیت کے تحت واضح الفاظ میں لکھا۔

(مترجم کہتا ہے کہ یہ دلیل قطعی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کل منافقین کے حال سے آگاہی عطا کی گئی تھی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس حکم کی تعمیل ممکن نہ ہوتی یعنی اگر آپ منافق کو نہ پہچانتے تو جب اس کا جنازہ لایا جاتا تو کیونکر نماز سے انکار فرماتے۔

(مواہب الرحمٰن: ۲۶،۷۸)

Marfat.com

منافقین کا وطیرہ

Marfat.com

کتاب وسنت میں اعتقادی منافقین کی جو متعدد علامات بیان کی گئی ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ یہاں ضروری ہے

ا۔ علم نبوی پر طعن

منافقین کا ایک گھناؤنا وطیرہ یہ تھا کہ وہ حضور ﷺ کے علم مبارک پر طعن کرتے اور یہ کہتے دیکھو یہ نبی (ﷺ) آسمانی خبریں دیتا ہے مگر اونٹنی کے بارے میں نہیں جانتا۔ غزوہ تبوک کے سفر کے دوران ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا صبح کے وقت آپ ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی صحابہ تلاش میں نکلے وہاں ایک شخص زید بن لصیت تھا جو پہلے یہودی تھا بظاہر اسلام لایا مگر منافق تھا اس نے یہ کہنا شروع کر دیا

محمد یزعم انه نبی و هو یخبر کم عن خبر السماء و هو لا یدری این ناقته؟

محمد (ﷺ) کا دعوٰی ہے میں نبی ہوں اور وہ تمھیں آسمانی خبریں دیتا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتا اس کی اونٹنی کہاں ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں وہی جانتا ہوں جو مجھے میرا اللہ بتاتا ہے۔ یعنی میں ذاتی طور پر کچھ نہیں جانتا مجھے اللہ تعالیٰ ہی بتاتا ہے۔ میرے رب نے مجھے اونٹنی کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے وہ فلاں جگہ ہے اور اس کی نکیل درخت کے ساتھ پھنس گئی ہے۔ صحابہ کو بھیجا اور وہاں سے اسے لے آئے (سبل الھدیٰ، ۵: ۴۴۹)

۲۔ علم نبوی کا مذاق اڑاتے

علم نبوی پر طعن کیساتھ ساتھ اس کا مذاق اڑاتے۔ امام بخاری نے "یاایھا الذین امنوا

Marfat.com

لاتسئلوا عن اشیاء'' کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

کان قوم یسألون رسول اللہ ﷺ استهزأ فیقول الرجل من ابی و یقول الرجل تضل ناقته این ناقتی فانزل اللہ فیهم هذه الایة

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر)

کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے بطور تمسخر و مذاق سوالات کرتے ہوئے پوچھتے بتائیں میرا والد کون ہے؟ اونٹنی گمشدہ کے بارے میں پوچھتے میری اونٹنی کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی

۳۔ حضور جواب نہیں دے سکتے

بعض اوقات حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوکر اعلان فرماتے کسی نے جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لے

فو اللہ لا تسألونی عن شئی الا اخبرتکم به ما دمت فی مقامی هذا

اللہ کی قسم تم جو بھی مجھ سے پوچھو گے میں اسی مقام پر کھڑے کھڑے بتاؤں گا

بلکہ آپ ﷺ بار بار یہ اعلان فرماتے

سلونی سلونی

مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو

(البخاری، ۲:۱۸۳)

امام بدر الدین عینی (المتوفی ۸۵۵) شارح بخاری شیخ مہلب کے حوالہ سے آپ کے خطبہ، اعلان اور ناراضگی کا سبب ان الفاظ میں لکھتے ہیں

لانه بلغه ان قوماً من المنافقین یسألون منه و یعجزونه عن بعض مایسألونه فتغیظ و قال لا تسألونی

کچھ منافقین کے بارے میں آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ انھوں نے آپ ﷺ سے سوالات کیے اور کہا یہ ہمارے سوالات کا

۱۲ مئی

عن شئی الااخبرتکم به	جواب دینے سے عاجز ہیں، اس پر آپ
(عمدۃ القاری، ۵:۲۷)	ناراض ہوئے اور برسرمنبر تشریف لاکراعلان فرمایا مجھ سے پوچھو، جوتم پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا

یعنی منافقین کہتے ،حضورﷺ ہمارے سوالات کا جواب نہیں دے سکتے اس طرح وہ آپ کے علم وسیع پرطعن کرتے تو آپﷺ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کی بنا پر اعلان فرمایا آؤ جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو، اس موقعہ پر لوگوں نے جو جو پوچھا آپﷺ نے واضح طور پر بتادیا

سوالات کے جوابات

احادیث میں اس موقعہ پر ہونے والے سوالات اوران کے جوابات بھی منقول ہیں وہ بھی ملاحظہ کرلیں تاکہ علم نبوی کی شان وعظمت ہم پرخوب آشکار ہوجائے

ا۔ میراوالدکون ہے؟

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے نسب پرلوگ طعن کرتے جس کی وجہ سے انھیں پریشانی لاحق ہوتی انھوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہﷺ

من ابی؟	میراوالدکون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا

ابوک حذافة	تیراوالدحذافہ ہی ہے

(صحیح البخاری، باب ما یکرہ من کثرۃ السوال)

۲۔ تیراوالدسالم ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک اور آدمی نے اٹھ کر پوچھا

میرا والد کون ہے؟ فرمایا

ابوک سالم مولی شیبة　　　تیرا والد شیبہ کا غلام سالم ہے

(ایضاً)

۳۔ میں کون ہوں؟

امام ابن عبدالبر نے مسلم کے حوالہ سے نقل کیا ایک آدمی نے پوچھا

من انا یا رسول اللہ ﷺ　　　یارسول اللہ ﷺ میں کون ہوں؟

فرمایا

انت سعد بن سالم　　　تو سالم کا بیٹا سعد ہے

(فتح الباری، ۱۲: ۲۲۸)

۴۔ کیا میں جنتی ہوں؟

امام طبرانی نے حضرت ابوفراس اسلمی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ

فی الجنة انا ؟　　　کیا میں جنتی ہوں؟

فرمایا

فی الجنة　　　تو جنتی ہے

(ایضاً)

۵۔ تو دوزخی ہے

امام ابن عبدالبر نے التمہید میں امام زہری سے نقل کیا ایک آدمی نے پوچھا

این مدخلی یا رسول اللہ　　　میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟

فرمایا تیرا ٹھکانہ

فی النار　　　دوزخ ہے

Marfat.com

انہوں نے امام مسلم سے نقل کیا نبی اسد کا آدمی اٹھا اور اس نے پوچھا

این انا ؟ میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟

فرمایا

فی النار تو دوزخ میں جائے گا

(فتح الباری ، ۱۲، ۲۲۸)

صحابہ کی کیفیت

اس موقعہ پر صحابہ کی کیفیت کیا تھی ؟ اس کو بھی سامنے رکھیئے تا کہ معاملہ آشکار ہو جائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے صحابہ نے جب آپ ﷺ کی ناراضگی دیکھی۔

۱۔ ہر صحابی رو رہے تھے

تو میں نے دائیں بائیں نگاہ اٹھا کر دیکھا

فا ذا کل انسان لا و رأسه فی ثوبه بیکی تو ہر صحابی کپڑے میں سر لئے رو رہے تھے

امام بخاری نے یہ الفاظ بھی نقل کیے

فغطی اصحاب رسول الله ﷺ وجوهم لهم حنین صحابہ اپنے چہرے چھپا چھپا کر رو رہے تھے

(صحیح البخاری ، کتاب التفسیر)

۲۔ سب سے سخت دن

امام مسلم نے نصر بن شمیل سے نقل کیا

Marfat.com

فما اتی علی اصحاب رسول اللہ ﷺ یوم کان اشد منه
صحابہ پر اس دن سے بڑھ کر شدید کوئی دن نہیں آیا

(فتح الباری، ۱۲، ۲۲۹)

۳۔ ہم بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتے ہیں

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے جب مجلس میں سوالات شروع ہو گئے اور آپ ﷺ نے جوابات ارشاد فرمائے

فلما رأی عمر ما بوجه رسول اللہ ﷺ من الغضب قال انانتوب الی اللہ عزو جل
جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی ناراضگی کے آثار دیکھے تو پکار اٹھے ہم بارگاہ ایزدی میں توبہ کرتے ہیں

(صحیح البخاری)

۴۔ ہمیں معاف فرمادیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین، قرآن کے امام اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر مطمئن ہیں، یہ بھی عرض کیا

فاعف عفا اللہ عنک فلم یزل به حتی رضی
آپ ہمیں معاف فرما دیں اللہ تعالیٰ آپ کے درجات مزید بلند فرمائے یہ الفاظ وہ کہتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ راضی ہو گئے

(فتح الباری، ۱۲: ۲۲۹)

یہ تمام چیزیں واضح کر رہی ہیں صحابہ آپ ﷺ کے علم کامل پر کبھی طعن اور اس کے ساتھ مذاق کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔

Marfat.com

۴۔ یہ رب بننا چاہتا ہے

جب حبیب خدا ﷺ نے اپنا یہ مقام بیان فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کر لی اس نے اللہ کی اطاعت کی تو منافقین کہنے لگے سنو یہ شخص کیا کہہ رہا ہے یہ تو شرک کر رہا ہے

و ھو نھی ان یعبد غیر اللہ تعالیٰ ما یرید الا ان نتخذہ رباً کما اتخذت النصاری عیسیٰ علیہ السلام نزلت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (روح المعانی، پ۵: ۱۲۰)

یہ غیر اللہ کی عبادت سے روکتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ہم اسے رب بنا لیں، جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''

دیکھا آپ نے اس کائنات کے سب سے بڑے موحد کو منافقین نے کیا کہہ دیا؟ اگر آج امت مسلمہ کو کچھ لوگ مشرک کہتے ہیں تو اس پر کیا تعجب ہے؟

۵۔ کیا ہم اسے سجدہ کریں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے نفاق و بے ادبی کی ایک مثال یوں بیان کی جب ان سے کہا جاتا ہے

تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم و رأیتھم یصدون و ھم یستکبرون (المنافقون، ۵)

آؤ تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ بخشش کی سفارش کریں تو وہ اپنے سر جھٹک دیتے ہیں اور آپ دیکھیں گے وہ تکبر کرتے ہوئے رک جاتے ہیں

یعنی وہ آپ ﷺ کی سفارش کو اہمیت نہیں دیتے۔ اس آیت مقدسہ کے تحت مفسرین نے نقل کیا بعض لوگوں نے منافقین کے سربراہ عبد اللہ بن ابی سے کہا تم رحمۃ للعالمین ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں چلے جاؤ اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرلو

یستغفر لک فلوی رأسه لهذا الرائی　　　تو آپ ﷺ تیرے لئے بخشش کی سفارش کر دیں گے لیکن اس نے اس رائے کو ناپسند کرتے ہوئے سر جھٹک دیا

اور کہنے لگا تم نے مجھے ایمان لانے کا کہا میں ایمان لے آیا تم نے مجھے ادائیگی زکوٰۃ کا کہا میں نے ادا کر دی اب تو اور کچھ باقی نہیں رہا

الا ان تأمرونی بالسجود لمحمد (ﷺ)　　　اب تم مجھے محمد (ﷺ) کے سامنے سجدہ کا حکم دے رہے ہو

(روح المعانی، پ۲۸: ۱۱۲)

بتایئے جن لوگوں کا ذہن اس قدر حبیب خدا ﷺ کے خلاف ہو اسے اللہ تعالیٰ معافی کہاں دے گا اگرچہ اس کے حبیب نے اپنی رحمت و اخلاق حسنہ کے پیش نظر دعا بھی کی مگر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ان بدبختوں کو معافی نہیں مل سکتی کیونکہ انھوں نے اللہ ورسول کی بے ادبی میں حد کر دی ہے البتہ اگر وہ حضور ﷺ کے پاس آکر معافی مانگ لیں اور آپ ﷺ انکی سفارش فرمائیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔

۶۔ دعا نبوی ﷺ کی کوئی اہمیت نہیں

اگرچہ سابقہ گفتگو سے آشکار ہو چکا منافقین کے ہاں حبیب خدا ﷺ کی دعا کی کوئی اہمیت نہیں لیکن ایک اور واقعہ ملاحظہ کر لیجیے تاکہ حقیقت خوب آشکار ہو جائے۔ امام ابن ابی حاتم (المتوفی ۳۲۲) نے حضرت حرزہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہم حضور ﷺ کے ساتھ مقام حجر میں تھے آپ ﷺ نے ہمیں وہاں سے پانی اٹھانے سے منع فرما دیا، جب ہم وہاں سے دوسری منزل پر پہنچے تو وہاں پانی نہ تھا صحابہ نے خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ

Marfat.com

ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے بعد دعا فرمائی

فارسل الله سحابة فامطرت عليهم حتى استقوا منها

اللہ تعالیٰ نے فی الفور بادل بھیجے جو خوب برسے حتی کہ صحابہ نے پانی حاصل کرلیا

صحابی نے ایک منافق سے مخاطب ہوکر کہا

قد ترى ما دعا رسول الله ﷺ فامطر الله علينا السماء

تو نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے آسمان سے بارش نازل فرمادی

وہ منافق کہنے لگا یہ نبی کی دعا سے نہیں

انما مطرنا بنوء كذا و كذا

(المظهری، پ۷، ۱۱۳)

یہ تو فلاں فلاں سبب کی وجہ سے بارش ہوئی ہے

دیکھ لیجئے منافق کسی صورت میں بھی حبیب خدا ﷺ کے مقام کو ماننے کے لئے تیار نہیں حالانکہ توحید ماننے والا ہر شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے جس قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے حبیب ﷺ کی دعا و رضا کا مقام ہے اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا

عقیدہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آیئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ سنیے، انھوں نے اپنی آنکھوں سے ہر وقت حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم کی بارش برستی ہوئی دیکھی تو پکار اٹھیں

ما ارى ربك الا يسارع فى هواك

(صحیح البخاری، ۲، ۷۲۲)

میں نے آپ کے رب کو آپ کی آرزو جتنی جلدی پورے کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے علاوہ ایسی جلدی میں اسے کبھی نہیں دیکھا

Marfat.com

اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً (النور، ٦٣)	تم حضور ﷺ کی دعا ایسے نہ سمجھو جیسے تم ایک دوسرے کے خلاف کرتے ہو

ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہاں واضح کر رہا ہے کہ اگر میرے رسول نے تمہارے خلاف دعا کر دی تو تم بچ نہیں سکو گے کیونکہ

دعوة الرسول علیکم موجبة فاحذروها (جامع البیان، ١٨: ٢٣٥)	حضور ﷺ کی تمہارے مخالف دعا یقیناً مقبول ہے لہذا تم اس سے بچ جاؤ

امام خازن نے انھی کی تفسیر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا

فان دعائه موجب لیس کدعاء غیره (لباب التاویل، ٢٣: ٣٦٥)	کیونکہ آپ کی دعا بلاشبہ مقبول ہے تو وہ دوسروں کی دعا کی طرح نہیں ہے

امام ابن جریر طبری (التوفی، ٣١٠) نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر کیے لیکن آخر مین فرمایا میرے نزدیک

اولی التاویلین فی ذلک بالصواب عندی التاویل الذی قاله ابن عباس (جامع البیان، ١٨: ٢٣٥)	اس کی صواب تفسیر وہی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کون کتاب وسنت کو جانتا ہے؟ منافقین کے حوالہ سے بھی کی گئیں دعائیں ان کے سامنے تھیں مگر وہ تو یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور ﷺ کی دعا کے مقام کا ہمیں اندازہ ہی نہیں

Marfat.com

۷۔ کہتا ہے روم اور شام فتح ہو جائے گا

غزوہ خندق کے موقعہ پر خندق کھودتے ہوئے ایسی چٹان آئی جو صحابہ سے نہ ٹوٹ پائی آپ ﷺ سے عرض کیا گیا آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کدال سے اسے ضرب لگائی اس کا ایک حصہ ٹوٹ کر دور جا گرا شہر مدینہ روشن ہوا جیسے تاریک گھر میں چراغ جلا دیا جائے آپ نے فرمایا

اللہ اکبر قصور الروم ورب الکعبة	بزرگ و برتر رب کعبہ کی قسم روم فتح ہو جائے گا

پھر دوسری ضرب لگائی وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی پہلے کی طرح روشنی نکلی آپ ﷺ نے فرمایا

اللہ اکبر قصور فارس ورب الکعبة	اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم فارس فتح ہو جائے گا

اس پر منافقین نے طعن کرتے ہوئے کہا حالت یہ ہے کہ

نحن بخندق وھو یعد نا قصور فارس والروم	دفاع کے لئے خندق کھودی جا رہی ہے اور وعدے فارس و روم کی فتح کے کر رہے ہیں

(مجمع الزوائد، ٦: ١٣١)

امام طبری نے جو روایت نقل کی اس میں ہے اہل ایمان نے اس پہ خوب خوشی منائی اور اللہ کی بارگاہ میں حمد و شکر بجالائے مگر منافقین نے کہا۔

الا تعجبون ؟یحدثکم و یمنیکم یعد کم الباطل یخبر کم انه یبصر من یثرب قصور الحیرة ومدائن کسری وانها تفتح لکم وانتم	کیا تمھیں تعجب نہیں؟ یہ تمھیں غلط باتوں امیدوں اور وعدوں کی بات کرتے ہیں تمھیں کہہ رہے ہیں کہ وہ یثرب سے حیرة اور مدائن کسریٰ دیکھ رہے ہیں اور وہ تمھارے لئے فتح

Marfat.com

تحفرون الخندق من الفرق ولاتستطیعون ان تبرزوا (جامع البیان، ۲۱: ۱۶۳)

ہو جائیں گے حالانکہ تم لوگوں سے دفاع و بچنے کے لئے خندق کھود رہے ہیں اور ان کے سامنے آنے کی طاقت نہیں رکھتے

۸۔ یہ کانوں کے کچے ہیں

منافقین حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی کہتے انھیں کچھ معلوم نہیں تم جو کہو گے یہ مان لیں گے یہ تو صرف ''کان'' ہیں، جو سن لیا اسے مان لیا، آگے پیچھے کا انھیں علم تک نہیں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کی

و منهم الذین یؤذون النبی و یقولون هو اذن قل اذن خیر لکم یؤمن بالله و یؤمن للمؤمنین و رحمة للذین امنوا منکم و الذین یؤذون رسول الله لهم عذاب عظیم (سورة التوبة، ۶۱)

اور ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں کہ نبی کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرما دو تمہارے بھلے کیلئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پہ یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے لئے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ علیہ السلام کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

اس کے تحت مفسرین نے جو لکھا وہ آگے تفصیلاً آرہا ہے لیکن حافظ ابن کثیر کا ایک جملہ یہاں نقل کر دیتے ہیں فرماتے ہیں نبی علیہ السلام

ای هو اذن خیر یعرف الصادق من الکاذب (تفسیر القرآن، ۲: ۳۶۶)

بہتر کان ہیں کہ آپ سچے اور جھوٹے کو جانتے ہیں

Marfat.com

آیاتِ قرآنی اور ان کی تفسیر

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَ مَا يَخْدَعُونَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُونَ ہ

(سورۃ البقرہ، ۹)

فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت مبارکہ کے تحت متعدد مفسرین نے اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے کہ اس دھوکہ کا وبال انھی کی طرف آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کے احوال پر مطلع فرما دیا ہے لہٰذا انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ، ہاں خود انھی کو دنیا و آخرت میں نقصان ہوگا لیکن انھیں اس کا شعور تک نہیں۔

ا۔ امام ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی ،۳۸۳ھ) امام کلبی کے حوالہ سے اس کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔

و ما يعلمون ان الله يطلع نبيه عليه السلام على كذبهم	وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے کذب و نفاق پر مطلع فرما رہا ہے۔
(بحر العلوم، ١ : ٥٣)	

۲۔ امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی (المتوفی ،۴۶۸ھ) رقمطراز ہیں۔

لان و بال خداعهم عاد عليهم باطلاع الله تعالىٰ نبيه عليه السلام والمؤمنين على اسرار هم وافتضاحهم (و ما يشعرون) و ما يعلمون ذلك	ان کے فراڈ کا عذاب انھی پر آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ اور اہل ایمان کو انکے مخفی معاملات سے آگاہ فرما رہا ہے لیکن انھیں اس کا علم نہیں۔
(الوجيز، ١ : ٩٢)	

۳۔ امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی (المتوفی ،۵۱۶ھ) " و ما يخدعون الا انفسهم" کے تحت لکھتے ہیں

لان و بال خداعهم راجع اليهم لان الله يطلع نبيه ﷺ على نفاقهم	ان کے دھوکہ و مکر کا وبال انھی کی طرف لوٹ آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

Marfat.com

فیفتضحون فی الدنیا — نبی علیہ السلام کو ان کے نفاق پر مطلع فرما دینا ہے۔ لہٰذا یہ دنیا میں ہی ذلیل ہوں گے۔

(معالم التنزیل، ۱: ۵۰)

۴۔ امام علاؤالدین علی بن محمد خازن (المتوفی ۷۲۵ھ) نے دوسری تفسیر کرتے ہوئے لکھا

ان وبال ذلک الخداع راجع الیھم لان اللہ تعالیٰ یطلع نبیہ علیہ السلام علی نفاقھم فیفتضحون فی الدنیا

ان کے دھوکہ کا وبال انھی پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے نفاق پر حضور علیہ السلام کو آگاہ فرما رہا ہے اور یہ دنیا میں رسوا ہو جائیں گے۔

(لباب التاویل، ۱: ۲۸)

۵۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی ۷۴۵ھ) ''وما یشعرون'' کے مفعول محذوف پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھتے ہیں

اطلع اللہ نبیہ علیہ السلام علی خداعھم و کذبھم روی ذالک عن ابن عباس

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو ان کے دھوکہ اور کذب کی اطلاع دے دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی منقول ہے۔

(البحر المحیط، ۱: ۵۸)

۶۔ امام تاج الدین ابومحمد حنفی (المتوفی ۷۴۹ھ) کے الفاظ ہیں

ای وما یشعرون اطلاع اللہ نبیہ علیہ السلام علی خداعھم

وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو ان کی دھوکہ دہی سے آگاہ فرما دیا ہے

(الدر اللقیط، ۱: ۵۳)

۷۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے۔

Marfat.com

لان وبال راجع الیھم فیفتضحون فی الدنیاباطلاع اللہ نبیہ ﷺ علی مابطنوہ (جلالین)

وبال انھی کی طرف راجع ہے یہ دنیا میں ذلیل ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باطنی معاملات سے حضور ﷺ کو آگاہ فرمادیا ہے

۸۔ اس کے تحت شیخ سلیمان الجمل (المتوفی ۱۲۰۴ھ) نے تفسیر کرخی کے حوالہ سے لکھا

ان اللہ یطلع نبیہ ﷺ علی کذبھم (الجمل علی جلالین، ۱:۱۷)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے کذب پر مطلع فرما رہا ہے۔

۹۔ اسی طرح اس کے تحت علامہ صاوی مالکی (۱۲۴۱ھ) نے لکھا

وامرہ باخراجھم من المسجد ونزل فیھم ولا تصل علی احد منھم (الصاوی علی الجلالین، ۱:۱۵)

انہیں مسجد سے نکالنے کا حکم دیا اور فرمایا ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی

۱۰۔ قاضی محمد ثناءاللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) ''وما یخدعون الا انفسھم'' کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔

فانہ لا یخفی علی اللہ خافیۃ وھو یطلع نبیہ ﷺ والمؤمنین فھم غروا انفسھم حیث اوھموا انفسھم انھم امنوا من العذاب والفضیحۃ فضرر خداعھم راجع الیھم دون غیرھم (المظھری، ۱:۲۵)

اللہ تعالیٰ پر کوئی شے مخفی نہیں اور وہ اپنے نبی ﷺ اور اہل ایمان کو آگاہ کررہا ہے اور یہ اپنے نفوس کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم عذاب وذلت سے محفوظ ہیں تو ان کے دھوکہ کا نقصان انہی کی طرف لوٹے گا نہ کہ کسی دوسرے کی طرف۔

۱۱۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما

Marfat.com

سے نقل کیا

اطلاع الله تعالىٰ نبيه صلی اللہ علیہ وسلم على خداعهم و كذبهم كما روى ذلك عن ابن عباس

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے فراڈ اور کذب سے آگاہ کر دیا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر منقول ہے۔

(روح المعانی، ۱:۱۴۸)

۱۲۔ امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن جوزی (المتوفی، ۵۹۷ھ) ''دار دنیا میں منافقین پر وبال کیا ہوگا'' کی تفصیل میں لکھتے ہیں

و ذلك بطريقين احدهما بالاستدراج و الامهال يزيدهم عذابا و الثانى باطلاع النبى عليه السلام و المؤمنين على احوالهم التى اسروها

یہ دو طریقہ سے ہے ایک یہ کہ بطور استدراج اور مہلت ہوتا کہ عذاب میں اضافہ ہو، دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو ان کے پوشیدہ احوال سے آگاہی عطا فرمانا ہے۔

۱۳۔ شیخ محمد بن علی شوکانی (المتوفی، ۱۲۵۰) نے مخادعت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا

المراد بمخادعة المؤمنين لهم هو انهم اجروا عليهم ما امرهم الله به من احكام الاسلام ظاهراً و ان كانوا يعلمون فساد بواطنهم كما ان المنافقين خادعوهم باظهار الاسلام و ابطان الكفر

اہل ایمان کا ان سے مخادعہ یہ ہے کہ وہ ان پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسلام کے ظاہراً احکام ہی جاری کریں اگرچہ وہ ان کے باطنی فساد سے آگاہ ہیں جیسا کہ منافقین اہل ایمان کو دھوکہ دیتے ہوئے اسلام ظاہر کرتے اور کفر مخفی رکھتے

(فتح القدير، ۱:۴۱)

۱۴۔ امام اسمٰعیل حقی (المتوفی، ۱۱۳۷) کے الفاظ یہ ہیں

Marfat.com

وبال خداعهم راجع اليهم لان اللّٰہ تعالیٰ یطلع نبیه ﷺ علی نفاقهم فیفتضحون فی الدنیا و یستحقون العقاب فی العقبیٰ

(روح البیان، ۱: ۸۲)

ان کے دھوکہ کا عذاب انھی پر آئے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو انکے نفاق پر مطلع کر دے گا تو یہ دنیا میں رسوا ہو جائیں گے اور آخرت میں مستحق عذاب ٹھہریں گے

۱۵۔ مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی لکھتے ہیں

خدا علام الغیوب ہے اس سے کوئی بات مخفی نہیں رہ سکتی اور وہ مؤمنوں کو آگاہ کرتا رہے گا۔ سو ان پر تو کچھ بھی اس مخادعت و فریب بازی کا اثر نہ پڑا الٹا ان ہی پر پڑا دنیا میں بھی رسوائی ہوئی آخرت میں عذاب شدید میں مبتلا ہوں گے (تفسیر حقانی، ۱: ۸۰)

Marfat.com

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ط قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ o

(سورة آل عمران، ۱۱۹)

اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرما دو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔

Marfat.com

Marfat.com

آیت مبارکہ کے آخری کلمات " ان اللہ علیم بذات الصدور " کے تحت مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کے احوال پر مطلع فرمایا، مقصد یہ ہے کہ اہل نفاق یہ نہ سمجھیں کہ وہ باری تعالیٰ کے احاطہ علم سے باہر ہیں وہ ان کے سینوں کے تمام رازوں سے آگاہ ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کو اس کی سرپرستی حاصل ہے لہٰذا وہ آپ کو تمھارے کرتوتوں سے آگاہ کرے گا۔

۱۔ شیخ جار اللہ زمخشری (المتوفی ۵۲۸ھ) ان مبارک کلمات پر یہ بحث کرتے ہوئے کہ یہ مقولہ میں شامل ہیں یا خارج، لکھتے ہیں دونوں صورتوں میں معنی درست ہے اگر یہ مقولہ سے خارج ہوں تو مفہوم یہ ہوگا اے نبی ﷺ آپ ان سے فرما دیجیئے اپنے غیظ میں مرتے رہو۔

ولا تتعجب من اطلاعی ایاک علی ما یسرون فانی اعلم وھو اخفی من ذلک وھو ما اضمروہ فی صدورھم ولم یظھروہ بالسنتھم	ان کی مخفی باتوں پر میں نے جو آپ کو مطلع کیا ہے اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ میں تو اس سے بھی زیادہ مخفی کو جانتا ہوں اور وہ اسے سینوں میں مخفی رکھتے ہیں اور اس کا زباں سے اظہار نہیں کرتے۔
(الکشاف، ۱: ۴۰۷)	

۲۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) نے شیخ زمخشری کی تمام گفتگو نقل کر دی ہے

(مفاتیح الغیب، ۳: ۳۴۳)

۳۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸ھ) کے الفاظ یہ ہیں اے نبی ان سے فرما دو تم اپنے غیظ میں ہی مر جاؤ اور۔

ولا تتعجب من اطلاعی ایاک علی اسرارھم فانی اعلم ما اضمرہ الخلائق ولم یظھروہ علی السنتھم	ہم نے منافقین کے رازوں پر تمہیں جو اطلاع دی ہے اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ ہم مخلوق کی ان تمام مخفی، باتوں کو جانتے

Marfat.com

اصلاً ہیں جو وہ کبھی زبان پر نہیں لاتے۔

(غرائب القرآن، ۲: ۴۵۵)

۴۔ امام ابوالبرکات نسفی (المتوفی، ۷۱۰ھ) کے الفاظ بھی یہی ہیں

(مدارک التنزیل، ۱: ۲۹۳)

۵۔ امام ابوسعود محمد عماوی (المتوفی، ۹۵۱ھ) نے ان الفاظ میں مفہوم بیان کیا ہے

و یحتمل ان یکون خار جا عنه بمعنی لا تتعجب من اطلاع ایاک علی اسرارهم فانی علیم بذات الصدور	یہ جملہ مقولہ سے خارج بھی ہوسکتا ہے کہ منافقین کے بارے میں ہماری اطلاع پر متعجب نہ ہوں کیونکہ میں سینوں کے بھیدوں کو جانتا ہوں

(ارشاد العقل، ۲: ۷۷)

۶۔ حتیٰ کہ شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) نے بھی یہ مفہوم بیان کیا ہے

ویحتمل ان یکون خار جامن المقول بمعنی قل لهم ذلک و لا تتعجب من اطلاع ایاک علی اسرارهم فانی علیم بالا خفی من ضمائرهم	اس جملہ کا خارج ہونا بھی محتمل ہے معنی یہ ہوگا ہم نے جو منافقین کے بارے میں تمھیں مطلع کیا ہے اس پر تعجب کیسا؟ کیونکہ میں تو انکے تمام رازوں سے آگاہ ہوں

(محاسن التاویل، ۲: ۱۲۵)

۷۔ ڈاکٹر عبدالعزیز حمیدی نے بات بڑی کھول کر بیان کردی ہے وہ "ان اللہ علیم بذات الصدور" کے تحت لکھتے ہیں

فلا تظنوا ایها المنافقون ان امرکم سیخفی علی النبی ﷺ والمؤمنین	اے منافقو، مت خیال کرو کہ تمھارا معاملہ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان پر مخفی

Marfat.com

فـان الله مـعهـم و لـئـن لبستم علـى الـمؤمنين و اخفيتم حقيقتكم عنهم فانكم لن تستطيعوا ان تستخفوا من الله لانـه عالم بمكنونات ضمائركم فهـو يـعلـم سـعيكم فى ايقاع الضرر بيـن الـمؤمنين وبغضكم لهم و لن تستـطيـعـوا ان تـنـالوا من المؤمنين شيئا لان الله سبحانه يكشف امركم لهم

رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اگرچہ تم نے اہل ایمان سے اپنی حقیقت مخفی رکھی ہے مگر اللہ تعالیٰ سے نہیں رکھ سکتے کیونکہ وہ تمھارے سارے اندر کے معاملات جانتا ہے اور انھیں بھی جانتا ہے جو تم اہل ایمان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو، لیکن یاد رکھو تم نہ کرسکو گے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمھارا معاملہ ان پر واضح کردے گا

(المنافقون فی القرآن الکریم. ۱۵۸)

اگر کسی کے ذہن میں حضور ﷺ کے تعجب پر تعجب ہو تو وہ علامہ محمود آلوسی کی یہ گفتگو ملاحظہ کرے۔

و الـنهـى عـن الـتـعجب حينئذ خارج مـخـرج العادة مـجـازا بـناء على ان الـمـخـاطـب عـالـم بـمضمون هذه الـجـمـلة و امـا بـاق على حقيقته ان كـان الـمـخـاطـب غير ذلك ممن يـقف عـلى هذا الخطاب فلا اشكال عـلـى التقديرين خلافا لمن و هم فى ذلك

یہاں تعجب سے ممانعت مجازاً بطور عادت و معمول ہے اگر مخاطب اس جملہ کے معنوں سے آگاہ ہے یا بطور حقیقت ہے اگر مخاطب اس کے مضمون سے آگاہ نہیں تو دونوں صورتوں میں اشکال ختم بخلاف اس میں وہم کرنے والے کے

(روح المعانی، پ ۴: ۳۴۹)

Marfat.com

۷۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی،۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں

وهو يحتمل ان يكون داخلاً في المقول اى قل لهم ان الله يعلم ما في قلوبكم فيفتضحكم في الدنيا و يعذبكم في الاخرة ولا يفيد كم اخفاؤ كم	یہ احتمال ہے کہ یہ مقولہ ہی ہو یعنی تم ان سے کہہ دو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے آگاہ ہے اور تمہیں دنیا میں ننگا کردے گا اور آخرت میں عذاب دے گا تو تمہارا مخفی کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

(المظهری، ۲: ۱۲۶)

۹۔ شیخ علی السائس نے دونوں احتمال بیان کرتے ہوئے لکھا

يحتمل ان يكون خارجاً عن المقول لهم ان قل لهم ما تقدم ولا تتعجب من اطلاعى اياك على اسرار هم فانى عليم بما خفى فى ضمائر هم	یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مقولہ نہ ہو یعنی سابقہ بات فرمادو اور میں نے جو آپ کو ان کے اسرار سے آگاہی عطا فرمائی ہے اس پر متعجب نہ ہوں کیونکہ میں تو ان کے دلوں کے مخفی رازوں کو جانتا ہوں

(تفسير آيات الاحكام، ۱: ۳۳)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ

(سورہ آل عمران، ۱۶۶، ۱۶۷)

اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں

Marfat.com

Marfat.com

آیات کاشانِ نزول

تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ ان آیات کا نزول غزوہ احد کے موقع پر اس وقت ہوا جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت حضور ﷺ سے جدا ہو گیا اور اس نے کہا ہم غزوہ میں شریک نہیں ہوں گے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کی ایک اہم حکمت یہ بیان فرمائی، لیعلم المومنین و لیعلم الذین نا فقوا ،(تا کہ اہل ایمان اور اہل نفاق لوگوں پر ظاہر و واضح ہو جائیں) ان مبارک کلمات کے تحت اہل تفسیر نے جو لکھا ہے وہ ملاحظہ کر لیجئے۔

ا۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) ان آیات کے تحت لکھتے ہیں۔

و ذکر فی هذه الاية انها اصابتهم لوجه آخر وهو ان بتميز المؤمن عن المنافق

اس آیت کے تحت یہ بھی مذکور ہے کہ ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ اہل ایمان منافقین سے جدا ہو جائیں

(مفاتیح الغیب، ۳: ۴۲۱)

ان الفاظ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا

المعنى يميز المؤمنين عن المنافقين

تا کہ اہل ایمان اور منافق جدا ہو جائیں

(ایضاً، ص ۴۲۲)

بلکہ سوال اٹھایا کہ جب اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے اور اہل ایمان بھی منافقین کو جانتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفت "اعلم" لانے کی کیا حکمت ہے اس کا جواب یہ دیا ہے

المراد ان الله تعالىٰ يعلم من تفاصيل تلك الاحوال ما لا يعلمه غيره

اللہ تعالیٰ ان کی اس قدر تفصیل جانتا ہے کہ کوئی دوسرا نہیں جان سکتا

(ایضاً، ص ۴۲۴)

۲۔ امام قاضی ناصر الدین بیضاوی نے ان کا مفہوم یوں لکھا ہے

لیتمیز المؤمنون والمنافقون فیظهر ایمان هؤلاء والکفر هؤلاء

(انوار التنزیل، ۲: ۱۱۲)

تا کہ اہل ایمان اور منافقین میں امتیاز ہو جائے اور ان کا ایمان اور دوسروں کا کفر واضح ہو جائے

۳۔ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی (المتوفی ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں

لیمیزوا من المنافقین

(النکت، ۱: ۴۳۵)

تا کہ اہل ایمان منافقین سے جدا ہو جائیں

۴۔ امام ابوسعود محمد عمادی (المتوفی ۹۵۱ھ) نے پہلے علم کا معنی واضح کرتے ہوئے فرمایا

المراد بالعلم التمییز والاظهار فیما بین الناس

یہاں علم سے لوگوں کے درمیان امتیاز و اظہار ہے

اس کے بعد مفہوم ان الفاظ میں لکھا۔

المعنی و ما اصابکم یومئذ فهو کائن لتمیز الثابتین علی الایمان والذین اظهروا النفاق

(ارشاد العقل، ۲: ۱۰۹)

جو آج تمھیں تکلیف پہنچی ہے یہ امتیاز پیدا کر دے گی اہل ایمان اور اہل نفاق کے درمیان

۵۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی ۷۵۴ھ) کے الفاظ ہیں

لیمیز اعیان المومنین من اعیان المنافقین

(البحر المحیط، ۳: ۱۰۹)

تا کہ ذوات اہل ایمان کا ذوات منافقین سے امتیاز ہو جائے۔

۶۔ شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) کے الفاظ ہیں

Marfat.com

ای لیعلم المؤمنین من المنافقین علم عیان و رؤیة لیتمیز فیه احد الفریقین من الآخر تمیزا ظاهرا	تاکہ اہل ایمان، منافقین کو آنکھوں سے دیکھ لیں اور بڑا واضح امتیاز ہو جائے

(محاسن التاویل، ۲:۲۷۱)

۷۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی، ۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں

ممتازین عند الناس یعنی یتحقق امتیاز ھم عند الناس فیعرفوا ایمان ھؤلاء و کفر ھؤلاء	لوگوں کے ہاں امتیاز ہو جائے یعنی اس طرح امتیاز ہو جائے کہ اہل ایمان کو اور اہل نفاق کو پہچان جائیں

(المظھری، ۱۶۸۲)

۸۔ شیخ جار اللہ الزمخشری (المتوفی، ۵۲۸ھ) کے الفاظ ہیں

و ھو کائن لیمیز المؤمنون والمنافقون ولیظھر ایمان ھؤلاء و نفاق ھؤلاء	اور یہ اس لئے ہے کہ مومنوں اور منافقوں کے درمیان امتیاز ہو جائے ان کا ایمان اور ان کا نفاق واضح ہو

(الکشاف، ۱:۴۳۷)

۹۔ امام علاؤ الدین علی بن محمد خازن (المتوفی، ۷۲۵ھ) علم کا معنی واضح کرنے کے بعد لکھتے ہیں

لیتبین المؤمن من المنافق ولیتمیز احدھما من الآخر	تاکہ مومن، منافق سے جدا ہو جائے اور ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں

(لباب التاویل، ۱:۳۱۹)

۱۰۔ تقریباً یہی الفاظ امام ابوالبرکات حنفی (المتوفی، ۷۱۰ھ) کے بھی ہیں

(مدارک التنزیل، ۱:۳۱۹)

۱۱۔ علامہ سلیمان الجمل (المتوفی ۱۲۰۴ھ) نے مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا

ای لیظہر للناس و یمیز ہم المؤمن من غیرہ

تاکہ لوگوں کے ہاں اہل ایمان دوسروں سے ممتاز ہو جائیں

(الجمل علی جلالین، ۱: ۳۳۳)

۱۲۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) نے آیات مبارکہ کے الفاظ " واللہ اعلم بما یکتمون" کے تحت لکھا

المراد اعلم من المؤمنین لانہ یعلمہ مفصلاً بعلم واجب والمؤمنون مجملاً بامارات

اللہ تعالیٰ اعلم ہے کیونکہ وہ مفصل جانتا ہے اور اہل ایمان اجمالاً علامات سے جانتے ہیں

(روح المعانی، پ۴: ۱۲۰)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِهٖ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ہ

(سورہ آل عمران، ۱۷۹)

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑے گا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو! تمھیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمھارے لئے بڑا ثواب ہے

Marfat.com

تمام مفسرین نے اس آیت مبارکہ پر یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے ذریعے واضح کر دیا کہ اب منافقین کو مسلمانوں کی صفوں میں گھسے رہنے نہیں دیا جائے گا بلکہ انھیں اب ننگا اور آشکار کر دیا جائے گا تا کہ دنیا میں یہ رسوائی و ذلت اٹھائیں اور آخرت میں بھی۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ حضورﷺ کو دنیا میں ہی ان کا علم عطا فرما دے گا

۱۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) آیت مبارکہ پر مسئلہ ثانیہ کے تحت لکھتے ہیں

قد ذكرنا ان معنى الاية ما كان الله ليذركم يا معشر المؤمنين على ما انتم عليه من اختلاط المؤمنين بالمنافق و اشباهه حتى يميز الخبيث من الطيب اى المنافق من المؤمن

(مفاتيح الغيب، ۲: ۴۴۱)

ہم نے پیچھے معنی آیت کر دیا کہ اے اہل ایمان، اللہ تعالیٰ تمھیں اس طرح نہیں رہنے دے گا کہ مومن اور منافق میں اختلاط ہو یہاں تک کہ خبیث پاک سے ممتاز ہو جائے یعنی منافق اہل ایمان سے الگ ہو جائیں گے

۲۔ امام ابوالسعود حنفی (۹۵۱ھ) "حتى يميز الخبيث من الطيب" کے تحت رقمطراز ہیں۔

كانه قيل ما يتركم الله تعالى على ذلك الاختلاط بل يقدر الامور ويرتب الاسباب حتى يعزل المنافق من المؤمن

(ارشاد العقل السليم، ۲: ۱۱۹)

گویا فرمایا اللہ تعالیٰ اس اختلاط پر تمہیں نہیں رہنے دے گا بلکہ ایسے امور و اسباب پیدا فرمائے گا کہ منافق اہل ایمان سے جدا ہو جائیں گے۔

۳۔ امام نظام الدین حسن نیشاپوری (۷۲۸ھ) کے الفاظ ہیں

خوطبو ابانه ما كان فى حكمة الله ان يترك المخلصين منكم على الحال

خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت نہیں کہ مخلصین کو اس حال میں

Marfat.com

التی انتم علیها من اختلاط بعضکم ببعض (غرائب القرآن، ۲:۶:۱۳) — چھوڑ دے جو اختلاط کی ہے

۴۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰ھ) نے نظم آیت بیان کرتے ہوئے لکھا

فاخبر تعالیٰ بانه لا یجوز فی حکمته ان یترککم علی ما انتم علیه من اختلاط المنافقین بکم واظهارهم انهم منکم بل یجب فی حکمته ان یمیز الخبیث هو المنافق من الطیب وهو المؤمن

اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی ہے کہ اس کی یہ حکمت نہیں کہ وہ تمہیں منافقین کے ساتھ ملا جلا چھوڑ دے بلکہ حکمت میں لازم یہ ہے پلید (منافق) پاک (مومن) سے ممتاز وجدا ہو جائے

(اللباب، ۶:۷۹)

۵۔ امام ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں

یعنی بقوله (ما کان الله لیذر المؤمنین) ما کان الله لیدع المؤمنین علی ماانتم علیه من التباس المؤمن منکم بالمنافق

(ما کان الله لیذر المؤمنین) یعنی اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس حال میں نہیں چھوڑے گا کہ یہ منافقین کے ساتھ ملے جلے رہیں

(جامع البیان، ۳:۲۴۹)

۶۔ شیخ جار اللہ زمخشری (۵۲۸ھ) لکھتے ہیں

کانه قیل ما کان الله لیذر المخلصین منکم علی الحال التی انهم علیها من اختلاط بعضکم ببعض وانه لا یعرف مخلصکم من منافقکم علی

گویا فرمایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کو اس حال پر نہیں رہنے دے گا جس اختلاط کی صورت پہ ہو کہ منافق ومومن کی پہچان نہیں ہو

Marfat.com

رہی۔

(الکشاف، ۱:۴۴۵)

الغرض اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ اب ہم مخلص مسلمان اور منافق کے درمیان امتیاز کردیں گے تاکہ لوگ ان کی فریب کاریوں سے محفوظ ہوجائیں اور مسلمانوں کی یہ آرزو بھی پوری ہوجائے کہ انہیں ہم سے الگ کردیا جائے۔

امتیاز کیسے ہوا؟

رہا یہ معاملہ کہ اہل اسلام اور منافقین کے درمیان امتیاز کیسے ہوا؟ تو اس کی دو صورتیں بیان ہوئی ہیں

۱۔ حضور ﷺ کو ان کے باطن اور نفاق سے آگاہ فرمادیا

۲۔ ایسے امتحانات لیے کہ مخلص اور منافق ازخود واضح ہوگئے

امام بیضاوی (۶۸۵ھ) "وما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم" کے تحت رقمطراز ہیں۔

الخطاب لعامة المخلصین والمنافقین فی عصره والمعنی لا یترککم مختلطین لا یعرف مخلصکم من منافقکم حتی یمیز المنافق من المخلص بالوحی الی نبیه با حوالکم اوبا لتکالیف الشاقه التی لا یصبر علیها ولا یذعن لها الا لمخلص المخلصون منکم کبذل

یہ اس دور کے مخلص اور منافقین سے خطاب ہے مفہوم یہ ہے کہ تمہیں اس طرح ملے جلے نہیں چھوڑے گا کہ مخلص ومنافق میں پہچان نہ ہوسکے وہ ان کے درمیان جدائی پیدا کردے گا اپنے نبی کو ان کے احوال سے وحی کے ذریعے آگاہ فرمادے گا یا تکالیف شاقہ ڈالے گا جس پر یہ منافق صبر نہیں

الاموال والانفس فی سبیل اللہ لیختبر بہ بواطنکم و یستدل علی عقائد کم
(تفسیر بیضاوی مع شیخ زادہ ۳، ۲۲۱:)

کرے گا، ان پر مخلص ہی یقین کرے گا مثلاً راہ خدا میں مال و جان خرچ کرنا تا کہ تمہارے باطن کو آزمایا جائے اور اس سے تمہارے عقائد پر استدلال کیا جا سکے

بلکہ تمام مفسرین نے اسی بات کی تصریح کی ہے چند آراء ملاحظہ کیجئے

ا۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) ''وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب'' کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور منافقین کے درمیان امتیاز کا فیصلہ فرما دیا ہے اور ان الفاظ کے ذریعے واضح کر دیا۔

انہ لا یجوز ان یحصل ذلک التمیز بان یطلعکم اللہ علی غیبہ فیقول ان فلاناً منافق وفلاناًمن اھل الجنۃ وفلاناً من اھل النار فان سنۃ اللہ جاریۃ بانہ لا یطلع عوام الناس علی غیبہ بل لا سبیل لکم الی معرفۃ ذلک الامتیاز الا بالامتحانات مثل ما ذکر نامن وقوع المحن والا نات حتی یتمیز عند ھا الموافق من المنافق فاما معرفۃ ذلک علی سبیل

یہ تو مناسب نہیں کہ تمہیں یوں امتیاز ہو کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے کہ فلاں منافق ہے فلاں مومن ، جنتی اور فلاں دوزخی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دائمی طریقہ یہ ہے کہ وہ عوام کو اپنے غیب سے آگاہ نہیں کرتا بلکہ ان کی معرفت کے لئے آفات ، امتحانات ومشکلات لاتا ہے تا کہ منافق اور موافق میں تمیز ہو جائے لیکن معرفت بطور غیبی اطلاع تو یہ حضرات انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

الاطلاع علی الغیب فھو من خواص الانبیاء فلھذا قال و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ای ولکن اللہ یصطفی من رسلہ من یشاء فخصھم با علا مھم ان ھذا مؤمن وھذا منافق

(مفاتیح الغیب ،۳:۴۲)

کا خاصہ ہے اسی لئے فرمایا ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی اللہ تعالیٰ رسل کو مخصوص فرماتا ہے اور انہیں اطلاع دیتا ہے کہ یہ مومن اور یہ منافق ہے۔

۲۔ امام ابوحیان اندلسی کے الفاظ یہ ہیں

ثم بین بھذا الایۃ انہ لا یجوز ان یجعل ھذا التیمیز فی عوام الناس بان یطلعھم علی غیبہ فیقولون ان فلاناً منافق وفلاناً مؤمن بل سنۃ اللہ تعالیٰ جاریۃ بان لا یطلع عوام الناس ولا سبیل لھم الی معرفۃ ذلک الا بالا متحان فاما معر فۃ ذلک علی سبیل الاطلاع علی الغیب فھو من خواص الانبیاء وھذا قال تعالیٰ ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیخصھم باعلام ان ھذا مؤمن وھذا منافق

پھر اس آیت میں واضح کیا یہ جائز نہیں کہ عوام میں امتیاز کے لئے انہیں اپنے غیب پر مطلع کرے اور وہ کہتے پھریں فلاں منافق اور فلاں مومن ہے بلکہ سنت الٰہیہ یہی ہے کہ عوام الناس کو مطلع نہ کیا جائے لہذا ان کی معرفت کا طریقہ مشکلات وآزمائش ہے رہا معرفت کا طریقہ بطور غیبی اطلاع کے تو وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء یعنی انہیں اس اطلاع کے لئے مخصوص کرتا ہے کہ یہ مومن اور یہ منافق ہے

Marfat.com

اس سے آگے لکھا کہ تمام اقوال اور تفاسیر کے مطالعہ سے آدمی اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آیت مبارکہ میں جو غیب کی نفی کی گی ہے اس سے مراد لوگوں کا مومنین اور منافقین کے احوال پر مطلع ہونا ہے یعنی تمام لوگ اس پر اطلاع نہیں پا سکتے

وهذه الاقوال كلها والتفاسير مشعرة بان هذا الغيب الذى نفى الله اطلاع الناس عليه راجع الى احوال المؤمنين والمنافقين	یہ تمام اقوال و تفاسیر بتا رہی ہیں کہ جس غیب کی اطلاع کی نفی عوام سے کی جا رہی ہے وہ مومنین اور منافقین کے احوال سے متعلق ہے

(البحر المحيط، ۳:۱۲۷)

ایک مقام پر یہ بھی لکھا

انه لا يعرف مخلصكم من منافقكم لاتفاقكم على التصديق جميعاً حتى يميز هم منكم بالوحى الى نبيه باخباره باحوالكم	مخلص اور منافق کی پہچان نہ ہوگی کیونکہ تمام تصدیق کا دعویٰ کرتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ تمہارے احوال کی خبر نبی کو عطا فرمائے گا جس سے امتیاز ہو جائے گا

(البحر المحيط، ۳:۱۲۵)

۳۔ امام نظام الدین نیشا پوری (۷۲۸ھ) رقمطراز ہیں کہ باقی لوگوں کو قرائن اور امتحانات کی وجہ سے امتیاز معلوم ہوگا، نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ خصوصی علم واطلاع کے ذریعے ان کے احوال سے آگاہ فرمادے گا جو تمہیں حاصل نہیں ہوگا۔

لا تظنوا ان هذا التميز يحصل بان يطلعكم الله على غيبه ولايكون لهم سبيل الى معرفة	یہ خیال نہ کرو کہ امتیاز تمہیں اللہ تعالیٰ غیبی اطلاع کے ذریعے دے گا تو اب عوام کیلئے معرفت کی صورت امتحان اور

Marfat.com

الامور الا بالا متحان والقرائن للظن الغالب ولكنه يصطفى من رسله من يشاء فيعلم ان هذا مؤمن وذلک منافق

قرائن ہیں جن سے ظن غالب حاصل ہو لیکن رسول منتخب ہیں انہیں اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ یہ مومن ہے اور وہ منافق

(غرائب القرآن، ۲:۷۱۳)

۴۔ امام ابوالبرکات حنفی رقمطراز ہیں

كانه قيل ما كان الله ليذر المخلصين منكم على الحال التى انتم عليها من اختلاط بعضكم ببعض حتى يميز منكم بالوحى الى نبيه واخباره باحوالكم

گویا فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کو اس حالت اختلاط پر نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ وہ اپنے نبی ﷺ کو تمہارے اموال کے بارے میں وحی کے ذریعے خبر دے گا تو امتیاز ہو جائے گا۔

(مدارک التنزیل، ۱:۳۲۸)

۵۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری ''حتی یمیز الخبیث من الطیب'' کے تحت لکھتے ہیں۔

Marfat.com

ای ما یتر کھم اللہ تعالیٰ علی ذلک الا ختلاط بل یو حی الیٰ الرسول ﷺ باحوالھم و یبتلیھم بالتکالیف التی لا یقدر علیھا الا المخلص کبذل الا موال والا نفس فی سبیل اللہ حتی یعزل المنافق من المؤمن

اللہ تعالیٰ اس اختلاط پر تمہیں نہیں رہنے دے گا بلکہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے احوال سے آگاہ فرمائے گا اور عنقریب انہیں ایسے اعمال سے آزمائے گا جسے مخلص ہی نبھائیں گے مثلاً راہ خدا میں مال وجان خرچ کرنا تو پھر منافق ومومن کا امتیاز ہو جائے گا۔

(المقتطف، ۱: ۳۹۵)

۶۔ امام اسمٰعیل حقی (۱۱۳۷ھ) رقمطراز ہیں

حتی یمیز المنافق من المخلص بالوحی الی نبیہ ﷺ باحوالکم

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے نبی ﷺ کو تمہارے احوال سے آگاہ فرمائے گا تو منافق ومخلص میں امتیاز ہو جائے گا۔

(روح البیان، ۲: ۱۶۲)

خلاصہ یہ ہوا کہ تمام مسلمان قرآئن مثلاً امتحانات، مصائب اور مشکلات میں اپنے اور اہل نفاق کے اندر امتیاز پائیں گے، اہل ایمان صبر ومحنت کا دامن نہیں چھوڑیں گے مگر منافق صبر وشکر کا نام نہیں لیں گے اہل ایمان، اسلام کی خاطر اپنی جان ومال وقف کر دیں گے مگر اہل نفاق اپنے مفادات کی جنگ لڑیں گے۔

مفسرین کی تردید

یہاں یہ بات نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ زمخشری نے یہ لکھا یہ تفسیر بھی جائز ہے کہ تکالیف شاقہ ہی ان کے عقائد اور ضمائر قلوب پر معیار بنیں گے اور ان کے ذریعے ہی ان کے

ت کا علم ہوگا۔ کیونکہ سینوں کا علم فقط اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور کوئی نہیں جان سکتا یعنی منافقین کے
ال کی خبر بطریق استدلال ہوگی نہ کہ بطریق وحی واطلاع (الکشاف، ۱: ۴۴۵)

اس کا مفسرین نے صراحۃً رد کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہی بات تھی تو پھر آیت مبارکہ
حضرات انبیاء علیہم والسلام کو مستثنیٰ اور مخصوص نہ کہا جاتا حالانکہ واضح طور پر ''ولکن اللہ
جتبی من رسلہ من یشاء'' کے کلمات موجود ہیں جو آشکار کر رہے ہیں کہ حضور ﷺ کو
تعالیٰ نے بذریعہ وحی منافقین کے احوال سے آگاہ فرمایا۔

امام ابوسعود حنفی (۹۱۰ھ) نے کچھ لوگوں کا موقف نقل کیا۔

ید جوز ان یکون المعنی لا	یہ معنی بھی جائز قرار دیا کہ وہ تمہیں
رککم مختلطین حتی یمیز	حالت اختلاط میں نہیں چھوڑے گا اور
خبیث من الطیب بان یکلفکم	وہ مختلف شکل اعمال کے ذریعے
کالیف الصعبة التی لا یصبر	آزمائے گا جس پر اللہ تعالیٰ کے منتخب
یها الا المخلص الذین امتحن	اور مخلص بندے ہی کامیاب ہوں گے
لہ تعالیٰ قلوبھم کبذل الارواح	مثلاً جہاد میں ارواح کی قربانی، اللہ کی
ی الجھاد و انفاق الاموال فی	راہ میں مال خرچ کرنا اور یہ تمہارے
یل اللہ فیجعل ذلک معیارا علی	عقائد کے لئے معیار اور تمہارے ضمائر
قائد کم وشاھداً بضمائر کم	پر شاہد حتی کہ بطریق استدلال معلوم
نی یعلم بنفسکم بما فی قلب	ہوگا کہ فلاں کے دل میں کیا ہے نہ کہ
ض بطریق الاستدلال من جھة	دلوں کا علم کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا
وقوف علی ذات الصدور فان	ہے۔
ک مما استأثر اللہ تعالیٰ	

Marfat.com

اب اس کا رد بھی ان کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

وانت خبیر بان الاستدراک باجتباء الرسل المبنئی عن مزید مزیتهم و فضل معرفتهم علی الخلق اثر بیان قصور رتبتهم عن الوقوف علی خفایا السرائر صریح فی ان المراد اظهار تلک السرائر بطریق الوحی لا بطریق التکلیف بما یؤدی الی خروج اسرارهم عن رتبة الخفاء

تم جانتے ہوں حضرات انبیاء علیہ
اسلام کو آیت میں الگ کرنا بتا رہا
کہ ان کا مقام ومعرفت کی فضیلـ
دوسری مخلوق سے زیادہ ہے اور وہ مخلو
ان مخفی معاملات سے آگاہی سے قا
ہے تو یہ تصریح ہے کہ ان مخفی معاملات
بطریق وحی بتایا جائے گا نہ کہ بطر
تکلیف جو انہیں رتبہ خفاء سے با
لائے۔

(ارشاد العقل،۲،۱۱:۲،۱۲۰)

ہاں یوں کہا جا سکتا ہے کہ عوام الناس کو بطریق استدلال نفاق کا علم حاصل ہوگا
سرور عالم ﷺ کو ان کے احوال سے بذریعہ وحی بھی آگاہ کر دیا جیسا کہ علامہ آلوسی رقمطر
ہیں۔

حاصل المعنی لیس لکم رتبه الاطلاع علی الغیب و انما لکم رتبه الاستدلال الحاصل من نصب العلامات و الادلة و الله تعالیٰ سیمحنکم بذلک فلا تطمعوا فی غیره فان رتبة

خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا مقام اطلاع غ
نہیں بلکہ رتبہ استدلال ہے جو علاما
اور دلائل سے حاصل ہوتا ہے اور
تعالیٰ عنقریب ایسی چیزیں لائے گا
تم دوسری بات کا طمع نہ کرو کیونکہ
غیب پر اطلاع رسل کا مقام ہے اور

Marfat.com

الاطلاع علی الغیب لمن شاء من رسلہ واین انتم من اولئک المصطفین الاخیار ؟

ان منتخب افراد میں کہاں ہو؟

(روح المعانی، پ۴: ۱۳۷)

مفسرین کی تصریحات

اس آیت مبارکہ کے تحت مفسرین نے یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کا علم عطا فرما دیا، چند کی تصریحات درج ذیل ہیں

۱۔ امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

فیطلعه علی غیبه کما اطلع علی حال المنافقین (جلالین)

آپ ﷺ کو غیب پر مطلع کیا جیسا کہ آپ کو احوال منافقین سے آگاہ کیا گیا

۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں

فیطلعه علی البعض من علوم الغیب احیانا کما اطلع نبیه ﷺ علی احوال المنافقین بنور الفراسة

(المظهری، ۲: ۱۸۵)

مختلف اوقات میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا جیسا کہ نور فراست کے ذریعے آپ کو احوال منافقین سے آگاہ کیا۔

اس عبارت کا ترجمہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے یہ کیا ہے

''تو اس کو احیاناً بعض علوم غیب پر مطلع کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (احد کے موقع پر بعض) منافقین کے حالات پر آنحضرت ﷺ کو مطلع کر دیا تھا۔

(ازالۃ الریب، ۵۱)

مولانا نے جو اضافہ کیا ہے یہ ان کی تحقیق ہے۔ ہم نے مظہری کی عبارت کا سیاق

Marfat.com

وسباق بار بار پڑھا مگر ہمیں یہ کہیں نہیں ملا کہ انہوں نے بعض کی تخصیص کی ہو بلکہ انہوں نے تو امام سدی والی روایت ذکر کی ہے جو واضح طور پر دلیل ہے کہ تمام اہل نفاق کے احوال سے آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا، قارئین خود مظہری کا مقام ملاحظہ کر لیجئے۔

۳۔ شیخ محمد علی صابونی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

ای یختار من رسله من یشاء فیطلعهم علی غیبه کما اطلع النبی ﷺ علی حال المنافقین (صفوة التفاسیر، ۱: ۲۷۵)	اپنے رسولوں کو منتخب فرماتا ہے اور انہیں اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کو حال منافقین کے بارے میں آگاہ کر دیا گیا۔

۴۔ امام ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) ''وان تؤمنوا و تتقوا'' کے تحت لکھتے ہیں

وان تصدقوا من اجتبیته من رسلی بعلمی و اطلعته علی المنافقین منکم (جامع البیان، ۳: ۲۵۱)	تصدیق کرو میرے رسولوں کی جنہیں میں نے اپنے علم کیلئے منتخب کیا اور تم میں سے منافقین پر انہیں مطلع کر دیا ہے

۵۔ امام علاؤ الدین خازن کے یہ الفاظ ہیں

یعنی وان تصدقوا من اجتبیته برسالتی و اطلعته علی ما شاء من غیبی و اعلمته بالمنافق منکم والمؤمن المخلص (لباب التاویل، ۱: ۲۹)	تم تصدیق کرو ان کی جنہیں میں نے رسالت دی ہے اور ایسے غیب پر اطلاع دی ہے اور انہیں تم میں سے منافق اور مومن پر مطلع فرمایا ہے

۶۔ امام ابوالبرکات حنفی نے ''وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب'' کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے

Marfat.com

وما کان الله لیئوتی احد امنکم علم الغیب فلا تتوهموا عند اخبار الرسول بنفاق الرجل واخلاص الاخر انه یطلع علی ما فی القلوب باطلاع الله فیخبر عن کفرها وایمانها (ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء) ولکن الله یرسل الرسول فیوحی الیه ویخبره بان فی الغیب کذا وان فلاناً فی قلبه النفاق و فلاناً فی قلبه الاخلاص فیعلم ذلک من جهة اخبار لا من جهة نفسه	اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو علم غیب نہیں دے گا تو جب رسول تمہیں خبر دے کہ فلاں منافق ہے اور فلاں مخلص تو وہم میں نہ پڑا کرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع کی وجہ سے ان کے دلوں سے آگاہ ہیں لہذا وہ ان کے کفر یا ایمان کے بارے میں خبر دیں گے (ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء) لیکن اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے جو اس نبی ﷺ کو وحی اور خبر دیتا ہے کہ یہ غیب ہے فلاں کے دل میں نفاق ہے اور فلاں کے دل میں اخلاص تو یہ اطلاع کی وجہ سے خبر دیتے ہیں نہ کہ ذاتی طور پر

اسکے بعد انہوں نے غیر رسول کے لئے غیب ماننے والوں کا رد کیا ہے

(مدارک التنزیل، ۱: ۳۲۸)

شان نزول سے تائید

اس آیت مبارکہ کے شان نزول سے بھی تائید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرمایا تقریباً تمام مفسرین نے امام سدی سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میری امت اپنی صورت میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی تو میں نے جان لیا ان میں سے کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا، جب یہ بات منافقین نے سنی۔

فا ستهزؤا فقالوا زعم محمد انه
يعلم من يؤمن به ومن يكفر ونحن
معه لا يعرفنا فانزل الله ما كان الله
ليذر المؤمنين

(غرائب القرآن، ۲: ۳۱۷)

تو انھوں نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا
محمد کیسا ہے اپنے پر ایمان لانے والے
اور کفر کرنے والوں کو جانتا ہے حالانکہ
ہم ان کے ساتھ ہیں وہ ہمیں تو جانتا
نہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی ما کان الله لیذر المومنین

واضح بات ہے کہ اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ کو منافقین کا علم یقیناً عطا فرمایا
شیخ ابن قیم نے اس آیت کے تحت لکھا

هذا استدارك مما نفاه من اطلاع
خلقه على الغيب كما قال (عالم
الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا
من ارتضىٰ من رسول) فحظكم انتم
و سعادتكم فى الايمان بالغيب
الذى يطلع عليه رسله

(محاسن التاويل، ۲: ۱۸۰)

یہ اس سے استدراک ہے کہ مخلوق سے
علم غیب کی نفی کی گئی جیسا کہ فرما دیا
(عالم الغیب فلا یظهر علی
غیبه احدا الا من ارتضیٰ من
رسول) تو تمہارا حصہ اور سعادت
اس غیب پر ایمان ہے جس پر اللہ کے
رسول مطلع ہیں

شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۲۲ھ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

(ما كان الله ليذر) اى يترك
(المومنين على ما انتم عليه) من
الالتباس بالمنافقين بل لا يزال
يبتليكم (حتى يميز) المنافق

اللہ تعالیٰ تمھیں اس التباس و اختلاط
منافقین کے ساتھ نہیں چھوڑے گا بلکہ
وہ تمھیں آزمائش میں ڈالے گا تاکہ
منافق (خبیث) مومن (طیب) سے

Marfat.com

خبیث من) المؤمن (الطیب و
میز الا بهذا الا بتلاء (ماکان الله
لعکم علی الغیب) ای الذی یمیز
ما فی قلوب الخلق من الایمان
کفر (ولکن الله یجتبی من رسله
یشاء) باطلاعه علی الغیب کما
حی الی النبی ﷺ بما ظهر منهم
الاقوال والافعال

(محاسن التاویل، ۲:۰ ۱۸)

الگ ہو جائے اور اسی ابتلا سے امتیاز ہو
گا (وما کان الله لیطلعکم
الغیب) وہ غیب جس کی وجہ سے مخلوق
کے دلوں کا ایمان وکفر میں امتیاز ہو
جائے (ولکن الله یجتبی من
رسله من یشاء) اپنے غیب پر مطلع
کرنے کیلئے جیسا کہ نبی ﷺ پر اس
نے منافقین کے اقوال وافعال کا اظہار
فرمادیا۔

لئے آگے چل کر لطائف کے عنوان کے تحت پانچواں فائدہ یہ لکھا

عرض للاجتباء فی قوله (یجتبی
ن رسله) الخ للایذان بان الوقوف
لی امثال تلک الا سرار الغیبة
یأتی الا من رشحه الله تعالیٰ
منصب جلیل تقاصرت عنه هممم
مم

(ایضاً، ۱۸۱)

ویجتبی من رسله میں انتخاب قطعی
طور پر واضح کر رہا ہے ان اسرار غیبیہ پر
آگاہی صرف انہی کو حاصل ہوتی ہے
جنہیں اللہ ایسا منصب جلیل عطا فرماتا
ہے جسے سمجھنے سے امتوں کے تصورات
بھی قاصر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰہُ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِیْ اَنْفُسِھِمْ قَوْلاً بَلِیْغًا ہ

(سورۃ النساء ٦٣)

ان کے دلوں کی بات تو اللہ ہی جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا بات کہو۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں "فاعرض عنھم" (ان سے اعراض کیجئے) کے تحت مفسرین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ منافقین کے باطن سے آگاہ تھے مگر آپ ﷺ کو اس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔

۱۔ امام ابو سعود حنفی (۹۱۰ھ) رقمطراز ہیں۔

قیل عن عقابھم لمصلحۃ فی استبقائھم ولا تظھر لھم علمک بما فی بواطنھم ولا تھتک ستر ھم حتی یبقوا علی وجل وحذر

(ارشاد العقل السلیم، ۲:۱۹۶)

(روح المعانی، پ۵:۶۹)

بعض مفسرین نے کہا ابھی اس حال پر انہیں باقی رکھنے کی مصلحت کی وجہ سے انہیں سزا نہ دو اور جو ان کے باطن کے بارے میں آپکو علم ہے اس کا اظہار لوگوں کے سامنے نہ کرو اور نہ ہی ان کا پردہ چاک کرو تاکہ یہ ڈر خوف کی حالت میں رہیں۔

۲۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸ھ) اعراض کا دوسرا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں

انہ لا یھتک سترھم ولا یظھر ھم انہ عالم یکفنہ ما فی بواطنھم من النفاق لما فیہ من حسن العشرۃ والحذر من اثار الفتنۃ

(غرائب القرآن، ۲:۴۳۹)

ان کا پردہ چاک نہ کرو اور نہ یہ ظاہر کرو کہ میں ان کے باطنی نفاق سے آگاہ ہوں کیونکہ اس میں حسن اخلاق اور معاشرہ کو فتنہ سے بچانا ہے۔

۳۔ شیخ محمد علی صابونی نے فقط یہی معنی بیان کیا۔

ای فاعرض عن معاقبتھم للمصلحۃ ولا تظھر لھم علمک بما فی بواطنھم ولا تھتک ستر ھم حتی

مصلحت کی وجہ سے ان کی سزا سے اعراض کرو اور ان کے باطن کے بارے میں تم جو کچھ جانتے ہو اسے ظاہر نہ کرو

Marfat.com

يبقوا على وجل و حذر

(صفوة التفاسير، ١:٣٨)

ان کا پردہ چاک نہ کروتا کہ یہ خوف وڈر کی حالت میں رہیں۔

۴۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اکتف بالاعراض عنهم ولا تهتک سترهم ولا تظهر لهم انک عالم بکفنه ما فی بواطنهم فان من هتک ستر عدوه واظهر له کونه عالماًبما فی قلبه فربما یجرئه ذلک علی ان لا یبالی باظهار العداوة ویزاد الشر ولکن اذا ترکه علی حاله بقی فی خوف ووجل فیقل الشر

(مفاتیح الغیب، ۴:۱۲۴)

صرف ان سے اعراض کرلو اور ان کا پردہ چاک نہ کرو اور نہ ہی انہیں یہ بتاؤ کہ تم ان کے باطنی نفاق سے آگاہ ہو کیونکہ جو آدمی دشمن کا پردہ چاک کر کے اسے بتا دیتا ہے کہ وہ دل کے معاملہ سے آگاہ ہے بعض اوقات اسے اس پر جرأت ہو جاتی ہے کہ وہ اظہار عداوت سے لاپرواہ ہو جاتا ہے جس سے شر وفتنہ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر اسے اپنے حال پہ چھوڑ دیا جائے تو وہ خوف وڈر کی وجہ سے اپنے حال ہی میں رہتا ہے اور فتنہ کم ہو جاتا ہے۔

۵۔ ڈاکٹر عبدالعزیز حمیدی ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں

ثم ارشد الله سبحانه نبیه ﷺ الی کیفیة معاملتهم بقوله (فاعرض عنهم) ای عن قبول اعتذارهم لانکشاف حالهم واعلام الله ایاک

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو تعلیم دی کہ ان کے ساتھ معاملہ کیسے کرنا ہے فرمایا ان سے اعراض کرو یعنی ان کا عذر نہ سنو اس لئے کہ ان کا معاملہ

Marfat.com

بانهم يظهرون مالا يضمرون (وعظهم) اى اذكر لهم ما يعتبرون به لهم لعلهم يرجعون (وقل لهم فی انفسهم قولا بليغا) اى قل لهم قولا بالغا الحقيقة التى انطوت عليها نفوسهم مما اعلمک الله به ليكون فی هذا بينة واضحة على انک رسول من عند الله وان ما تدعو الناس الى الايمان به وحی من الله تعالیٰ لان معرفة ما تضمره قلوبهم هو من علم الغيب ولا يعلم الغيب الا الله تعالیٰ

منکشف ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مخفی امور سے آگاہ فرما دیا ہے اور انہیں نصیحت کیجئے شائد یہ رجوع کریں اور ان سے قول بلیغ فرمایئے جو ان کی حقیقتوں کو کھول دے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہیں تاکہ ان پر آشکار ہو جائے۔ کہ تم اللہ کی طرف سے رسول ہو اور جس ایمان کی طرف تم دعوت دے رہے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے کیونکہ دلوں کے رازوں کا جاننا غیبی علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

(المنافقون فی القرآن، ۱۱۴)

۶۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

(فاعرض عنهم) اى من عقابهم للمصلحة ولا تهتک ستر هم حتى يبقوا على وجل وحذر

مصلحت کی وجہ سے انہیں سزا نہ دو اور ان کا پردہ چاک نہ کرو تاکہ خوف و ڈر میں ہی رہیں۔

(المقتطف، ۱:۴۶۸)

۷۔ شیخ جار اللہ زمخشری (۵۳۸ھ) کے الفاظ ہیں۔

لا تعاقبهم لمصلحة فی استبقائهم ولا تزد على كفهم بالموعظة والنصيحة عما لهم عليه (الكشاف، ۱:۵۲۷)

اس حالت پر باقی رکھنے کے لئے انہیں سزا نہ دو، ان کے معاملات پر صرف وعظ و نصیحت میں کام لو۔

Marfat.com

۸۔ اس عبارت کے تحت امام ابن منیر سکندری لکھتے ہیں

فیشهد له سیرته علیه الصلاة والسلام فی کتم عناد المنافقین والتجافی عن افضاحهم والستر علیهم	حضور ﷺ کی سیرت انور اس پر شاہد ہے کہ آپ نے عناد منافقین کو چھپا رکھا، ان کا پردہ چاک کرنے سے گریز ہی نہ کیا بلکہ ان پر پردہ ڈالا۔

(الا نتصاف، ۱:۵۲۸)

۹۔ شیخ جمال الدین قاسمی (التوفی ۱۳۲۲ھ) نے بھی بعینہ زمخشری اور ابن منیر کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ (محاسن التاویل، ۲:۳۷)

۱۰۔ امام احمد صاوی مالکی (التوفی ۱۲۴۱ھ) لکھتے ہیں

ای ولا تقتلهم هذا قبل الامر باخراجهم وقتلهم	انہیں قتل نہ کرو اور یہ قتل و اخراج سے پہلے کا حکم ہے۔

(الصاوی علی الجلالین، ۲:۳۹)

۱۱۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (التوفی ۱۳۰۷ھ) کے الفاظ ہیں

ای عن عقابهم بالصفح وقیل عن قبول اعتذارهم وقیل اعرض عنهم فی الملاء وقل لهم فی الخلا	انہیں سزا دینے سے اعراض کرو، بعض نے کہا ان کا عذر قبول نہ کرو بعض نے کہا لوگوں کے سامنے ان سے اعراض کرلو اور تنہائی میں نصیحت کرو۔

(فتح البیان، ۲:۱۰۵)

۱۲۔ علامہ محمود آلوسی (التوفی ۱۲۷۰ھ) نے یہ ترجمہ کیا ہے۔

ولا تقبل عذرهم	اور ان کے عذر قبول نہ فرماؤ

(روح المعانی، ۵:۱۱۰)

اگر اہل نفاق کا علم نہیں تو اس حکم کا کیا معنی؟ یہ اسی کے سزاوار ہے جس کو پہلے علم دیا گیا ہو۔

Marfat.com

۱۳۔ امام قاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی لکھتے ہیں۔

عن عقابهم لمصلحة فی استبقائهم — مصلحت کی وجہ سے انہیں سزا نہ دو

(انوار التنزیل ۲،۹۰۲)

۱۴۔ شیخ محمد جونا گڑھی نے (فاعرض عنهم) کا ترجمہ کیا

"آپ ان سے چشم پوشی کیجئے" (ترجمہ القرآن ۲۳۲)

ظاہر ہے چشم پوشی علم کے بعد ہی ہوتی ہے اگر آپ جانتے ہی نہیں تو چشم پوشی کا کوئی مفہوم ہی نہیں رہتا

۱۵۔ مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی لکھتے ہیں

منافق جھوٹے ہیں ان کے دل کا حال ہم کو خوب معلوم ہے مگر تم ان کی گرفت نہ کرو بلکہ اپنے خلق عظیم کی وجہ سے درگذر کرو۔ (تفسیر حقانی، ۱: ۱۲۰)

۱۶۔ مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں

ان سے تغافل کر جایا کیجئے (یعنی کچھ مواخذہ نہ فرمایئے) آگے چل کر لکھتے ہیں اس تغافل کے مصلحت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کفر مشہور تو تھا لیکن اگر ان کے ساتھ مثل کفار مجاہرین (اعلانیہ کافر) کے معاملہ جہاد کا ہوتا تو دور والوں کو ان کی خفیہ شرارتوں کی تو خبر پہنچتی نہیں اور قتل و غارت مشہور ہی ہوتا تو اسلام سے لوگوں کا ایک گونہ توحش ہوتا کہ اسلام بھی نہایت ہی تجبر و بدنظمی ہے اس توحش سے اسلام کی ترقی رک جاتی ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد کہ" دعه فان الناس يتحد ثون ان محمدا يقتل اصحابه او كما قال "اس مصلحت کی طرف مشیر ہے (بیان القرآن، ۲: ۱۲۹)

تمام مفسرین نے تصریح کر دی ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا مگر مصلحت کی وجہ سے درگزر اور اعراض کا حکم دیا مگر ہم اب تک یہی موقف اختیار کئے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ اہل نفاق کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

(النساء ، ۸۱)

اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو انہیں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو منصوبے گانٹھتا تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو

یہاں "فاعرض عنهم" کی تفسیر میں مفسرین نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ انہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر کی تعلیم دی اس لئے کہ ابھی ابتداء اسلام کا معاملہ ہے۔

ا۔ حضرت ضحاک بن مزاحم تابعی (المتوفی ۱۰۵ھ) نے فاعرض عنهم کی تفسیر یہ کی

لا تخبر هم باسمائهم — ان منافقین کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ

(تفسیر الضحاک، ۱:۲۹۷)

۲۔ امام ابوالحسن علی بن احمد واحد (المتوفی، ۴۶۶ھ) لکھتے ہیں

فاصفح عنهم و ذلک انه نهی عن قتل المنافقین فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلک بقوله جاهد الکفار والمنافقین (الوجیز، ۱:۲۷۷)

تو ان سے اعراض کرو ابتدا اسلام میں قتل منافقین کی ممانعت تھی پھر یہ جاهد الکفار و المنافقین کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔

۳۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی، ۶۰۶ھ) نے نہایت ہی واضح طور پر آیت مبارکہ کے تحت لکھا آپ ﷺ منافقین کے ناموں تک آگاہ تھے مگر ابتداء اسلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو درگذر کی تعلیم دی ان کے الفاظ ہیں

ثم قال تعالیٰ فاعرض عنهم والمعنی لا تهتک ستر هم و لا تفضحهم و لا تذکرهم باسمائهم وانما امر الله بستر بامر المنافقین الی ان یستقیم امر الاسلام

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے اعراض کر لو یعنی ان کا پردہ چاک نہ کرو اور انہیں ذلیل نہ کرو، ان کے نام نہ بتاؤ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے معاملہ کو مخفی رکھنے کا حکم دیا یہاں تک کہ اسلام کا غلبہ ہو جائے۔

(مفاتیح الغیب، جز ۱۰: ۱۵۱)

Marfat.com

۴۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے فاعرض عنهم کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ای اصفح عنهم واحلم عليهم ولا تؤاخذهم ولا تكشف امور هم للناس ولا تخف منهم ايضاً (تفسير القرآن العظيم، ۱: ۵۳۹)	ان سے اعراض کرو حلم و بردباری قائم رکھو انہیں مواخذہ نہ کرو، لوگوں کے سامنے ان کے معاملات آشکار نہ کرو اور ان سے ڈرو بھی مت۔

۵۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) ان الفاظ مبارکہ کا دوسرا مفہوم یہ لکھتے ہیں

او المعنى لا تعاقبهم ولا تخبر باسمائهم (المظهری، ۲: ۱۶۹)	یا معنی یہ ہے کہ ان کو سزا نہ دو اور نہ ہی ان کے نام لوگوں کو بتاؤ

۶۔ امام نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری (المتوفی ۷۲۸ھ) ''والله يكتب ما يبيتون'' کا دوسرا مفہوم یہ لکھتے ہیں

او يكتبه فی جملة مايوحی عليک فيطلعک علی اسرارهم	یا اس میں تحریر کر دیتا ہے جو اس نے آپکی طرف وحی کرنا ہے تو وہ تمہیں رات کے اسرار سے مطلع کر دیتا ہے

۷۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (۱۳۰۷ھ) نے دوسرا مفہوم یوں بیان کیا ہے کہ

وقيل معناه لا تخبر باسمائهم (فتح البيان، ۲: ۱۱۸)	بعض مفسرین نے یہ معنی کیا ہے کہ منافقین کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ۔

۸۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (المتوفی ۶۷۱ھ) ''والله يكتب ما يبيتون'' کے تحت لکھتے ہیں۔

قال الزجاج المعنى ينزله عليک فی الكتاب	شیخ زجاج نے معنی یوں کیا ہے کہ اللہ نے تم پر نازل شدہ کتاب میں ان سے

Marfat.com

آگاہی عطا فرمائی ہے۔

اور فاعرض عنهم کی تفسیر میں لکھتے ہیں

ای لا تخبر عن اسمائهم	تم ان کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۳: ۲۷۶، ۲۷۷)

۹۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی، ۱۲۷۰ھ) نے شیخ زجاج کے حوالہ سے لکھا

ای فیما یوحیه الیک فیعلمک علی اسرارهم ویفضحهم	اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو وحی فرمائی ہے اس کے ذریعے منافقین کے اسرار و راز بتا دیئے ہیں اور انہیں ذلیل و رسوا فرمایا ہے

اور فاعرض عنهم کے تحت لکھا

ای تجاف عنهم ولا تقصد للانتقام منهم	ان سے دور رہو اور ان سے انتقام کا نہ سوچو۔

(روح المعانی، پ۵، ۱۲۱)

۱۰۔ امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن جوزی (المتوفی، ۵۹۷ھ) نے ''والله یکتب ما یبیتون'' کے تحت امام زجاج سے یہ تفسیر نقل کی ہے

فینزله الیک فی کتابه	کتاب کے ذریعے تمہیں آگاہی عطا کر دی ہے۔

(زاد المسیر، ۲: ۸۷)

۱۱۔ شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی، ۱۳۲۲ھ) نے ان مبارک الفاظ کا معنی یوں لکھا

وجوزان یکون المعنی والله یکتبه فی جملة ما یوحی الیک فی کتابه فیطلعک علی اسرارهم فلا یحسبوا	ممکن ہے یہ مفہوم ہو اللہ نے آپ پر نازل فرمایا وہ کتاب میں لکھ کر آپ کو ان کے رازوں سے آگاہ فرمادیا ہے وہ

Marfat.com

ان ابطانهم يغنى عنهم — یہ خیال ترک کر دیں کہ ان کا چھپانا مفید ہے

اور فاعرض عنهم کے تحت لکھا

ای تجاف عنهم ولا تعاقبهم — ان سے دور ہو جاؤ اور انہیں سزا نہ دو

(محاسن التاویل، ۲: ۴۰۰)

۱۲۔ امام ابو حفص عمر بن عادل دمشقی (المتوفی ۸۸۰ھ) نے "فاعرض عنهم" کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے

یا محمد ولا تفضحهم ولا تعاقبهم ولا تخبر باسمائهم فامر الله تعالیٰ بستر احوال المنافقین الی ان یستقیم امر الاسلام — اے محمد ﷺ ان کو ذلیل نہ کرو، انہیں سزا نہ دو، ان کے نام لوگوں کو نہ بتاؤ، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے غالب آنے تک منافقین کے معاملہ کو مخفی رکھنے کا حکم دیا۔

(اللباب فی علوم الکتاب، ۶: ۵۱۸)

۱۳۔ امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) ان مبارک الفاظ کی تشریح یوں کرتے ہیں

یامحمد ولا تعاقبهم وقیل لا تخبر باسمائهم منع الرسول ﷺ من الاخبار باسماء المنافقین — اے نبی ﷺ ان منافقوں کو سزا نہ دو بعض نے تفسیر کی کہ ان کے نام لوگوں کو نہ بتلاؤ تو رسول اللہ ﷺ کو منافقین کے نام سے بتلانے سے منع فرمایا۔

(معالم التنزیل، ۱: ۴۵۵)

۱۴۔ امام عبداللہ بن احمد محمود نسفی (المتوفی ۷۱۰ھ) ان کے تحت لکھتے ہیں

ولا تحدث نفسک بالانتقام منهم — ان سے انتقام کا نہ سوچو (اور بھروسہ کرو

Marfat.com

(وتوکل علی اللہ) فی شانھم فان اللہ یکفیک مضرتھم و ینتقم لک منھم اذا قوی امر الاسلام
(مدارک التنزیل، ۲۴۰)

اللہ پر) ان کے بارے میں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیئے ان کے ضرر پر کافی ہے وہ ان سے اسلام کے غالب آنے پر خود انتقام لے گا۔

۱۵۔ امام علاؤالدین علی بن محمد الخازن (المتوفی، ۷۲۵ھ) کے الفاظ ہیں

ای لا تعاقبھم یا محمد و لا تحدث نفسک بالانتقام منھم و خلھم فی ضلالتھم فانا منتقم منھم
(لباب التاویل، ۱:۴۰۶)

اے محمد ﷺ ان کو سزا نہ دو، ان سے انتقام کا نہ سوچو انہیں ان کی گمراہی میں رہنے دو میں ان سے بدلہ خود لوں گا

۱۶۔ امام برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی (المتوفی، ۸۸۵ھ) نے ''واللہ یکتب ما یبیتون'' کا دوسرا مفہوم یہ تحریر کیا۔

او یوحیٰ بہ الیک فیفتضحھم بکتابتہ و تلاوتہ مری الدھر فلا یظنوا ان تبیتھم یغنیھم شیاء
(نظم الدرر، ۲:۲۸۶)

یا آپ ﷺ کی طرف وحی کر دیا گیا ہے تو یہ ہمیشہ کتاب اور تلاوت کے ذریعے ذلیل ہوتے رہیں گے وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کی راتوں کی باتیں انھیں کچھ فائدہ دیں گی

۱۷۔ شیخ محمد علی شوکانی (المتوفی، ۱۲۵۰ھ) نے ان مقدس الفاظ کے تحت امام زجاج سے لکھا۔

المعنی ینزلہ علیک فی الکتاب

اللہ تعالیٰ تم پر کتاب میں یہ نازل فرمادے گا

اور ''فاعرض عنھم'' کے مفاہیم بیان کرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

وقیل معناہ لا تخبر باسمائھم : بعض نے معنی کیا ان منافقین کے نام نہ بتلاؤ

(فتح القدیر، ۱: ۴۹۰)

۱۸۔ شیخ جار اللہ محمود زمخشری (المتوفی، ۵۲۸ھ) نے "واللہ یکتب" کا دوسرا معنی یہی لکھا ہے

او یکتبہ فی جملة ما یوحی الیک فیطلعک علی اسرارھم فلا یحسبوا ان ابطانھم یغنی عنھم فاعرض عنھم ولا تحدث نفسک بالانتقام منھم

یا اس میں لکھ رہا ہے جو آپ کی طرف وحی ہوتا ہے تو آپ کو ان مخفی امور سے آگاہ کر دیا جائے گا تو وہ یہ خیال چھوڑ دیں کہ ان کا مخفی ہونا فائدہ مند ہے ان سے اعراض کرلو اور ان سے انتقام کا خیال چھوڑ دو

(الکشاف، ۱: ۵۳۹)

۱۹۔ امام ابوسعود محمد عماوی حنفی (المتوفی، ۹۵۱ھ) نے اس ارشاد ربانی کا مفہوم یہی بیان کیا

ای یکتبہ فی جملة ما یوحی الیک فیطلعک علی اسرارھم فلا یحسبوا ان مکرھم یخفی علیکم فیجدوا بذلک الی الاضرار بکم سبیلا

آپ کی طرف نازل ہونے والی وحی میں تحریر ہے تو آپ کو ان کے مخفی معاملات سے آگاہ کرے گا تو وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کا مکروفریب تم پر مخفی ہے لہذا وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیں گے

(ارشاد العقل السلیم، ۲: ۲۰۷)

۲۱۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی، ۷۵۴ھ) امام زجاج کے حوالہ سے رقمطراز ہیں

یکتبہ فی کتابہ الیک ای ینزلہ فی القرآن ولیعلم بہ ویطلع علی سرھم

آپ والی کتاب میں لکھ دیا ہے یعنی قرآن مجید میں نازل کر رہا ہے اور ان کے مخفی معاملات سے آگاہ کر دیا گیا ہے

Marfat.com

اس کے بعد "فاعرض عنهم" کے تحت حضرت ضحاک تابعی سے نقل کرتے ہیں۔

لا تخبر باسمائهم فیجاهر با لعداوة بعد المجاملة فی القول

(البحر المحیط، ۳:۳۰۴)

ان کے ناموں سے لوگوں کو آگاہ نہ کرو ورنہ وہ بھی تمہاری اعلانیہ دشمنی کریں گے۔

۲۲۔ امام ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی ۳۷۳ھ) اسی آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں۔

وقال الزجاج والله یکتب له وجهان یجوزان یکون ینزله الیک فی کتابی

زجاج کہتے ہیں "واللہ یکتب" میں دو احتمال ہیں ممکن ہے کتاب قرآن میں یہ نازل کر دیا گیا ہو۔

آگے "فاعرض عنهم" کی تفسیر میں لکھا

یعنی اترکهم

ان کو چھوڑ دو۔

(بحرالعلوم، ۱:۳۴۶)

۲۳۔ امام احمد بن محمد صاوی مالکی (المتوفی ۱۲۴۱ھ) "فاعرض عنهم" پر لکھتے ہیں

ای لا تقتلهم ولا تفضحهم وهذا قبل الامر بقتلهم واخراجهم

(حاشیه صاوی، ۲:۴۶)

انہیں قتل نہ کرو اور نہ رسوا یہ تمام ان کے حکم قتل واخراج سے پہلے کی تعلیم ہے۔

۲۴۔ امام قاضی ناصر الدین بیضاوی نے بھی ایک تفسیر یہ نقل کی ہے۔

فی جملة ما یوحی الیک لتطلع علی اسرارهم فاعرض عنهم قلل المبالاة بهم او تجاف عنهم

(انوار التنزیل، ۲:۲۲۵)

ہم نے وحی میں شامل کر دیا ہے تاکہ ان کے مخفی امور سے آپ آگاہ رہیں ان کی پرواہ نہ کرو یا ان سے دور رہو۔

Marfat.com

۲۵۔ مفتی محمد شفیعؒ دیو بندیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

جب منافقین آپ کے سامنے آتے تو کہتے کہ ہم نے آپ کا حکم قبول کیا اور جب واپس جاتے تو آپ کی نافرمانی کرنے کے لئے مشورہ کرتے اس سے رسول کریم ﷺ کو سخت کوفت ہوتی اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت دی کہ ان کی پرواہ نہ کیجئے آپ اپنا کام اللہ کے بھروسہ پر کیجئے کیونکہ اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ (معارف القرآن،۲:۴۸۸)

۲۶۔ مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں۔

سو آپ ان کی بے ہودگی کی طرف التفات (اور خیال) نہ کیجئے۔ (بیان القرآن،۲:۱۴۷)

خود ہی فیصلہ کر لیجئے اگر علم نہیں دیا تو یہ احکام کیوں؟ ان سے دور رہو۔ انہیں قتل نہ کرو، ان کے نام نہ بتاؤ، ان سے انتقام کا نہ سوچو صبر سے کام لو، اسلام کے غلبہ تک خاموش رہو، یہ سب کچھ تو علم کے بعد ہی ممکن ہے۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ○

(النساء، ۸۲)

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے

Marfat.com

Marfat.com

آپ نے اس سے پچھلی آیت مبارکہ کے حوالے سے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے دیگر امور کے علاوہ منافقین کے بارے میں بھی آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا البتہ ان سے اعراض کی تعلیم دی کہ وقت آنے پر ان سے نبٹیں گے اب اس آیت کریم کا مطالعہ کیجئے جس میں حضور ﷺ کی صداقت پر قرآن میں تدبر کی دعوت دی ہے تمام مفسرین نے لکھا کہ منافقین کو اس حوالے سے دعوت ہے کہ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بصورت قرآن اطلاعات وتفصیلات عطا فرمائی ہے ان میں غور کرو کیا وہ تمام کی تمام درست نہیں اگر یہ کلام کسی اور کا ہوتا تو پھر کم از کم تمہارے رازوں اور دلوں کے بھیدوں کو بیان کرنے میں تضاد پیدا ہوتا تم نے کچھ کہا ہوتا اور قرآن کچھ کہتا حالانکہ تم سب جانتے ہوں کہ جو کچھ قرآن نے بیان کیا وہ من وعن ہے اس میں ہرگز تضاد نہیں تو تم حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟

آیئے کچھ مفسرین کی آراء ملاحظہ کیجئے

ا۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مسئلہ ثانیہ کے تحت لکھتے ہیں قرآن کی دلالت حضور ﷺ کے صدق پر تین طرح ہے اول، قرآن کا فصیح ہونا۔ ثانی، اخبار غیبہ پر مشتمل ہونا، ثالث، اختلاف سے محفوظ ہونا۔ قرآن اختلاف سے کیسے محفوظ ہے؟ اس کی تین وجوہ بیان ہوئی ہیں اول شیخ ابو بکر اصم کہتے ہیں۔

معناه ان ھؤلاء المنافقین کانوا یتواطئون فی السر علی انواع کثیرة من المکر والکید والله تعالیٰ کان یطلع الرسول ﷺ علی تلک الاحوال

اس کا معنی یہ ہے کہ منافقین چھپ کر متعدد مکر و دھوکہ پر اتفاق کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو ان احوال پر وقتاً فوقتاً مطلع فرماتا اور ان کی تفصیل سے آگاہ فرما دیتا جب آپ بتلا دیتے وہ آپ کی ان تمام باتوں کو سچا

Marfat.com

حالا فحالاً ویخبر عنها علی سبیل التفصیل وما کانوا یجدون فی کل ذلک الا الصدق فقیل لهم ان ذلک لو لم یحصل باخبار الله تعالیٰ والا لما اطرد الصدق فیه ولظهر فی قول محمد انواع الاختلاف والتفاوت فما لم یظهر ذلک علمنا ان ذلک لیس الا باعلام الله تعالیٰ	سمجھتے تو ان سے کہا جا رہا ہے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی اطلاع سے حاصل نہ ہوتو، آپ کے ارشادات میں اختلاف و تفاوت پیدا ہو جائے جب تفاوت نہیں تو واضح ہو گیا کہ یہ (قرآن اور نبوت) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے

(مفاتیح الغیب، ۵:۱۵۲)

۲۔ امام ابو السعود محمد عماوی حنفی (التوفی، ۹۵۱ھ) نے امام زجاج کے حوالے سے لکھا

ولولا انه من عند الله تعالیٰ لکان ما فیه من الاخبار بالغیب مما یسره المنافقون وما یبیتونه مختلفا بعضه حق و بعضه باطل لان الغیب لا یعلمه الا الله	اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں منافقین کے حوالے سے ان کی مخفی اور غیبی خبریں ہیں ان میں اختلاف ہوتا تو بعض حق اور بعض باطل ہوتیں کیونکہ غیب تو اللہ ہی جانتا ہے۔

اس کے بعد شیخ ابو بکر اصم کے حوالے سے تمام گفتگو نقل کر کے لکھا

هذا هو الذی یستدعیه جزالة النظم الکریم	نظم قرآن کی شان کا تقاضا یہی معنی ہے۔

(ارشاد العقل السلیم، ۲:۲۰۸)

Marfat.com

۳۔ علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی ،۱۲۷۰ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

وقیل یعرضون عن القرآن فلا یتأملون فیه لیعلموا کونه من عندالله تعالیٰ بمشاهدة ما فیه من الشواهد التی من جملتها هذا الوحی الصادق والنص الناطق بنفاقهم المحکی علی ما هو علیه ولو کان ای القرآن (من عندغیرالله) کما یزعمون (لوجدوا فیه اختلافا کثیراً) بان یکون بعض اخباراته الغیبیة کالاخبار عما یسره المنافقون غیر مطابق للواقع لان الغیب لا یعلمه الا الله تعالیٰ فحیث اطرد الصدق فیه ولم یقع ذلک قط علم انه باعلامه تعالیٰ ومن عنده والی هذا بشیر کلام الاصم والزجاج

(روح المعانی ،۵: ۱۲۱)

بعض نے یہ معنی کیا ہے کہ وہ قرآن سے اعراض کرتے ہیں اور اس میں غور و تدبر نہیں کرتے ورنہ وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے کیونکہ وہ کئی شواہد کا مشاہدہ کر لیتے مثلاً ان کے نفاق کے بارے میں جو کچھ اس میں آیا وہ تمام کا تمام وحی اور حق ہے۔اگر قرآن (اللہ کے غیر سے ہوتا) جیسا کہ یہ خیال کرتے ہیں (تو اس میں وہ اختلاف کثیر پاتے) بایں طور کہ بعض غیبی خبریں مثلاً منافقین کے دلی راز کا بیان واقع کے مطابق نہ ہوتا کیونکہ غیب تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو جب تمام خبریں سچی اور ان میں ہرگز غلطی نہیں تو یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطا و اطلاع ہی سے ہے تو معلوم ہو جائے کہ یہ قرآن اسی کی طرف سے ہے شیخ اصم اور زجاج کی گفتگو میں اسی طرف اشارہ ہے

۴۔ امام برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بقاعی (المتوفی ،۸۸۵ھ) رقمطراز ہیں

ولما كان سبب ابطانهم خلاف ما يظهرونه اعتقاد انه ﷺ رئيس ، لا يعلم الا ماظهروه لارسول من الله الذى يعلم السرو اخفى ،سبب عن ذلك على وجه الانكار ارشادهم الى الاستدلال على رسالته بما يزيح الشك ويوضح الامر وهو تدبر هذا القرآن المتناسب المعانى ، المعجز المبانى الفانت لقوى المخاليق ، المظهر لخفا يا هم على اجتهادهم فى اخفاء ها .....ولما كان التقدير فلو كان من عند غير الله لم يخبر باسرارهم عطف عليه قوله (ولو كان من عند غير الله)

ان کے باطن کے مخالف اظہار کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ کو سربراہ مانتے اور سمجھتے یہ صرف ظاہری امور کو جانتے ہیں اور اس اللہ کے رسول نہیں جو مخفی و ظاہر کو جانتا ہے، تو اب ان کی رہنمائی کیلئے آپ ﷺ کی رسالت پر ایسا استدلال ضروری تھا جو ان کے شک دور کر کے معاملہ کو آشکار کر دے اور وہ قرآن متناسب المعانی، کلام معجز، تمام مخلوق کی قوتوں کو عاجز کرنے اور باوجو ان کے امور مخفی رکھنے کے ان تمام کو ظاہر کرنے والے قرآن میں تدبر و فکر ضروری ہے۔۔۔جب صورت حال یہ ہے کہ مفہوم یہ ٹھہرا کہ اگر یہ کلام الٰہی نہ ہوتا تو ان منافقین کے اسرار و راز کے بارے میں اطلاع نہ دے سکتا

(نظم الدرر، ۲: ۲۸۶)

۵۔ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردیؒ (المتوفی ۴۵۰ھ) نے تفسیر میں تین اقوال نقل کیے تیسرا یوں بیان کیا

الثالث يعنى اختلافاً فى الاخبار عما يسرون وهذا قول الزجاج

کہ تم مخفی امور کی اطلاعات میں اختلاف پاتے اور یہ شیخ زجاج کا قول ہے

(النکت والعیون ، ۱: ۵۰۹)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ ؕ وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۔

(سورة النساء، ۱۱۳)

اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمھیں دھوکہ دیدیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمھارا کچھ نہ بگاڑیں گے۔ اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت اتاری اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا افضل ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

آیت مبارکہ کا شانِ نزول

تمام مفسرین نے اس کا شانِ نزول یوں بیان کیا ہے کہ طعمہ نامی شخص اور اس کی قوم کے دیگر لوگ جو منافق تھے انھوں نے زرہ چوری کی اور مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں لے آئے اور کہا فلاں یہودی نے یہ کام کیا اس پر گواہ وغیرہ بھی پیش کر دیئے قریب تھا رسول اللہ ﷺ ظاہری شہادتوں کی بنا پر فیصلہ یہودی کے خلاف فرما دیتے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معاملہ سے آگاہ کرتے ہوئے یہ آیت مبارک نازل فرمائی

اس آیت مبارکہ کے تحت بھی مفسرین کرام نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کے احوال سے آگاہ فرما دیا۔

۱۔ امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰) اس آیت کے الفاظ ”و علمک ما لم تکن تعلم“ کے تحت رقمطراز ہیں

من خبر الاولین والآخرین و ما کان و ما هو کائن قبل (جامع البیان، ۴:۳۷۳)	اولین وآخرین کے بارے میں اور جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے ان تمام پر آپ ﷺ کو مطلع کر دیا گیا

۲۔ امام محی السنہ حسین بن مسعود بغوی (۵۱۶) نے تفسیر ان الفاظ میں کی

من الاحکام و قیل علم الغیب (معالم التنزیل، ۱: ۴۷۹)	احکام کا علم، دیگر مفسرین نے کہا غیبی علم مراد ہے۔

۳۔ شیخ جار اللہ زمخشری (۵۲۸) نے بھی تفسیر یوں کی ہے

من خفیات الامور و ضمائر القلوب (الکشاف، ۱: ۵۶۸)	پوشیدہ امور اور دلوں کے بھیدوں سے آگاہ کر دیا۔

Marfat.com

۴۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) شیخ قفال کے حوالہ سے دو معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

هذه الاية تحتمل وجهين احدهما ان يكون المراد مايتعلق بالدين كما قال ما كنت تدرى ما الكتاب ولا الايمان وعلى هذا الوجه تقدير الاية انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعك على اسرارهما واوقفك على حقائقهما مع انك ما كنت قبل ذالك عالما بشئى منهما فكذالك يفعل بك فى مستأنف ايامك لا يقدر احد من المنافقين على اضلالك وازلالك

اس آیت کے دو مفاہیم ممکن ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد دین کے متعلق امور ہیں جیسا کہ فرمایا ما کنت تدری ما الکتاب و لا الایمان لیکن اس صورت میں تقدیر آیت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی، ان کے دونوں کے اسرار وحقائق سے آگاہ کیا۔ حالانکہ آپ اس سے پہلے ان سے آگاہ نہ تھے۔ اس طرح ان نئے حالات میں بھی آپ کو آگاہ کیا گیا تاکہ کوئی منافق آپ کو راستہ سے ہٹانے اور پھسلانے پر قادر نہ ہو سکے۔

الوجه الثانى ان يكون المراد وعلمك ما لم تكن تعلم من اخبار الاولين فكذالك يعلمك من حيل المنافقين ووجوه كيدهم ما تقدر به على الاحتراز من وجوه كيدهم ومكرهم

اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس نے تمہیں اولین کی خبریں بتا دی ہیں اس طرح اس نے تمہیں منافقین، اور ان کے فریبوں اور حیلوں سے بھی آگاہ کر دیا ہے تاکہ آپ ان کے ہر قسم کے مکر و دھوکہ سے محفوظ رہ سکیں۔

(مفاتيح الغيب، ۴:۲۱۷)

۵۔ امام عبداللہ بن احمد نسفی (۷۱۰) نے ان الفاظ مبارکہ کا دوسرا مفہوم یہ لکھا ہے

من خفیات الامور و ضمائر القلوب	مخفی امور اور سینوں کے رازوں سے آگاہ کر دیا
(مدارک التنزیل، ۱: ۲۵۲)	

۶۔ امام علاء الدین علی بن محمد بغدادی خازن (۷۲۵) کے الفاظ ہیں

یعنی من احکام الشرع و امور الدین و قیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم و قیل معناہ و علمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب و علمک من احوال المنافقین و کیدھم مالم تکن تعلم	احکام شرع اور امور دین مراد ہیں یا علم غیب یا مخفی امور اور دلوں کے رازوں کا علم اور احوال منافقین اور ان کے فریب کا علم دیا ہے جو آپ ﷺ اس سے پہلے نہ جانتے تھے
(لباب التاویل، ۱: ۴۲۹)	

۷۔ امام نظام حسن بن محمد نیشاپوری (۷۲۸) فرماتے ہیں اس کے دو معانی میں ایک یہ کہ یہ ما کنت تدری ماالکتاب و الایمان (الشوری، ۵۲) کی طرح ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کتاب وحکمت نازل فرمائی اور ان کے اسرار وحقائق سے آپ ﷺ کو مطلع وواقف فرمایا اسی طرح

یفعل بک فی مستأنف ایامک حتی لا یقدر احد من المنافقین علی اضلالک	اب تمھیں علم دیا تاکہ منافقین تمھیں گمراہ نہ کر سکیں

پھر دوسرا مفہوم یوں بیان کیا

Marfat.com

ان یکون المراد منها خفیات الامور و ضمائر القلوب	یہاں مراد مخفی امور اور سینوں کے رازوں کا علم ہے

اس کے بعد دونوں کو یوں بیان کرتے ہیں

ای علمک ما لم تکن تعلم من اخبار الاولین فکذالک یعلمک من حیل المنافقین ووجوه مکائدهم ما تقدر علی الاحتراز منهم	آپ کو اولین کی خبریں بتا دیں اس طرح منافقین کے حیلے اور فریبی طریقوں سے آگاہ کردیا تا کہ خودان سے احتراز کرسکیں

(غرائب القرآن، ۲: ۴۹۴)

۸۔ امام ناصر الدین بیضاوی کے الفاظ ہیں

من خفیات الامور او من امور الدین والاحکام	مخفی امور یا امور دین واحکام کا علم مراد ہے

(انوار التنزیل، ۲: ۲۵۱)

۹۔ امام برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر بقاعی (۸۸۵) رقمطراز ہیں

ای من المشکلات و غیرها غیباً و شهادةً من احوال الدین و الدنیا	مشکلات وغیرہ کا علم دیا خواہ ان کا تعلق دین ودنیا کے غیب سے ہے یا شہادت سے

(نظم الدرر، ۲: ۳۱۷)

۱۰۔ امام ابوسعود محمد حنفی (۹۵۱ھ) ''و علمک'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں

بالوحی من خفیات الامور التی من جملتها وجوه ابطال کید المنافقین (ارشاد العقل: ۲، ۲۳۱)	وحی کے ذریعے ان مخفی امور سے آگاہ کردیا ہے جس میں منافقین کے مکرو فریب کے ابطال کی صورتیں بھی شامل ہیں

۱۱۔ امام محمود آلوسی (۱۲۷۰) کے الفاظ تفسیر ملاحظہ کریں

ای الذی لم تکن تعلمه من خفیات الامور و ضمائر الصدور و من جملتها وجوه کید الکائدین او من امور الدین واحکام الشرع	جو تم مخفی امور اور سینوں کے راز نہ جانتے تھے ان سے آگاہی عطا کر دی اور ان میں منافقین کے کید کا علم بھی ہے یا امور دینی اور احکام شرع مراد ہیں

(روح المعانی، پ۵: ۱۸۷)

۱۲۔ شیخ صدیق حسن خاں قنوجی (۱۳۰۷) نے ان الفاظ کے تحت لکھا ہے

ای بالوحی من احکام الشرع و امور الدین او علم الغیب و خفیات الامور او من احوال المنافقین و کیدھم او من ضمائر القلوب (مالم تکن تعلم) و قال قتادة علمه الله بیان الدنیا و الآخرة	وحی کے ذریعے احکام شرع اور امور دین کا علم دیا یا غیب اور مخفی امور کا علم یا منافقین کے مکر کا یا دلوں کے رازوں کا علم دیا۔ حضرت قتادہ نے فرمایا دنیا و آخرت کا تفصیلی علم دیا۔

(فتح البیان، ۲: ۱۴۷)

۱۳۔ شیخ محمد علی صابونی کے تفسیری الفاظ یہ ہیں

ای علمک مالم تکن تعلمه من الشرائع و الامور الغیبیة	آپ کو علم دیا شرائع اور غیبی امور کا

(صفوة التفاسیر، ۱: ۴۶۵)

۱۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵) نے "و علمک" کے تحت لکھا ہے

العلوم بالاسرار و المغیبات قال قتادة علمه الله بیان الدنیا و الآخرة	اسرار و غیوب کا علم مراد ہے۔ حضرت قتادہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا و

Marfat.com

من حلاله و حرامه — آخرت کے حلال وحرام کا علم عطا فرمایا

(المظھری، پ ۵: ۲۳۴)

۱۵۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹) نے دوسرا معنی یوں بیان کیا ہے

من خفیات و اسرار اللہ تعالیٰ التی لم تقف علیھا — مخفی امور اور اسرار الٰہی دیئے جن سے آپ ﷺ آگاہ نہ تھے

(نسیم الریاض، ۵: ۲۰۶)

۱۶۔ **آیت میں عموم ہے**

امام ابوحیان اندلسی (۷۵۴) نے متعدد اہل تفسیر کے اقوال نقل کئے کسی نے شریعت، کسی نے اولین وآخرین کی خبریں، کسی نے مخفی امور اور سینوں کے راز، کسی نے کتاب وحکمت کے اسرار و حقائق، کسی نے منافقین کے فراڈ و دھوکے کا علم مراد لئے ہیں

والظاھر العموم فیشتمل جمیع ما ذکروہ فالمعنی الاشیاء التی لم تکن تعلمھا لو لا اعلامہ ایاک ایاھا — ظاہر یہی ہے کہ یہاں عموم ہے جو مذکورہ تمام معانی کو شامل ہے تو مفہوم یہ ہوا کہ جو اشیاء تم نہیں جان سکتے تھے اگر اللہ تعالیٰ عطا نہ فرماتا، ان کا علم دیا ہے

(البحر المحیط، ۳: ۳۴۷)

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخفی امور اور سینہ کے رازوں اور بھیدوں سے آگاہ فرما دیا تو اس کے بعد یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ منافقین کے بارے میں علم نہیں رکھتے؟

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۔

(سورة المائدة، ۵۲، ۵۳)

اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہود و نصاری کی طرف دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں اور ایمان والے کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنھوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمھارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا تو رہ گئے نقصان میں

آیت مبارکہ کے الفاظ

عسی الله ان یأتی بالفتح او امر من عنده	اللہ تعالیٰ فتح دے گا یا اس کی طرف سے امر ہوگا

کے تحت مفسرین کرام نے تحریر کیا ہے کہ فتح سے فتح مکہ اور بلاد مشرکین پر غلبہ مراد ہے اور امر سے مراد منافقین کے بارے میں آگاہی اور ان کے احوال و اسماء سے باخبر کرنا ہے۔

۱۔ امام حسن بصری تابعی (المتوفی ۱۱۰) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے

اظهار امر المنافقين والاخبار باسمائهم والامر بقتلهم	منافقین کا معاملہ آشکار کرنے اور ان کے ناموں کی اطلاع اور ان کے قتل کا حکم دیا جائے گا۔

(الجامع الاحکام القرآن، ۶: ۱۴)

۲۔ امام ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی (المتوفی ۳۸۳) لکھتے ہیں

یعنی اظهار نفاقهم	یعنی ان کا نفاق ظاہر کر دیا جائے گا۔

(بحر العلوم : ۱، ۴۲۱)

۳۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) "او امر من عنده" کا دوسرا مفہوم بیان کرتے ہیں۔

یعنی ان یؤمر النبی ﷺ باظهار اسرار المنافقین وقتلهم فیندموا علی فعالهم	حضور ﷺ کو منافقین کے مخفی امور کو ظاہر کر کے انھیں قتل کا حکم دیا جائے گا اور وہ اپنے قول پر نادم ہوں گے۔

(مفاتیح الغیب، ۴: ۳۷۶)

۴. امام ابو البرکات نسفی حنفی (المتوفی ۷۱۰) کے الفاظ یہ ہیں

ای یؤمر النبی ﷺ باظهار اسرار المنافقین وقتلهم (فیصبحوا) ای	نبی اکرم ﷺ کو منافقین کے مخفی معاملات کو آشکار کر دینے اور ان کے قتل کا حکم ہوگا اور وہ

Marfat.com

المنافقون (علی ما اسروا فی انفسهم) من النفاق — منافق اپنے مخفی نفاق پر نادم ہوں گے۔

(مدارک التنزیل، ۱: ۵۰۳)

۵۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی، ۱۲۲۵) رقمطراز ہیں

ای اظھار اسرار المنافقین وقتلھم وتفضیحھم — منافقین کے معاملات کا اظہار، ان کا قتل اور ذلیل کرنا مراد ہے

(المظھری، ۳: ۱۴۳)

۶۔ قاضی محمد علی شوکانی (المتوفی، ۱۲۵۰) لکھتے ہیں امر سے مراد یا تو ہر وہ چیز ہے جس سے یہود کا دبدبہ ختم ہو جائے لیکن دوسرا معنی یہ ہے۔

ھو اظھار امر المنافقین واخبار النبی ﷺ بما اسروا فی انفسھم وامرہ بقتلھم — منافقین کا معاملہ ظاہر کرنا اور حضور ﷺ کو ان کے مخفی معاملات پہ اطلاع کرنا اور ان کے قتل کا حکم دینا ہے

(فتح القدیر: ۲، ۵)

۷۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی، ۹۱۱) کے الفاظ ہیں

بھتک ستر المنافقین وافتضاحھم (جلالین) — منافقین کا پردہ چاک کر کے انھیں ذلیل کرنا ہے

۸۔ شیخ جار اللہ زمخشری (المتوفی، ۵۲۸) نے "او امر من عندہ" کی دوسری تفسیر یوں کی ہے۔

او ان یؤمر النبی ﷺ باظھار اسرار المنافقین وقتلھم فیندموا — حضور ﷺ کو منافقین کے مخفی امور ظاہر کرنے اور انھیں قتل کا حکم مراد ہے لہذا

Marfat.com

...على نفاقهم — وہ اپنے نفاق پر نادم ہو جائیں گے۔

(الکشاف، ۶۴۳)

۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی، ۱۲۷۰ھ) نے بھی ایک تفسیر یہی نقل کی ہے

...يل اظهار نفاق المنافقين مع ...لامر بقتلهم وروی عن الحسن الزجاج

امام حسن اور زجاج نے معنی کیا ہے کہ منافقین کا نفاق آشکار کر کے انھیں قتل کا حکم دیا جائے گا۔

(روح المعانی، پ۶: ۱۵۸)

ا۔ امام نظام الدین نیشاپوری (المتوفی، ۷۲۸) نے بھی دوسری تفسیر یہی بیان کی ہے

...لو يؤمر النبی ﷺ باظهار اسرار ...لمنافقين وقتلهم

حضور ﷺ کو حکم دیا جائے گا کہ وہ منافقین کے مخفی معاملات آشکار فرمادیں اور انھیں قتل کریں۔

(غرائب القرآن ۲: ۲۰۲)

ا۔ امام جمال الدین عبدالرحمٰن بن جوزی (المتوفی، ۵۹۷) لکھتے ہیں فتح میں چار ...قوال ہیں اور اسی طرح امر میں بھی چار، چوتھا یہ ہے

...ن يؤمر النبی ﷺ باظهار امر ...لمنافقين وقتلهم

حضور ﷺ کو معاملات منافقین کے اظہار اور ان کے قتل کا حکم ہو جائے گا۔

(زاد المسیر، ۲: ۲۲۵)

۱۲۔ امام احمد صاوی مالکی (المتوفی، ۱۳۴۱) "او امر من عنده" کے تحت لکھتے ہیں۔

...او مانعة خلو تجوز الجمع وقد حصل الامر ان معاًفقد روی ان رسول الله ﷺ امر وهو على

یہ جملہ مانعۃ الخلو ہے دونوں جمع ہو سکتے ہیں اور ہوئے بھی، روایات میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر

المنبر باخراجهم من المسجد واحداً واحداً انزلت سورة براة بفضيحتهم وذمهم ظاهراً وباطناً ولذا تسمى الفاضحة
(الصاوی علی الجلالین، ۲: ۱۲۴)

تشریف فرما کر ان منافقوں میں سے ایک ایک کو مسجد سے نکالنے کا حکم دیا۔ سورہ برات نازل ہوئی جس نے ان کے ظاہر و باطن کو آشکار کر دیا اور ذلیل ہوئے یہی وجہ ہے کہ اس کا نام ذلیل کرنے والی ہے۔

۱۳۔ ڈاکٹر عبدالعزیز حمیدی انھی الفاظ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں۔

المراد بالامر انکشاف المنافقین کما قال الحسن البصری ای امر من عند اللہ عزوجل ینکشف به المنافقون ویظهرون علی حقیقتهم فیتبین غشهم الاسلام وخداعهم المؤمنین ......ثم بعد ذالک تم القضاء علی اکبر اعداء المسلمین وهم کفار مکة کما قیض اللہ للمؤمنین امرا کشف به المنافقین وذلک فی غزوة احد حینما رجع عبداللہ بن ابی بثلاثمائة من المنافقین ولم یشهدوا القتال مع النبی ﷺ فعرفهم المؤمنین

یہاں امر سے منافقین کا منکشف ہونا مراد ہے جیسا کہ امام حسن بصری کی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر آئے گا جس کی وجہ سے منافق واضح ہو جائیں گے ان کی حقیقت آشکار ہو جائے گی اور ان کا اسلام کو نقصان اور اہل ایمان کو دھوکہ دینا سامنے آجائے گا...... اسکے بعد مسلمانوں کے بڑے دشمن کفار مکہ کا فیصلہ کیا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر منافقوں کا معاملہ آشکار کر دیا اور یہ غزوہ احد میں ہوا جب عبداللہ بن ابی تین صد ساتھی منافقین لے کر واپس ہو گیا اور قتال میں شرکت نہ

Marfat.com

واخذوا حذرھم منھم — کی اہل ایمان ان سے آگاہ ہو گئے اور ان سے محفوظ ہو گئے۔

آگے اس پر دلیل قائم کرتے ہیں کہ امر سے مراد منافقین کا انکشاف اور ان سے آگاہ کرنا ہی ہے

و مما یدل علی ان المراد بالامر فی الایة ما یتم به کشف المنافقین قوله تعالی بعد هذه الایة (و یقول الذین امنوا هؤلاء الذین اقسموا بالله جهد ایمانهم انهم لمعكم فان هذا القول لا یکون من المؤمنین الا بعد انکشاف المنافقین

آیت میں منافقین کے انکشاف کامل مراد ہونے پر بعد میں یہ فرمان باری تعالی دلیل ہے (و یقول الذین امنوا) کیونکہ اہل ایمان کا یہ قول انکشاف منافقین کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔

(المنافقون فی القرآن کریم، ۹۱،۹۲)

۱۳۔ امام قاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی کے الفاظ ہیں

الامر باظهار اسرار المنافقین وقتلهم — منافقین کے اسرار کا اظہار اور ان کا قتل مراد ہے

(انوار التنزیل ۲:۳۳۵)

۱۴۔ آیت مبارکہ کے آخری الفاظ " حبطت اعمالهم فاصبحوا خاسرین" کے تحت شیخ جمال الدین قاسمی (المتوفی ۱۳۲۲) نے لکھا

ای فی الدنیا اذ ظهر نفاقهم عند الکل و فی الاخرة اذلم یبق لهم

یعنی دنیا میں اس لئے کہ ان کا نفاق تمام پر ظاہر ہو جائے گا اور آخرت میں ان

Marfat.com

ثواب — کے لئے کوئی ثواب نہیں۔

(محاسن التاویل، ۳، ۱۴۵)

۱۵۔ امام ابوحیان اندلسی (المتوفی ۷۵۴) "او امر من عنده" کی تفسیر شیخ زجاج کے حوالہ سے لکھتے ہیں

اظهار امر المنافقين و تربصهم الدوائر — یہاں منافقین کے معاملہ کا اظہار اور ان پر آنے والے مصائب کی نشاندہی ہے۔

(البحر المحیط، ۳، ۵۰۸)

۱۶۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴) نے "على ما اسروا في انفسهم نادمين" کے تحت لکھا ہے

انهم فضحوا واظهره الله امرهم في الدنيا لعباده المؤمنين بعد ان كانوا مستورين لا يدرى كيف حالهم فلما انعقدت الاسباب الفاضحة لهم تبين امرهم لعباد الله المؤمنين فتعجبوا منهم كيف كانوا يظهرون لهم من المؤمنين يحلفون على ذلك يحلفون على ذلك ويتاؤلون فبان كذبهم وافترائهم — وہ منافق ذلیل ہوگئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر ان کا معاملہ دنیا میں ہی ظاہر کر دیا جبکہ وہ مخفی تھے اور ان کا حال معلوم نہ تھا جب ذلت کے اسباب مکمل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں پہ ان کا معاملہ آشکار کر دیا تو اس پر یہ متعجب ہوئے کہ کس طرح اپنے آپ کو ایمان دار ظاہر کرتے ہوئے حلف اٹھاتے تو اب ان کا جھوٹ و کذب واضح ہوگیا۔

(تفسیر القرآن العظیم، ۲، ۶۸)

۱۷۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (۱۳۰۷) نے "او امر من عنده" کے تحت لکھا

قیل هوا اظهار امر المنافقین واخبار النبی ﷺ بما اسروا فی انفسهم و امره بقتلهم	بعض نے کہا مراد معاملہ منافقین کا اظہار اور حضور ﷺ کو ان کے مخفی امور سے آگاہ کرنا اور انھیں قتل کا حکم ہے۔

آگے فاصبحوا خاسرین کے تحت لکھا

فی الدنیا بافتضاحهم و فی الاخرة باحباط ثواب اعمالهم	دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ثواب کا نہ ہونا مراد ہے

(فتح البیان، ۲، ۲۸۱)

۱۸۔ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

''یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے ظہور فرمادے یعنی ان کے نفاق کا علی التعین بذریعہ وحی کے عام اظہار فرمادیں جس میں مسلمانوں کی تدبیر کا اصلاً دخل نہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی فتح اور ان کی پردہ دری دونوں امر قریب ہونے والے ہیں''

آگے چل کر لکھا

''قرآئن اور واقعات سے تو اکثر اوقات منافقین کا نفاق کھلتا رہتا تھا مگر عموم فتوحات کے بعد ''تصریحاً و تعیینا'' معلوم کرا دیا گیا'' (بیان القرآن، ۳:۴۰)

جب اللہ تعالیٰ نے اہل نفاق کے معاملہ کو ظاہر کرنے کا وعدہ فرمالیا تو اب کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا علم نہیں دیا گیا بلکہ یہ آیت تو واضح کر رہی ہے کہ اہل نفاق دنیا میں اسقدر آشکار ہوئے کہ سوائے ندامت کے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَّبَعُوكَ وَ لٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ط وَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۔

(التوبۃ: ۴۲)

اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمھارے ساتھ جاتے مگران پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے بن پڑتا تو ضرور تمھارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں منافقین کے بارے میں فرمایا وہ آپ ﷺ سے عنقریب قسمیں اٹھائیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور آپ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتے۔ ان جھوٹی قسموں کا وقت کون سا ہے اس بارے میں مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ غزوہ پر نکلنے سے پہلے کی بات بھی ہوسکتی ہے۔

ا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رقمطراز ہیں

یا تو نکلنے سے پہلے قسمیں کھا کر طرح طرح کے حیلے بہانے کریں گے کہ آپ ان کو مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت دیدیں اور یا آپ کی واپسی کے بعد جھوٹی قسمیں کھا کر باتیں بنائیں گے تا کہ اپنے نفاق پر پردہ ڈالیں۔ (تفسیر عثمانی،۳۳۵)

۲۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اس آیت کے تحت ''منافقین کو تنبیہ'' کا عنوان قائم کر کے طویل گفتگو کی ہے۔

''ان آیات میں منافقین کی ان کمزوریوں پر ان کو تنبیہ کی جارہی ہے جو غزوہ تبوک کے موقع پر ظاہر ہوئیں۔ اس لئے کہ یہی غزوہ ہے کہ جس میں موسم کی ناسازگاری کیساتھ طویل مسافت کی آزمائش سے مجاہدین کو سابقہ پیش آیا۔ یہ غزوہ رجب ۹ ھ میں پیش آیا۔ موسم گرم تھا فصل پک کر تیار تھی، مسافت طویل تھی پھر مقابلہ بھی منظم اور کثیر التعداد فوج سے تھا اس وجہ سے منافقین کی کمزوری اس موقع پر بالکل ہی بے نقاب ہوگئی انھوں نے بے سروسامانی کا عذر اور دوسرے جھوٹے بہانے تراش کر اس جنگ کے لئے نکلنے سے گریز کیا اگرچہ ان لوگوں کی بہانہ سازی حضور ﷺ سے مخفی نہیں تھی لیکن آپ نے کریم النفسی کے سبب سے ان سے اغماض فرمایا آپ ﷺ نے تو اغماض فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں سے نقاب الٹ دی تا کہ جو اپنی اصلاح کرنا چاہیں وہ اصلاح کرلیں ورنہ کم از کم مسلمان ان کے جھوٹ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔ فرمایا کہ اگر ان کو توقع ہوتی کہ صعوبت سفر اور کسی خطرے کے بغیر مال غنیمت ہاتھ آجائے گا تو تمھارے ساتھ ہولیتے۔ لیکن سامنے کٹھن منزل تھی اس وجہ سے ان کی ہمتیں

Marfat.com

پست ہو گئیں لیکن یہ اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے کی بجائے ایک ایک کو قسمیں کھا کھا کر اطمینان دلانے کی کوششیں کریں گے کہ ان جہاد میں ان کی عدم شرکت کا باعث بزدلی نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ اس کے لئے سامان نہیں کر پائے۔ (تدبر قرآن،۳،۱۶۷)

ارشاد باری تعالیٰ ہے

عَفَا اللّٰہُ عَنکَ لِمَ اَذِنتَ لَھُم حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِینَ صَدَقُوا وَ تَعلَمَ الکٰذِبِینَ ۔

(التوبۃ: ۴۳)

اللہ تمھیں معاف کرے تم نے انھیں کیوں
اذن دیدیا جب تک نہ کھلے تھے تم پر سچے اور
ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے۔

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت کے تحت بھی مفسرین نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ منافقین کے بارے میں جانتے تھے۔

ا۔ مولانا امین احسن اصلاحی عنوان ''آنحضرت ﷺ کی کریم النفسی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش'' کے تحت لکھتے ہیں

''چشم پوشی اور مسامحت کریم النفسی کا ایک لازمی مقتضا ہے۔ نبی ﷺ جس طرح تمام اعلیٰ صفات انسانی کے مظہر تھے اسی طرح آپ میں چشم پوشی کی صفت بھی کمال درجہ موجود تھی۔ منافقین آپ کی اس کریم النفسی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ،فرائض دینی بالخصوص فریضہ جہاد سے فرار کے لئے وہ مختلف قسم کے جھوٹے عذرات تراشتے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے گھر بیٹھ جانے کی اجازت مانگتے حضور ﷺ ان کے ان بناوٹی عذرات سے اچھی طرح واقف ہوتے لیکن بر بنائے کریم النفسی جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا درگزر فرماجاتے اوران کواجازت دے دیتے حضور کی اس اجازت سے فائدہ اٹھا کر چونکہ ان کواپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا ایک موقع مل جاتا جس سے ان کی فریب کاری پختہ ہوتی جارہی تھی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو متنبہ فرمایا لیکن متنبہ فرمانے کا انداز بہت دلنواز ہے۔ بات کا آغاز ہی عفو کے اعلان سے فرمایا کہ واضح ہو جائے کہ مقصود سرزنش اور عتاب نہیں بلکہ توجہ دلانا ہے کہ منافقین تمھاری کریم النفسی سے بہت غلط فائدہ اٹھارہے ہیں،تم اپنی چشم پوشی کی وجہ سے ان کے عذرات کو لاطائل سمجھنے کے باوجودان کواجازت دے دیتے ہو جس سے وہ دلیر ہوجاتے ہیں کہ ان کی مکاری کامیاب ہوگئی حالانکہ اگر تم اجازت نہ دیتے تو ان کا بھانڈا پھوٹ جاتا،ان کے جھوٹوں اور سچوں میں امتیاز ہوجاتا تمھاری اجازت کے بغیر جو گھر میں بیٹھ رہتے ہر شخص پہچان جاتا کہ یہ منافق ہیں لیکن یہ تمھاری اجازت کواپنے چہرے کا نقاب بنالیتے ہیں۔

(تدبر قرآن،۳:۱۷۳)

سورۃ الفتح کی تفسیر عنوان ''انبیاء علیھم السلام سے کس طرح کے گناہ صادر ہوتے

ہیں'' کے تحت لکھا :

''یہاں نبی ﷺ کی طرف جس ذنب کی نسبت کی گئی ہے اس سے متعلق یہ وضاحت اس کتاب میں جگہ جگہ ہم کرتے آ رہے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے اتباع ھوا کی نوعیت کے گناہ کبھی صادر نہیں ہوتے لیکن اقامت دین کی جدوجہد میں، نیک دوامی کے تحت کبھی کبھی ان سے بھی ایسی باتیں صادر ہوگئی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت فرمائی، مثلاً نبی ﷺ کے پاس منافقین آتے اور کوئی بہانہ پیدا کر کے یہ چاہتے کہ ان کو جہاد میں شرکت سے رخصت دی جائے آپ کو علم ہوتا کہ یہ لوگ محض بہانہ سازی کر رہے ہیں لیکن کریم النفسی کے سبب سے آپ ان کو رخصت دے دیتے کہ ان کا فضیحتا نہ ہو۔ نبی ﷺ کی یہ نرمی اگرچہ آپ کی کریم النفسی کا نتیجہ تھی، اس میں اتباع ھوا کا کوئی شائبہ نہیں تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ ﷺ کی گرفت فرمائی اس لئے کہ نبی ہر معاملے میں حق وعدل کی کسوٹی ہوتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ شریفانہ سلوک کرنے کے معاملے میں بھی اس حد سے متجاوز نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے شریفانہ سلوک کیلئے ٹھہرا دی ہے۔

(تدبر قرآن، ۶:۲۳۹)

۲۔ مولانا مودودی رقمطراز ہیں

بعض منافقین نے بناوٹی عذرات پیش کر کے نبی ﷺ سے رخصت مانگی تھی اور حضور ﷺ نے بھی اپنے طبعی حلم کی بنا پر یہ جاننے کے باوجود کہ وہ محض بہانے بنا رہے ہیں ان کو رخصت عطا فرما دی تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا اور آپ کو تنبیہ کی کہ ایسی نرمی مناسب نہیں، رخصت دے دینے کی وجہ سے ان منافقوں کو اپنے نفاق پر پردہ ڈالنے کا موقع مل گیا اگر انھیں رخصت نہ دی جاتی اور پھر یہ اگر بیٹھے رہتے تو ان کا جھوٹا دعویٰ ایمان بے نقاب ہو جاتا۔

(تفہیم القرآن، ۲:۱۹۷)

Marfat.com

۳۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کے الفاظ ہیں

منافقین جھوٹے عذر کر کے جب مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ ﷺ ان کے کید و نفاق سے اغماض (چشم پوشی) کر کے اور یہ سمجھ کر کہ ان کے ساتھ چلنے میں فساد کے سوا کوئی بہتری نہیں اجازت دے دیتے اس کو فرمایا کہ اگر آپ ﷺ اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ اس وقت ظاہر ہو جاتا کہ انھوں نے اپنے نہ جانے کو کچھ آپ ﷺ کی اجازت پر موقوف نہیں رکھا ہے۔ جانے کی توفیق تو انھیں کسی حال نہ ہوتی البتہ آپ ﷺ کے اوپر ان کا جھوٹ سچ کھل جاتا پس اجازت دینا کوئی گناہ نہ تھا البتہ نہ دینا مصالح وغیرہ کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہوتا اس اعلیٰ واکمل صورت کے ترک کی وجہ سے خطاب کو ''عفا اللہ عنک'' سے شروع فرمایا۔ عفو کا لفظ ضروری نہیں کہ گناہ کے مقابلہ میں ہو۔

(تفسیر عثمانی، ۳۳۵)

آگے چل کر انھوں نے اس اجازت کو خدا کی طرف سے قرار دیتے ہوئے لکھا

''اور پیغمبر علیہ السلام نے ان کے اعذار کاذبہ کے جواب میں جو گھر بیٹھ رہنے کی اجازت دے دی یہ بھی ایک طرح خدا ہی کا فرمادینا ہے۔ اس لئے تکوینا کی قید بھی ضروری نہیں۔

(ایضا، ۳۳۶)

۴۔ امام ابوالحسن ابراہیم بن عمر بقاعی (المتوفی، ۸۸۵) نے کیا خوب لکھا ہے

ولما كان من المعلوم انه لا يأذن الا لما يرى انه يرضى الله من تألفهم ونحوه بين انه سبحانه يرضى منه ترك الاذن فقال كناية عن ذالك (لم اذنت لهم)

جب معلوم تھا کہ اجازت اس لئے دی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تالیف وغیرہ سے خوش ہوتا ہے تو واضح کیا کہ وہ ترک اذن پہ خوش تھا تو اس طرف اشارہ فرمایا (لم اذنت لهم) یعنی پیچھے رہنے کی اجازت تم نے کیوں دی یہ

Marfat.com

ای فی التخلف عنک تمسکا بما تقدم من الامر باللین لھم والصفح عنھم موافقا لما جبلت علیه من محبة الرفق و ھذا انما کان فی اول الامرلخوف التنازع والفتنة و اما الأن فقد علا الدین و تمکن امر المؤمنین فالمامور به الاغلاظ علی المنافقین فھلا ترکت الاذن لھم	سابقہ پالیسی سے استدلال کرتے ہوئے کہ ان سے نرمی اور درگذر کا حکم ہے اور یہ تمھاری فطری اور جبلی رحمت کے مطابق بھی ہے لیکن یہ ابتداً خوف تنازع اور فتنہ کی وجہ سے تھی لیکن اب دین اسلام غالب آچکا اور اہل ایمان کا دبدبہ قائم ہو گیا ہے لہٰذا منافقین کے ساتھ سختی کا حکم ہے تو اب تمھیں اذن و اجازت نہیں دینی چاہیئے تھی

(نظم الدرر، ۳: ۳۲۴)

آگے چل کر لکھتے ہیں

فالحاصل ان الذی فعله ﷺ حسن موافق لما امره اللہ به فانه لا ینطق عن الھوی بل من امر اللہ (ایضاً، ۳۲۴)	حاصل یہ ہے کہ یہ جو کچھ حضورﷺ نے کہا خوب درست اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا کیونکہ آپﷺ کا بولنا خواہش کے تحت نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے تحت ہوتا ہے

اس کے بعد امام نے استاذ ابوالحسن حرالی کے حوالہ سے خطاب وصیت اور خطاب کتاب پر جو گفتگو کی ہے وہ نہایت ہی علمی، روحانی اور وجدانی ہے جس سے دیگر تمام آیات کا مفہوم بھی آشکار ہو جاتا ہے۔

یہی امام سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۲۷ کے تحت لکھتے ہیں

Marfat.com

وما كان ﷺ مطبوعا على الرفق موحى به قال تعالیٰ "واغلظ عليهم "اى فى الجهادين ولا تعاملهم بمثل ماعاملتهم به من اللين عند استئذانهم فى القعود	جب حضور ﷺ کی جبلت مبارکہ نرم تھی تو آپ ﷺ کو حکم دیا ان دونوں کے ساتھ سختی کرو اور ان کے ساتھ اس طرح نرمی والا معاملہ نہ کرو جو انھیں تم نے گھروں میں رہنے کی اجازت کے وقت کی تھی۔

(نظم الدرر، ۳: ۳۶۰)

آیت نمبر ۸۰ کا سابقہ آیات سے ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وما كان ﷺ معروفاً بكثرة الاحتمال وشدة اللين المشير اليه عفا الله عنك لم اذنت لهم	آپ ﷺ مشقت کثیرا ٹھانے اور نرمی میں نہایت مشہور تھے جس کی طرف عفا الله عنك لم اذنت لهم سے اشارہ کیا گیا ہے۔

(نظم الدرر، ۳: ۳۶۵)

۵۔ امام ابوالسعو د محمد عمادی (المتوفی ۹۵۱) نے دیگر آیات کو سامنے رکھتے ہوئے لکھا کہ منافقین کا غزوہ میں شریک ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند ہی نہ تھا تو اگر آپ ﷺ نے انھیں اجازت دیدی تو عین منشاء خداوندی تھا کیونکہ اگلی آیات میں واضح فرما دیا کہ ان کا شریک ہونا تمھیں نقصان دہ ہے۔ آیئے ان کے الفاظ پڑھیئے

ولا يخفى انه لم يكن فى خروجهم مصلحة للدين او منفعة للمسلمين بل كان فيه فساد و	واضح رہے کہ انکے نکلنے میں دین کے لئے کوئی مصلحت یا مسلمانوں کیلئے کوئی فائدہ نہ تھا بلکہ اس میں فساد و نقصان تھا جیسا کہ

Marfat.com

خبال حسبما نطق به عزوجل لو خرجوا الخ و قد کرهه سبحانه کمایفصح عنه قوله تعالیٰ و لکن کر ہ اللہ انبعاثھم الایة

خوداللہ عزوجل کافرمان "لو خرجوا الخ" اس پرشاہدوناطق ہے اوراللہ تعا ان کے نکلنے کوناپسندکرتا تھاجیسا کہ ا الفاظ سے آشکار ہے (ولکن کرہ اللہ

رہا یہ سوال کہ پھر آپ ﷺ کے لئے "عفا اللہ عنک" کیونکر فرمایا اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

نعم کان الاولیٰ تاخیر الاذن حتی یظھر کذبھم اثر ذی اثر و یفتضحوا علی رؤس الاشھاد و لا یتمکنوا من التمتع بالعیش علی الامن والدعة ولا یقسنی لھم الابتاج فیھا بینھم بانھم غروہ ﷺ وارضوہ بالا کاذیب علی انه لم یھنئا لھم عیش ولا قرت لھم عین اذلم یکونوا علی امن و اطمینان بل کانوا علی خوف من ظھور امرھم

ہاں اجازت میں تاخیر بہتر تھی تاکہ ان کذب وجھوٹ خوب آشکار ہوجاتا اور برسرعام ذلیل ہوجاتے اور یہ امن وآشتی میں زندگی بسر نہ کرتے، آپس میں یہ کہہ کر خوش نہ ہوتے کہ ہم نے حضور ﷺ کو دھوکہ دے دیا اور انھیں ہم نے فراڈ وغلط بیانی سے خوش کر لیا علاوہ ازیں ان کی زندگی خوش نہ رہتی اور نہ ہی یہ پرسکون ہوتے کیونکہ وہ امن واطمینان کی حالت میں نہ تھے بلکہ یہ اپنے معاملہ کے ظاہر ہونے ۔ خوف وڈر میں رہتے۔

(ارشاد العقل السلیم، ۴: ۶۹)

۶۔ امام فخرالدین رازی (المتوفی ۶۰۶) نے بھی اس پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے فرماتے ہیں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان منافقین کے حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کے لئے نکلنے میں نقصان تھا یا فائدہ؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ ان کے نکلنے میں نقصان تھا تو پھر حضور ﷺ

Marfat.com

اجازت دینے پر عتاب کیوں؟ اگر تم کہو کہ اس میں فائدہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نکلنے کو ناپسند کیوں فرمایا؟ لکھتے ہیں اس کا جواب صحیح یہی ہے کہ ان کا حضور ﷺ کے ساتھ نکلنا نقصان دہ تھا کیونکہ اس کے بعد والی آیات میں خود باری تعالیٰ نے نکلنے کے مفاسد و نقصان پر تصریح کرتے ہوئے فرمایا

لو خرجوا فیکم مازادوکم	اگر وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان
الا خبالا (التوبہ: ۴۷)	کے تمھیں کچھ نہ بڑھتا

اب رہا یہ معاملہ کہ جب ان کا نہ نکلنا ہی اصوب اور اصلح تھا تو پھر رسول اللہ کو اذن دینے پر عتاب کیوں ہوا؟ اس کا جواب ہم شیخ ابومسلم کے طریق پر دیتے ہیں کہ "لم اذنت لھم" (آپ نے انھیں اجازت کیوں دی) میں یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے انہیں قعود (نہ نکلنے کی) کی اجازت دی بلکہ ممکن ہے جنھوں نے نکلنے کی اجازت چاہی آپ نے انھیں شرکت کی اجازت دیدی، اس کے بعد شیخ کے طریق کی صحت پر دلائل نقل کیے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اس طریق سے ہٹ کر جواب یہ ہے کہ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ آپ کی اجازت قعود پر عتاب ہے لیکن یہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کا قعود نقصان دہ تھا بلکہ آپ ﷺ کا اس قعود کے لئے جو اذن تھا وہ سبب بنا، اس پر متعدد وجوہ ذکر کی ہیں، ان میں دوسری یہ ہے۔

ان بتقدیر انه علیه الصلاة والسلام	اگر آپ ﷺ انھیں قعود (عدم شرکت) کی
ماکان یأذن لهم فی القعود فهم	اجازت نہ دیتے تو وہ ازخود جہاد پر نہ
کانوا یقعدون من تلقاء انفسهم و	جاتے تو ان کا یہ گھر رہنا ان کے نفاق پر
کان یصیر ذلک القعود علامة علی	علامت ہو جاتا، نفاق سامنے آنے پر
نفاقهم واذا ظهر نفاقهم احترز	مسلمان ان سے احتراز کر لیتے اور ان کے
المسلمون منهم و لم یغتروا	قول سے دھوکہ نہ کھاتے جب حضور ﷺ

Marfat.com

بقولهم فلما اذن الرسول فی القعود بقی نفاقهم مخفیاً و فاتت تلک المصالح	نے انھیں اجازت دیدی تو ان کا نفاق مخفی ہی رہا اور مصلحت فوت ہوگئی

اس کے بعد تیسری وجہ یہ لکھی کہ جب انھوں نے آپ ﷺ سے نہ نکلنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے ناراض ہوکر فرمایا '' اقعدو مع القاعدین '' (تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ) تو انھوں نے اس لفظ کو غنیمت جان لیا اور کہا ''قد اذن لنا'' (حضور ﷺ نے ہمیں اجازت دیدی ہے)۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(لم اذنت لهم) ای لم ذکرت عندهم هذا اللفظ الذی امکنهم ان یتوسلوا به الی تحصیل غرضهم	(لم اذنت لهم) یعنی تم نے ان کے سامنے ایسے الفاظ کیوں کہے جنھیں انھوں نے اپنی غرض کیلئے وسیلہ بنالیا

(مفاتیح الغیب، ٦: ٦٢)

٧. امام نظام الدین نیشاپوری (المتوفی، ٧٢٨) نے بھی یہی گفتگو کی ہے

(غرائب القرآن، ٣: ٤٧٨) (فتح القدیر للشوکانی ٢: ٣٦٦) (الجامع لاحکام القرآن: ٨: ١٤٢)

٨۔ شیخ اشرف علی تھانوی نے اس کے تحت بطور فائدہ لکھا ہے

لم اذنت سے ماضی پر عتاب مقصود بالذات نہیں بلکہ آئندہ کیلئے ممانعت اذن دینے سے اصل مقصود ہے۔ اس سے کوئی شبہ (گناہ) نہ ہونا چاہیئے اور غرض اس نصیحت سے یہ نہیں کہ آپ ﷺ کی اجازت سے وہ رہ گئے ورنہ ان کا جانا مصلحت تھا وجہ یہ کہ آگے ان کے جانے کے مفاسد خود ہی مذکور ہوتے ہیں اور تیسرا اگر آپ اجازت نہ ہی دیتے تب بھی تو ان کی نیت جانے کی نہ تھی کذا فی الدر عن مجاهد'' بلکہ مطلب یہ ہے کہ رخصت ملنے سے جو ان کو ایک گونہ بے فکری ہوگئی یہ نہ ہوتی اگر رخصت منظور نہ ہوتی اور یہ تب بھی نہ جاتے تو ذرا

ان کی خباثت تو علانیہ کھل جاتی اور "الذین صدقوا" کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں سچے بھی تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوسرے مومنین صادقین معذورین سے ان کی حالت متمیز ہو جاتی

(بیان القرآن، ۴:۱۱۴)

۹۔ شیخ سعید حوی نے آیت مذکورہ اور دیگر آیات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جملہ لکھا

لئن عوقب رسول الله ﷺ فی الاذن لهم فذالک من اجل فضحهم والا فقد کانت الحکمة ظاهرة فی القعود لهم	حضور ﷺ پر انھیں اجازت دینے پر اگر پر لطف عتاب ہوا تو اس کی وجہ یہ تھی تا کہ وہ ذلیل ہو جاتے ورنہ حکمت غالبہ یہی تھی کہ وہ گھر ہی رہیں

(اساس التفسیر، ۴: ۲۳۰۰)

۱۰۔ امام رازی نے اس آیت مبارکہ کے حوالہ سے سوال اٹھایا کہ عفو ذنب کے بعد ہوتی ہے لہٰذا اس کی صدور ذنب پہ دلالت ہے اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر ہم ان الفاظ کو ظاہر معنی پر بھی رکھیں تو آیت مبارکہ میں تعارض آ جائے گا۔

ان العفو ترک المواخذة و قوله (لم اذنت لهم) مواخذه	لفظ عفو ترک مواخذہ اور لم اذنت لهم مواخذہ پر دال ہیں

یعنی مواخذہ اور عدم مواخذہ دونوں کا اثبات ہو رہا ہے حالانکہ ان میں تعارض و تخالف ہے لہٰذا مراد ہے

التخلف فی المخاطبة کما یقال انت رحمک الله و غفرلک و ان لم یکن هناک ذنب السیة	یہ خطابی شفقت ہے جیسا کہ آدمی دوسرے کو دعا دیتا ہے اللہ تم پر رحمت اور مغفرت فرمائے حالانکہ وہاں کوئی گناہ نہیں ہوتا

(عصمة الانبیاء، ۱۳۴)

اس لئے اہل تحقیق و شعور نے واضح کیا کہ یہاں ذنب و گناہ ہرگز نہیں بلکہ یہ خطاب

Marfat.com

تو حضورﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپﷺ کا عمل بیان کرنے سے پہلے عفا اللہ عنک فرمایا اور یہ مقام کسی دوسرے نبی کو بھی حاصل نہیں۔ امام رازی نے کیا خوب کہا

ان ذالک یدل علی مبالغة اللہ فی تعظیمه و توقیره

یہ مبارک الفاظ و خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپﷺ کی تعظیم وتوقیر میں خوب وحد درجہ پر دال ہیں

(مفاتیح الغیب، ۶: ۵۸)

عظیم محدث امام داؤدی رقمطراز ہیں کہ ان مقدس الفاظ میں حضورﷺ

کانت تکرمة

کی تکریم وتعظیم ہے

(الشفا، قسم الثالث)

امام قشیری فرماتے ہیں جو آدمی کہے عفو، ذنب پر ہی ہوتی ہے

لا یعرف کلام العرب

وہ عربی سے واقف ہی نہیں

یہ لفظ عدم لزوم کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے فرمان نبوی ہے

عفا اللہ لکم عن صدقة الخیل

اللہ تعالیٰ نے تمھیں صدقہ خیل معاف کر دیا ہے

یعنی اس نے لازم ہی نہیں کیا تو آیت مبارکہ کا مفہوم ہوگا کہ آپ کے اجازت دینے پر

لم یلزمک ذنبا

کوئی گناہ لازم نہیں آتا

(ایضاً)

یاد رہے زمخشری نے اسے خطا پر محمول کیا تھا مفسرین نے اس پر خوب چڑھائی کرتے ہوئے کہا اس کی تفسیر کا مطالعہ ہی نہ کیا جائے

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ ؕ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ۝

(سورة التوبه ، ٦١)

اوران میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کوستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمھارے بھلے کیلئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

منافقین حضور ﷺ کے بارے میں کہتے تھے انھیں کچھ معلوم نہیں تم جو کہو گے یہ مان جائیں گے یہ تو صرف 'کان' ہیں جو سن لیا اسی کو مان لیا آگے پیچھے کا کوئی علم نہیں۔ اس کے جواب اور تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر یہ تمھاری باتوں پر خاموش رہتے ہیں تو انھیں جاہل مت سمجھو بلکہ یہ باخبر ہیں ہاں اپنی کریم النفسی اور متعدد حکمتوں کے تحت تمھاری بات مان لیتے ہیں۔

آیئے اس کے تحت مفسرین کی آراء ملاحظہ کریں

ا۔ علامہ جار اللہ زمخشری (المتوفی، ۵۳۸) لکھتے ہیں

ای اظهر الایمان ایها المنافقون حیث یسمع منکم و یقبل ایمانکم الظاهر ولا یکشف اسرارکم ولا یفضحکم ولا یفعل بکم ما یفعل بالمشرکین مراعاةً لما رأی الله من المصلحة فی الابقاء علیکم

(الکشاف، ۲: ۱۹۹)

اے منافقو یہ تمھاری بات اور ظاہری ایمان کو قبول کر لیتے ہیں تمھارے مخفی معاملات ظاہر نہیں کرتے اور نہ ہی تمھیں ذلیل کرتے ہیں، اور مشرکین والا معاملہ تمھارے ساتھ نہیں کرتے کیونکہ اسی حال پر تمھیں رکھنے میں اللہ کی طرف سے مصلحت ہے

۲۔ امام ابوسعود محمد بن محمد عمادی حنفی (۹۵۱) "ورحمة للذین اٰمنوا منکم" کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں

ای للذین اظهروا الایمان منکم حیث یقبله منهم لکن لا تصدیقاً لهم فی ذلک بل رفقاً بهم و ترحماً علیهم ولا یکشف اسرارهم و

جو لوگ تم میں ایمان ظاہر کرتے ہیں آپ ﷺ مان لیتے ہیں مگر بطور تصدیق نہیں بلکہ ان پر نرمی وشفقت ہے کہ آپ ﷺ ان کے اسرار منکشف نہیں کرتے

Marfat.com

لایھتک استارھم

اور نہ ہی ان کا پردہ چاک کرتے ہیں

(ارشاد العقل، ۴:۷۷)

۳۔ امام حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) انھی مبارک کلمات کے تحت رقمطراز ہیں

ای ھو اذن خیر یعرف الصادق من الکاذب

یہ بہتر کان ہیں کہ آپ سچے اور جھوٹے کو جانتے ہیں

(تفسیر القرآن، ۲:۳۶۶)

۴۔ علامہ محمد بن علی شوکانی (المتوفی ۱۲۲۵) آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

المعنی ان النبی ﷺ اذن خیر للمنافقین ورحمة لھم حیث لم یکشف اسرارھم ولا فضحھم

نبی ﷺ منافقین کیلئے خیر او رحمت ہیں اس لئے کہ آپ ان کے باطنی معاملات منکشف نہیں کرتے اور نہ انھیں ذلیل ورسوا کرتے ہیں۔

(فتح القدیر، ۲:۳۷۶)

۵۔ امام علاؤالدین علی بن محمد (المتوفی ۷۲۵) ایک مفہوم یہ بیان کرتے ہیں

قیل فی کونہ ﷺ رحمة لانہ یجری احکام النا س علی الظاھر ولا ینقب عن احوالھم ولا یھتک اسرارھم

آپ ﷺ کے رحمت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے ظاہر پر احکام جاری فرماتے ان کے احوال کی ٹوہ نہ لگاتے اور نہ ان کے مخفی معاملات کا پردہ چاک کرتے۔

(لباب التاویل، ۲:۲۵۵)

۶۔ امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی (المتوفی ۷۱۰) کے الفاظ صاحب کشاف سے ملتے ہیں

ایھا المنافقون حیث یقبل ایمانکم

اے منافقو! وہ تمہارا جب ظاہری ایمان

Marfat.com

الظاهر ولا یکشف اسرارکم ولا یقبل بکم ما یفعل بالمشرکین
(مدارک التنزیل ،۲:۲۵۶)

قبول کرتے ہیں تو وہ تمہارے باطنی معاملات منکشف نہیں فرماتے اور تمہارے ساتھ مشرکین والا معاملہ نہیں کرتے۔

۷۔ امام محی السنہ محمد الحسین (المتوفی ،۵۱۶ھ) "یؤمن للمومنین" کے تحت رقمطراز ہیں

ای یصدق المؤ منین ویقبل منھم لامن المنافقین
(معالم التنزیل ،۲:۳۰۶)

وہ اہل ایمان کی تصدیق کرتے ہیں اور انھی کی بات مانتے ہیں نہ کہ منافقین کی

۸۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ،۱۲۲۵ھ) آیت مبارکہ کے الفاظ "رحمة للذین امنوا منکم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں

یعنی لمن اظھر الایمان حیث یقبله ولا یکشف سره وفیه تنبیه علی انه لیس یقبل قولکم جھلاً بحالکم بل ترفقاً وترحماً علیکم
(المظھری ،۴:۲۵۴)

جو ایمان ظاہر کرے آپ قبول فرمالیتے ہیں اور اس کا راز فاش نہیں کرتے اس میں تنبیہ ہے کہ آپ ﷺ تمھاری باتوں کو تمہارے احوال سے جہالت کی وجہ سے نہیں بلکہ تم پر رحم وترس کھاتے ہوئے قبول فرماتے ہیں۔

۹۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ،۶۰۶) انھی مبارک کلمات کے تحت لکھتے ہیں

فھذا ایضاً یوجب الخیریة لانه یجری امرکم الظاھر ولا یبالغ فی

یہ بھی بہتر ہونے کی وجہ ہے کہ آپ ظاہر پر حکم جاری فرمادیتے ہیں تمھارے

Marfat.com

التفتیش عن بواطنکم ولا یسعی فی هتک اسرارکم

(مفاتیح الغیب : ۲، ۹۰)

باطن کی تفتیش میں نہیں پڑتے اور نہ ہی تمھارے اسرار ومخفی امور کا پردہ چاک کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

۱۰۔ امام محمود آلوسی (التوفی ۱۲۷۰) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے

ای للذین اظهروا الایمان حیث یقبله منهم لکن لا تصدیقاً لهم فی ذالک بل رفقاً وترحماً علیهم ولا یکشف اسرارهم ولا یهتک استارهم

(روح المعانی، پ ۱۰، ۱۲۷)

ظہور ایمان کو قبول فرماتے ہیں لیکن بطور تصدیق نہیں بلکہ ان پر رحم وترس کھاتے ہوئے نہ ان کے باطنی معاملات کھولتے ہیں اور نہ پردہ چاک کرتے ہیں۔

۱۱۔ امام برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بقاعی (التوفی ۸۸۵ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ان کے آپ ﷺ کو "اذن" کہنے سے مراد یہ تھی

انه ﷺ لا یعرف مکر من یمکر به و خداع من یخادعه و کذبوا هو اعرف الناس بذالک ولکنه یعرض عند المصالح لا یلیق بمحاسن الدین غیرها بینها بقوله قل اذن خیر

آپ ﷺ اپنے ساتھ مکر کرنے والے کا مکر نہیں جانتے اور نہ دھوکہ دینے والے کے دھوکہ کو جانتے ہیں لیکن یہ منافق غلط کہہ رہے ہیں آپ ﷺ ان معاملات کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں لیکن متعدد مصالح کی وجہ سے آپ اعراض فرماتے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں

ومما بین سبحانه ان تصدیقه ظاهراً

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ آپ ﷺ

Marfat.com

وبـاطناً انماهو للمئومنين فى الايمان بيـن ان تـصـديـقـه لـغير هم انما هو الـظاهر فقال ورحمة ..... اشارة الى الـمـنـا فـقيـن ومن فى حكمهم ممن جـزم لسـانه وقلبه متزلـزل اى ان اظهـار تصديقهم قبولا لما ظهر منهم وستـر قبـا ئح اسرارهم سبب للكف عن دمائهم .

(نظم الدرر،۳:۳۳۸، ۳۳۹)

کی ظاہری وباطنی تصدیق صرف اکیلے اہل ایمان کو حاصل ہے ان کے علاوہ تصدیق فقط ظاہری ہے فرمایا ورحمة ------ اشارہ منافقین اور ان کے ان ساتھیوں کی طرف ہے جن کی زبان جزم کرتی ہے مگر دل متزلزل ہے یعنی ان کیلئے اظہار تصدیق ان کے ظاہر کو قبول کرنا ہے اور ان کے خون سے بچنے کیلئے ان کی برائی کے پردے باقی رکھتے ہیں

۱۲۔ مفتی محمد شفیع دیو بندی لکھتے ہیں

پہلی آیت میں مذکور ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے متعلق بطور استہزا یہ کہتے ہیں کہ ''وہ تو بس کان ہیں'' یعنی جو کچھ کسی سے سن لیتے ہیں اسی پہ یقین کر لیتے ہیں اس لئے ہمیں کوئی فکر نہیں اگر ہماری سازش کھل بھی گئی تو ہم پھر قسم کھا کر آپ کو اپنی شرافت کا یقین دلا دیں گے۔ جس کے جواب میں حق تعالیٰ نے ان کی حماقت کو واضح فرما دیا کہ وہ جو منافقین اور مخالفین کی غلط باتوں کو سن کر اپنے مکارم اخلاق کی بنا پر خاموش رہتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھو کہ آپ کو حقیقت حال کی کچھ سمجھ نہیں صرف تمھارے کہنے پر یقین کرتے ہیں بلکہ وہ سب کی پوری پوری حقیقت سے باخبر ہیں تمھاری غلط باتیں سن کر وہ تمھاری سچائی کے قائل نہیں ہو جاتے البتہ اپنی شرافت نفس اور کرم کی بنا پر تمھارے منہ پر تمھاری تردید نہیں کرتے۔

(معارف القرآن،۴:۴۱۶)

یہ الفاظ سب کی پوری پوری حقیقت سے باخبر ہیں نہایت ہی قابل توجہ ہیں

۱۳۔ شیخ مصطفٰی المنصوری کے الفاظ ہیں

Marfat.com

ای لمن اظہر الایمان حیث یقبلہ و لا یکشف سرہ و فیہ تنبیہ علی انہ ﷺ لیس یقبل قولکم جھلاً بحالکم بل رفقاً بکم و ترحماً علیکم

(المقتطف، ۲: ۴۰۲)

ان کے ظاہری ایمان کو قبول کر لیتے اور ان کا راز فحش نہیں کرتے اس میں بتانا یہ ہے کہ آپ ﷺ تمھاری باتوں کو تمھارے احوال سے جاہل ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ تم پر رفق ونرمی کی وجہ سے قبول کرتے ہیں

۱۴۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (۱۳۰۷) کے الفاظ بھی ملاحظہ کر لیجیے

المعنی ان النبی ﷺ اذن خیر للمنافقین و رحمۃ لھم حیث لم یکشف اسرارھم و لم یھتک استارھم ولا فضحھم

(فتح البیان، ۳: ۱۳۸)

نبی ﷺ منافقین کیلئے خیر و رحمت ہیں کیونکہ آپ ﷺ ان کے اسرار منکشف نہیں فرماتے اور نہ ان کا پردہ چاک کرتے ہیں اور نہ انھیں رسوا فرماتے ہیں۔

۱۵۔ شیخ صلاح الدین یوسف اسی آیت کے تحت کہتے ہیں

یہاں سے پھر منافقین کا ذکر ہورہا ہے نبی ﷺ کے خلاف ایک ہرزہ سرائی انھوں نے یہ کی کہ یہ کان کا کچا (ہلکا) ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ہر ایک کی بات سن لیتا ہے یہ گویا آپ ﷺ کے علم وکرم اور عفو ودرگزر اور چشم پوشی سے ان کو دھوکہ ہوا۔ (حاشیہ ترجمہ قرآن، ۵۳۰)

۱۶۔ شیخ محمد عبدہ الفلاح تفسیر کبیر کے حوالہ سے اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں

یعنی ہاں تمھاری بات اس حد تک صحیح ہے کہ محمد ﷺ ہر ایک کی بات سن لیتے ہیں مگر یہ الزام صحیح نہیں ہے کہ ہر بات سن کر اس پر اعتبار کر لیتے ہیں اعتبار صرف اسی بات کا کرتے ہیں جو سچی اور حقیقی ہو، جھوٹی بات کو سن تو لیتے ہیں مگر اس پر صبر اور درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یہ چیز تمھارے حق میں بہتر ہے ورنہ یہ جھوٹی بات سن کر اگر اس سے فوراً مواخذہ کرنے

Marfat.com

والے بھی ہوتے تو تم اپنے جھوٹے عذروں کی بنا پر یا تو کبھی کے قتل ہو چکے ہوتے یا مدینہ سے باہر نکال دیئے گئے ہوتے۔ اس سے آگے چل کر تفسیر فتح القدیر کے حوالے سے لکھا "ایسے لوگوں کیلئے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ان کے راز نہیں کھولتے بلکہ انھیں اپنی اصلاح کر لینے کا موقع دیتے ہیں۔ (اشرف الحواشی، ۲۳۶)

۱۷۔ شیخ شبیر احمد عثمانی نے یہاں جو کچھ لکھا ہے وہ نہایت ہی قابل توجہ ہے۔

"منافقین آپس میں کہا کرتے وہ تو کان ہی کان ہیں جو سنتے ہیں فوراً تسلیم کر لیتے ہیں ان کو باتوں میں لے آنا کچھ مشکل نہیں بات یہ تھی کہ حضرت ﷺ اپنے حیاو وقار اور کریم النفسی سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تب بھی نہ پکڑتے۔ خلق عظیم کی بنا پر مسامحت اور تغافل برتتے اور وہ بے وقوف جانتے کہ آپ ﷺ نے سمجھا ہی نہیں حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ اگر وہ کان ہی ہیں تو تمھارے بھلے کے واسطے ہیں۔ نبی ﷺ کی یہ خو تمھارے حق میں بہتر ہے۔ نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی چشم پوشی اور خلق عظیم پر کسی وقت مطلع ہو کر تمھیں ہدایت ہو جائے تمھاری جھوٹی باتوں پر نبی ﷺ کا سکوت اس لئے نہیں کہ انھیں واقعی تمھارا یقین ہے۔ یقین تو ان کو اللہ پر ہے اور ایمانداروں کی بات پر ہے ہاں تم میں سے جو دعوٰی ایمان رکھتے ہیں ان کے حق میں آپ ﷺ کی خاموشی واغماض (چشم پوشی) ایک طرح کی رحمت ہے کہ فی الحال منہ توڑ تکذیب کر کے ان کو رسوا نہیں کیا جاتا۔

(تفسیر عثمانی، ۳۳۹)

۱۸۔ مولانا اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں

کان دے کر اور سچا ہو کر اللہ کی اور مخلصین کی باتیں سنتے ہیں اور (باقی تمھاری شرارت آمیز باتیں جو سن لیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے حال پہ مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ (گو دل میں نہ ہو) پس اس مہربانی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے تمھاری باتیں سن لیتے ہیں اور باوجود اس کی حقیقت کے سمجھ جانے

Marfat.com

کے درگزر اور خاموشی برتتے ہیں۔ پس ان باتوں کا سننا دوسرے طور کا ہے تم نے اپنی حماقت سے اس کو بھی اول طور پر محمول کرلیا۔ خلاصہ یہ کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ حقیقت کو حضرت نہیں سمجھتے اور واقعہ میں حقیقت کو تم ہی نہیں سمجھتے۔ آگے چل کر لکھا

ف: اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ سے کہیں منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت "لتعرفنهم فی لحن القول" کے تو پھر اخفاء ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیر ها (جیسا کہ مفسرین نے اس کی تفسیر میں لکھا)

(بیان القرآن، ۴: ۱۲۱)

ان مفسرین کی آراء سامنے آنے کے بعد کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ منافقین سے آگاہ نہ تھے اور پھر آخری عبارت میں مولانا اشرف علی تھانوی نے واضح کردیا کہ اگر پہلے کوئی خفا تھا بھی تو سورۃ محمد کی آیت "لتعرفنهم فی لحن القول" کے بعد وہ بھی ختم ہوگیا، لہٰذا ہمیں بڑے کھلے ذہن کے ساتھ اس حقیقت کو مان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دلی رازوں تک سے آگاہ فرمادیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝

(سورۃ التوبہ،٦٤)

منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اترے جو ان کے دلوں کی چھپی جتا دے تم فرماؤ ہنسے جاؤ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

منافقین حضور ﷺ کے مشن، ذات اور آپ ﷺ کے دین کے حوالے سے سازشیں کرتے، تمسخر اڑاتے اور ساتھ یہ کہتے کہ کہیں ان پر اللہ تعالیٰ تمھارے بارے میں کچھ نازل نہ کر دے اور تم ذلیل و رسوا ہو کر رہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ تم جس بات سے ڈرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا اظہار فرما دے گا

۱۔ امام ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) اس کے تحت لکھتے ہیں

ای ان اللہ سینزل علی رسولہ یفضحکم بہ و یبین لہ امرکم کقولہ تعالیٰ (ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم الی قولہ و لتعرفھم فی لحن القول) الایۃ و لھٰذا قال قتادہ کانت تسمی ھذہ السورۃ الفاضحۃ فاضحۃ المنافقین

(تفسیر القرآن، ۲:۳۶۷)

یعنی اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے رسول پر ایسی چیزیں نازل فرمائے گا جو منافقین کی رسوائی کا سبب ہوں گی اور ان کا معاملہ آشکار ہو جائے گا جیسا کہ فرمان مقدس ہے (ام حسب الذین فی قلوبھم مرض) اسی لئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سورت کا نام فاضحہ ہے یعنی منافقین کو ذلیل و رسوا کرنے والی۔

۲۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶) پہلے ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ منافق تو کافر تھے وہ حضور ﷺ پر نزول وحی سے کیسے ڈرتے؟ اس کے جواب میں امام ابو مسلم کے حوالے سے دوسرا جواب دیتے ہوئے لکھا

ان القوم وان کانو کافرین بدین الرسول الا انھم شاھدوا ان الرسول علیہ الصلاۃ و السلام کان یخبرھم

یہ لوگ اگرچہ دین رسول ﷺ سے کافر تھے مگر ان کا مشاہدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مخفی و پوشیدہ رازوں کی

بما يضمرونه و يكتمونه فلهذه التجربة وقع الحذر والخوف في قلوبهم (مفاتيح الغيب، ٦: ٩٣)

خبر دے دیتے ہیں اس تجربہ کی وجہ سے ان کے دلوں میں یہ خوف وخطر طاری رہتا۔

۳۔ امام ابوسعود محمد بن محمد عمادی (المتوفی ۹۵۱ھ) امام ابومسلم کے حوالہ سے ہی لکھتے ہیں

كان اظهار الحذر منهم بطريق الاستهزاء فانهم اذا سمعوا رسول الله ﷺ يذكر كل شئى و يقول انه بطريق الوحي يكذبونه و يستهزؤن به و لذلك قيل (قل استهزؤا)

(ارشاد العقل السليم، ۴: ۷۹)

یہاں ان کا ڈرنا بطور تمسخر ہے گویا جب وہ حضور ﷺ سے یہ فرمان سنتے کہ یہ مجھ پر وحی آئی ہے تو وہ اس کی تکذیب کرتے اور تمسخر اڑاتے اسی لئے فرمایا" فرمادو تم استہزاء کرلو۔

۴۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (المتوفی ۶۷۱ھ) نے آیت مبارکہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے

(ان الله مخرج) اى مظهر (ما تحذرون) ظهوره قال ابن عباس انزل الله تعالىٰ اسماء المنافقين و كانوا اسبعين رجلا ثم نسخ تلك الاسماء من القرآن رأفة ورحمة لان اولادهم كانوا مسلمين والناس يعير بعضهم بعضا فعلى هذا قد

بلاشبہ اللہ ظاہر فرمانے والا ہے جس کے ظہور سے تم خوف کھاتے ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے نام نازل کر دیئے جو ستر تھے پھر ان اسماء کو بطور رحمت منسوخ فرما دیا کیونکہ انکی اولاد مسلمان تھی اور لوگوں نے ایک

انجز الله وعده باظهاره ذالک اذ قال (ان الله مخرج ماتحذرون) و قیل اخراج الله انه عرف نبیه علیه السلام احوالهم و اسمائهم لاانها نزلت فی القرآن ولقد قال الله تعالیٰ " ولتعرفنهم فی لحن القول" وهو نوع العام

دوسرے کو بطور طعن ایسا کہنا شروع کر دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ یوں پورا فرما دیا، بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا اخراج یہ ہے کہ اس نے اپنے نبی ﷺ کو منافقین کے احوال و ناموں سے آگاہ کر دیا البتہ قرآن میں انھیں نازل نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ولتعرفنھم فی لحن القول اور وہ نوع عام ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن، ۸: ۱۸۰)

۵۔ شیخ جار اللہ زمخشری (المتوفی، ۵۳۸) ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ " یحذر المنافقون ان تنزل علیهم سورة" کے کلمات بتا رہے ہیں کہ انھیں نزول سورت کا ڈر تھا تو اب " مخرج ما تحذرون" کا مفہوم کیا ہوگا جواب میں کہتے ہیں

معناه محصل مبرز انزال السورة او ان الله مظهر ما کنتم تحذرون ای تحذرون اظهاره من نفاقکم

یا یہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دے گا جس سے تم ڈرتے ہو کہ تم نفاق سے اظہار خوف کرتے ہو۔

(الکشاف، ۲: ۲۰۰)

۶۔ امام ابو سعود محمد بن عمادی (المتوفی، ۹۵۱ھ) " ما تحذرون" کے تحت لکھتے ہیں

ای ماتحذرونه من انزال السورة و من مخازیکم و مثالبکم المستمکنة فی قلوبکم الفاضحة لکم علی ملاء الناس

تم ڈرتے ہو انزال سورت سے اور ان ذلیل کاموں سے جو تم دل میں چھپائے ہوئے ہو کہ کہیں لوگوں کے سامنے ذلت نہ ہو۔

(ارشاد العقل السلیم، ۴: ۷۹)

Marfat.com

۷۔ شیخ محمد امین شنقیطی (المتوفی ۱۳۹۳ھ) نے اس آیت کے تحت جو لکھا وہ نہایت ہی اہم اور قابل توجہ ہے:

صرح فی ھذہ الایة الکریمة بان المنافقین یحذرون ان ینزل اللہ سورة تفضحھم و تبین ماتنطوی علیہ ضمائرھم من الخبث ثم بین انہ یخرج ماکانوا یحذرونہ و ذکر فی موضع آخر انہ فاعل ذلک و ھو قولہ تعالیٰ " ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم الی قولہ ولتعرفنھم فی لحن القول

اس آیت مبارکہ میں تصریح ہے کہ منافقین ڈرتے تھے کہیں اللہ تعالیٰ سورت نازل فرما کر انھیں رسوا کر دے گا اور ان کے دلوں کے کرتوت وخبث واضح ہو جائیں گے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو اور دوسری جگہ فرمادیا کہ وہ یہ کرنے والا ہے اور وہ ارشاد گرامی ہے ام حسب الذین فی قلوبھم مرض" ان لن یخرج اللہ .... فی لحن القول

(اضواء البیان، ۲: ۳۵۱)

۸۔ امام سید محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰) تفصیلی گفتگو کے بعد لکھتے ہیں

اذ معناہ مبرز ماتحذرونہ من انزال السورة اولانہ اعم اذالمرادمظھر کل ما تحذرونہ ظھورہ من القبائح واسنا دالاخراج الی اللہ تعالیٰ للہ شارہ الی انہ سبحانہ یخرجہ اخراجالا مزید علیہ

(روح المعانی، پ ۱۰: ۱۳۰)

اس کا معنی یہ ہے کہ تم انزال سورت سے ڈرتے ہو کیونکہ مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری خباثتوں کو ظاہر کرنے والا ہے جن سے تم ڈرتے ہو، اخراج کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی تاکہ اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسا اخراج فرمانے والا ہے جس سے بڑھ کر اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

۹۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی (ان اللہ مخرج ما تحذرون) کے تحت رقمطراز ہیں

اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ حق تعالیٰ منافقین کی خفیہ سازشوں اور شرارتوں کو ظاہر فرمادیں گے جس کا ایک واقعہ غزوہ تبوک سے واپسی کا ہے جب کہ کچھ منافقین نے آپ کے قتل کی سازش کی تھی حق تعالیٰ نے آپ کو اس پر بذریعہ جبریل مطلع کر کے اس راستے سے ہٹادیا جہاں یہ منافقین اس کام کے لئے جمع ہوئے (معارف القرآن، ۴: ۴۱۷)

اس کے بعد تفسیر مظہری کے حوالے سے لکھا

''اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ۷۰ منافقین کے نام مع ان کی ولدیت اور پورے نشان پتے کے رسول ﷺ کو بتلادیئے تھے مگر رحمتہ للعالمین نے ان کو لوگوں پر ظاہر نہیں فرمایا (معارف القرآن، ۴: ۴۱۷)

۱۰۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے ''منافقین کو پردہ دری کا اندیشہ'' کے تحت لکھا۔

''فرمایا ان کو خبردار کردو کہ اب تمھاری یہ پیش بندی کارگر ہونے والی نہیں اللہ ورسول ﷺ اور اللہ کی آیات کا جتنا مذاق اڑانا ہے اڑالو اب وقت آگیا ہے کہ جن چیزوں کے بے نقاب ہونے سے ڈر رہے ہو اللہ ان سب کو بے نقاب کر کے رہے گا یہ امر واضح رہے کہ یہ سورت جس طرح مشرکین اور اہل کتاب کے باب میں خاتمہ بحث کی حیثیت رکھتی ہے اس طرح منافقین کے باب میں بھی یہ فیصلہ کن سورۃ ہے اس میں جیسا کہ آگے مباحث سے واضح ہوجائے گا ان کو پوری طرح ننگا کردیا گیا ہے''

(تدبر قرآن، ۳: ۱۹۰)

۱۲۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (۱۳۰۷ھ)'' ان اللہ مخرج ما تحذرون '' کے تحت لکھتے ہیں۔

Marfat.com

من ظهور حتى يطلع عليه المؤمنون اما بانزال سورة او باخبار رسوله ﷺ او نحو ذلک	ایسا ظہور کہ اس پر اہل ایمان مطلع ہوں بصورت انزال سورت یا رسول کی خبر کے ذریعے یا کوئی اور ذریعہ ہو۔

(فتح البیان، ۳: ۱۴۰)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ط وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ہ

(التوبة . ۷۳)

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کفار اور منافقین کے خلاف حسب درجہ جہاد کا حکم دیا اور ان سے سختی کے بارے میں تعلیم دی اس لئے کہ انہوں نے آپ کی کریم النفسی ،چشم پوشی درگزر، ستر پوشی کی قدر نہیں پہچانی ،فرمایا یہ تمہاری درگزر کی وجہ سے سازشوں اور شرارتوں میں دلیر ہوتے جارہے ہیں اب ان کو کس کے رکھو تاکہ یہ بے نقاب ہو جائیں۔

۱۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (التوفی ، ۶۷۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں اللہ نے حضور ﷺ کو کفار کے ساتھ جہاد کا حکم دیا

ومع المنافقین باللسان وشدۃ الزجر والتغلیظ	اور منافقین کے ساتھ زبان ،شدت زجر اور سختی سے جہاد کا حکم ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت مبارکہ کا مفہوم ان الفاظ میں ذکر کیا

جاھداالمنافقین بیدک فان لم تستطع فبلسانک فان لم تستطع فاکفھر	منافقین کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرو اگر طاقت نہیں تو زبان سے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو اعراض کرو۔

(الجامع لاحکام القرآن،۸:۱۸۷)

۲۔ حافظ ابن کثیر (التوفی ۷۷۴) نے یہ دونوں اقوال نقل کیے ہیں اس کے بعد حضرت ضحاک تابعی سے نقل کیا۔

واغلظ علی المنافقین بالکلام وھو مجاھدتھم	منافقین پر کلام کے ذریعے سختی کرو اور یہی ان کے ساتھ جہاد ہے

بعض نے اقامت حدود مراد لیا ہے ان مختلف اقوال میں تطبیق کرتے ہوئے لکھا

لامنافاة بين هذه الاقوال لانه تارة يؤخذ بهذا وتارة بهذا بحسب الاحوال

ان تفاسیر میں تضاد نہیں کبھی یوں کرو اور کبھی دوسرا طریقہ اختیار کرو، حسب حالات معاملہ کرو۔

(تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۷۰)

۳۔ امام برہان الدین ابراہیم عمر بقاعی (المتوفی، ۸۸۵ھ) لکھتے ہیں

ومما كان ﷺ مطبوعا على الرفق موحى به قال تعالیٰ واغلظ عليهم اى فی الجهادین ولا تعاملهم بمثل ماعاملتهم به من اللين عند استئذانهم فی القعود

حضور ﷺ کی چونکہ طبیعت مبارکہ نہایت نرم تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان پر سختی کرو اب ان کے ساتھ وہ نرمی والا معاملہ نہ کرو جو تم نے جنگ سے اجازت کے وقت کیا تھا۔

(نظم الدرر، ۳: ۳۶۵۰)

اس ارشاد ربانی کے تحت امام محمد بن جریر طبری (المتوفی، ۳۱۰ھ) نے جو کچھ تحریر کیا وہ نہایت ہی قابل توجہ ہے انھوں نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ متعدد اقوال ہیں مگر مختار و اولیٰ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہی ہے۔ اس کے بعد ایک سوال اٹھا کر خود ہی جواب دیتے ہیں آیئے ان کی زبان سے سنتے ہیں۔

فان قال قائل فكيف تركهم ﷺ مقيمين بين اظهر اصحابه مع علمه بهم

سوال: حضور ﷺ نے منافقین کو صحابہ کے درمیان کیوں ٹھہرے رہنے دیا حالانکہ آپ ﷺ ان کے بارے میں علم رکھتے تھے

اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

ان الله تعالیٰ ذکره انما امر بقتال
من اظهر منهم كلمة الكفر ثم اقام
على اظهاره ما اظهر من ذالك و
اما من اذا اطلع عليه منهم انه تكلم
كلمة الكفر واخذ بها انكرها ورجع
عنها وقال انى مسلم فان حكم الله
فى كل من اظهر الاسلام بلسانه ان
يحقق بذالك له دمه و ماله و ان
كان معتقدا غير ذلك و توكل
هو جل ثناؤه بسرائرهم و لم يجعل
للخلق البحث عن السرائر فلذلك
كان النبى ﷺ مع علمه و اطلاع
الله اياه على ضمائرهم و اعتقاد
صدورهم كان يقرهم بين اظهر
الصحابة و لا يسلك بجهادهم
مسلك جهاد من ناصبه الحرب
على الشرك بالله لان احدهم اذا
اطلع عليه انه قد قال قولاً كفر فيه
بالله ثم اخذ به انكره واظهر
الاسلام بلسانه فلم يكن ﷺ

بالا

اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے جو کلمۂ کفر کا اظہار کرے اور وہ اس کفر پر قائم رہے اسے قتل کر دیا جائے اور اگر ان میں سے کسی کے کلمہ کفر پر اطلاع ہوئی اور وہ پکڑ لیا گیا اور اس نے اس سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ میں تو مسلمان ہوں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس نے زباں سے اسلام کا اظہار کر دیا اس نے اپنا خون اور مال محفوظ کر لیا اگرچہ دل میں اعتقاد اس کے مخالف رکھتا ہو۔ اس کے دلی راز، اللہ تعالیٰ کے سپرد، مخلوق کو ان سے بحث کی اجازت نہیں، اس وجہ سے باوجودیکہ آپ ﷺ انھیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے ضمائر اور سینوں کے اعتقادات سے آگاہ فرما دیا تھا مگر انھیں صحابہ میں ہی رہنے دیا اور ان کے خلاف وہ راہ نہیں اپنائی جو شرک کرنے والوں کے خلاف جاری تھی کیونکہ ان میں سے جیسے ہی کسی کے کفر پر اطلاع ملتی کہ اس نے کلمہ کفر بکا ہے اسے پکڑا جاتا تو وہ انکار

Marfat.com

سما اظهر له من قوله عند حضوره ایاه وعزمه علی امضاء الحکم فیه دون ما سلف من قول کان نطق به قبل ذلک و دون اعتقاد ضمیره الذی لم یبح الله لاحد الاخذ به فی الحکم و تولی الاخذ هو دون خلقه (جامع البیان، ۶: ۲۳۴)

کردیتا اور زباں سے اسلام کا اظہار کرتا، تو حضور علیہ السلام اسی پر فیصلہ فرماتے جو آپ علیہ السلام کے سامنے آتا اور اسی کو جاری رہنے دیتے نہ کہ اس قول پر فیصلہ فرماتے جو اس نے مخفی طور پر پہلے کہا تھا اور اس کے اعتقاد وضمیر کو نہ چھیڑتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کسی کو اجازت نہیں دی بلکہ اس پر وہ خود گرفت فرماتا ہے نہ کہ اس کی مخلوق

۵۔ مولانا امین اصلاحی نے اس کے تحت عنوان ''منافقین کے باب میں رویہ کی تبدیلی کی ہدایت'' قائم کر کے لکھا۔

''تو یہاں مقصود حضور علیہ السلام کو اس امر کی تاکید ہے کہ آپ اپنا رویہ منافقین کے باب میں یکسر تبدیل کرلیں اور شدت کے ساتھ ان کا احتساب کریں لیکن ساتھ ہی کفار کا بھی حوالہ دے دیا ہے جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اب یہ منافقین مسلمانوں کے زمرہ کے لوگ نہیں ہیں بلکہ یہ بھی کفار کے زمرہ میں شامل ہیں۔ جہاد کا لفظ قتال اور شدت احتساب وداد گیر سب پر حاوی ہے مطلب یہ ہے کہ کفار کے ساتھ اس نوعیت کا جہاد کرو جس کا تمھیں اعلان برأت کے ساتھ تفصیل سے حکم دیا جا چکا ہے اور ان منافقین کے ساتھ احتساب کا جہاد کرو واغلظ علیھم اسی احتساب اور دارو گیر کی وضاحت ہے یعنی اب تک تم نے ان کے ساتھ نرمی ورافت کا جو رویہ رکھا اس کی قدر انھوں نے نہیں پہچانی یہ تمھاری کریم النفسی سے فائدہ اٹھا کر اپنی شرارتوں میں دلیر ہوتے ہیں جھوٹے بہانوں اور جھوٹی قسموں کو انھوں نے اپنے لئے سپر بنا رکھا ہے اور تم اپنی طبیعت کی نرمی کے سبب سے ان کی چالوں سے آگاہ ہونے کے باوجود طرح دے جاتے ہو اب اس کی گنجائش باقی نہیں رہی ہے اب ان کو اچھی طرح کسو

Marfat.com

اور ہر معاملے میں سخت کسوٹی پر پرکھو تا کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یہ جھوٹ اور فریب کی نقاب اب ان کے چہروں پر باقی رہنے والی نہیں ہے اب یا تو انھیں مسلمانوں کی طرح مسلمان بن کر رہنا ہوگا یا اس انجام سے دوچار ہونا پڑے گا جو کفار کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ آیت نمبر ۴۳ عفا اللہ عنک لم اذنت لھم کے تحت ہم جو کچھ لکھ آئے ہیں ایک نظر اس پر ڈال لیجیئے اس لئے کہ یہ ہدایت اسی کی توضیح مزید ہے۔ (تدبر قرآن، ۲: ۱۹۸)

۶۔ شیخ محمد عبدہ الفلاح نے اس کے تحت لکھا

یعنی اب تک جو آپ ان سے نرمی اور چشم پوشی کا معاملہ کرتے رہے ہیں اسے ختم کیجئے اور ان کے ہر قصور پر سختی سے گرفت کیجیئے۔ (اشرف الحواشی، ۲۳۹)

بعینہ ان الفاظ کے ساتھ یہ آیت مبارکہ سورۃ تحریم میں بھی ہے اس کی آیت نمبر ۹ ہے اس کے تحت ڈاکٹر عبدالعزیز عبداللہ حمیدی منافقین کے ساتھ جہاد کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ ان سے جہاد بالقتال مراد نہیں۔

واما المنافقون فبوسائل الدفاع	منافقین کے ساتھ دیگر وسائل دفاع کے
الاخری التی ھی دون الجھاد من	ذریعے قتال کرو مثلاً ان کا معاملہ لوگوں کے
کشف امر ھم ولو مھم وتغنیفھم	سامنے آشکار کر دو ان پر ملامت و سختی کرو ان
وعدم قبول اعتذارھم	کے عذر نہ سنو، ان سے نفرت کا اظہار کرو
واظھار احتقارھم وعدم اسناداى	اوران کے کسی عمل کو مسلمانوں کا عمل نہ جانو

Marfat.com

عمل من أعمال المسلمين اليهم و ان كان عملا لا اهمية له و غير ذلك من وسائل الجهاد حتى يقلعوا عما لهم فيه من النفاق و ينضموا الى صف المؤمنين الصادقين

(المنافقون فی القرآن الكريم، ۳۴۰)

کیونکہ اس کی ہرگز اہمیت نہیں یہاں تک کہ وہ نفاق سے باز آجائیں اور سچے مسلمان بن جائیں۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَاِنْ رَّجَعَکَ اللّٰہُ اِلٰی طَآئِفَۃٍ مِّنْھُمْ فَاسْتَاْذَنُوْکَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّکُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخَالِفِیْنَ ۔

(التوبہ، ۸۳)

پھر اے محبوب اگر اللہ تمہیں ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کی نکلنے کی اجازت مانگے تو تم فرمانا کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے نہ لڑو تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔

Marfat.com

Marfat.com

غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین نے مختلف حیلوں اور بہانوں سے شرکت نہ کی، آپ ﷺ نے ان کے جھوٹے عذرات کے باوجود انھیں اجازت دیدی تھی جیسا کہ پہلے عفا اللہ عنک کے تحت گذرا۔ مذکورہ ارشاد گرامی میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ تعلیم دی کہ آئندہ اگر یہ آپ کے پاس آئیں اور جہاد میں شرکت کی اجازت چاہیں تو واضح طور پر فرما دیجیے اب تم ہمارے ساتھ کبھی بھی نہ نکل سکو گے اور نہ ہی ہمارے ساتھ مل کر جہاد کرو گے یعنی اعلانیہ ان کے ساتھ بائیکاٹ فرما دو تا کہ یہ ننگے ہو جائیں اور دنیا میں ذلیل ورسوا ہو کر مریں۔ اب غور کیجیے اگر آپ ﷺ ان سے آگاہ ہی نہیں تو ان کو جہاد میں شرکت سے کیسے منع کریں گے۔ یہ آیت بالکل آشکار کر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کے بارے میں آگاہ فرما کر یہ حکم دیا کہ اب یہ اگر آئیں بھی تو اجازت سے انکار کر دو۔ آگے مفسرین کی آراء ملاحظہ کریں

۱۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) نے اسی آیت کے تحت لکھا

هذا يجري مجرى الذم و اللعن لهم و مجرى اظهار نفاقهم و فضاحتهم و ذلك لان ترغيب المسلمين في الجهاد امر معلوم بالضرورة من دين محمد ﷺ ثم ان هؤلاء اذا منعوا من الخروج الى الغزو بعد اقدامهم على الاستيذان كان ذلك. تصريحاً بكونهم خارجين عن الاسلام موصوفين بالمكر	یہ ان کی مذمت اور ان پر لعنت اور ان کے نفاق اور ذلتوں کا اظہار ہے اس لئے کہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دین محمدی ﷺ میں معروف امر ہے۔ پھر جہاد پر جانے کی اجازت کے بعد انھیں جہاد کے لئے منع کرنا واضح طور پر آشکار کر رہا ہے کہ یہ اسلام سے خارج اور مکر و دھوکہ سے پُر ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ نے انھیں، انکے مکر

Marfat.com

والخداع لانه علیه السلام انما منعهم من الخروج صدا عن مکرهم و کیدهم وخداعهم فصارهذا النهی من هذا الوجه جاریا مجری اللعن و الطرد	وفریب سے بچنے کے لئے جہاد کے لئے نکلنے سے منع فرمایا لہٰذا اس اعتبار پر یہ بات لعنت ودھتکار ٹھہری

(مفاتیح الغیب، ۶: ۱۱۴)

۲۔ امام ابوسعود محمد عمادی (المتوفی ۹۵۱ھ) انھیں منع کرنے کی وجہ لکھتے ہیں

فکان محو اسامیهم عن دفتر المجاهدین و لزهم فی قرن المخالفین عقوبة لهم	بطور سزا ان کے نام مجاہدین کے دفتر سے کٹ چکے اور مخالفین میں شامل کردیئے گئے۔

(ارشاد العقل السلیم، ۴: ۸۹)

۳۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

اگر خدا تعالیٰ آپ کو (اس سفر سے مدینہ کو صحیح وسالم) ان کے کسی گروہ کی طرف واپس لائے (گروہ اس لئے کہا کہ ممکن ہے بعض اس وقت تک مرجائیں یا کوئی کہیں چلا جائے اور) پھر یہ لوگ (براہ خوشامد واضح الزام سابق کسی جہاد میں آپ کے ساتھ) چلنے کی اجازت مانگیں (اور دل میں اس وقت بھی یہی ہوگا کہ عین وقت پہ کچھ بہانہ کردیں گے) تو آپ یوں کہہ دیجیئے کہ (اگرچہ اس وقت دنیا سازی کے طور پر باتیں بنارہے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمھارا مافی الضمیر بتلا دیا ہے۔ اس لئے نہایت ہی وثوق سے کہتا ہوں کہ) تم کبھی بھی میرے ساتھ (جہاد میں) نہ چلو گے اور نہ میرے ہمراہ ہوکر کسی دشمن (دین) سے لڑو گے۔

(معارف القرآن، ۴: ۴۳۱)

آگے چل کر لکھتے ہیں

Marfat.com

اکثر مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ حکم ان کے لئے بطور دنیاوی سزا کے نافذ کیا گیا کہ اگر وہ سچ مچ کسی جہاد میں شرکت کو کہیں تو بھی انھیں شریک نہ کیا جائے۔

(معارف القرآن،۴: ۴۳۳)

۴۔ مولانا امین احسن اصلاحی رقمطراز ہیں

دوسرا اشارہ یہ نکلتا ہے کہ منافقین کی ان حرکتوں کے سبب سے جو اوپر بیان ہوئی ہیں حضورﷺ ان سے اس درجہ بیزار اور متنفر ہو گئے تھے کہ ان کے منہ دیکھنے کے روادار نہیں رہ گئے تھے حضورﷺ کی یہ بیزاری عین اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت تھی اس وجہ سے ارشاد ہوا کہ ہر چند یہ لوگ اس قابل نہیں رہ گئے کہ تم ان کی شکل دیکھو لیکن اگر اللہ تعالیٰ تقدیر سے ان کی کسی ٹولی سے اس سفر سے واپسی پر ملا ہی دے اور یہ اپنی کھسیاہٹ مٹانے اور اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لئے تم سے کسی آئندہ (جنگ میں) شرکت کی درخواست کریں تو تم ان کی درخواست سختی سے رد کر دینا یہ گویا اس حکم کا ایک پہلو واضح فرما دیا گیا جو اوپر ''آیت ۴۷'' میں ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کی بابت دیا گیا ہے۔

آگے ''منافقین کی رسوائی'' کے عنوان کے تحت تحریر کرتے ہیں

فقل لن تخرجوا معی ابداً ''یعنی ان کو صاف بتا دینا نہ اب کسی سفر میں میرے ساتھی بن سکتے ہو اور نہ میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے جنگ کر سکتے ہو تم جس طرح سے گھروں میں بندر ہے ہو اس طرح جاؤ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھو یہ گویا سب سے بڑی جماعتی خدمت سے ان کو حکما روک دینے کی شکل اختیار کرنے کی ہدایت ہوئی تاکہ یہ رسوائیوں اور اب تک عذرات اور بہانوں کے پردے میں وہ مسلمانوں کے اندر جو گھسے ہوئے تھے یہ قصہ ختم ہو اب تک تو وہ جہاد سے بچنے کے لئے رخصتیں مانگتے تھے اب حضورﷺ کو یہ ہدایت ہوئی کہ اگر یہ جہاد میں شرکت کی اجازت مانگیں تو انھیں اجازت نہ دیجیو۔

(تدبر قرآن،۳: ۲۰۸)

۵۔ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں

Marfat.com

یعنی اب اگر یہ لوگ کسی دوسرے غزوہ میں ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو فرما دیجیے
کہ بس تمھاری محبت وشجاعت کا بھانڈا پھوٹ چکا اور تمھارے دلوں کا حال پہلی مرتبہ کھل چکا نہ تم
کبھی ہمارے ساتھ نکل سکتے ہو اور نہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں بہادری دکھا سکتے ہو۔
(تفسیر عثمانی، ۳۴۵)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ہ

(سورة التوبه، ۸۴)

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق میں ہی مر گئے

Marfat.com

Marfat.com

شان نزول: رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جب فوت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اللہ اور آپ ﷺ کا دشمن ہے اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا جب انھوں نے بہت اصرار کیا تو فرمایا

اخر عنی یا عمر انی خیرت عمر جانے دو مجھے اس بارے میں اختیار دیا گیا ہے

یعنی مجھے ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ان کے جنازہ سے منع نہیں کیا، جنازہ بھی پڑھایا بلکہ کفن میں اپنی قمیص بھی عطا فرمائی۔

ہزار آدمی کا مسلمان ہونا

امام ابو شیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا: جب آپ ﷺ سے اس کی حکمت پوچھی گئی تو فرمایا میں جانتا تھا یہ چیزیں اسے نفع نہیں دیں گی لیکن اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں بنی خزرج سے ہزار آدمیوں سے زیادہ لوگ اسلام لے آئیں گے۔

(روح المعانی، پ۱۰، ۱۵۴)

اسی موقعہ پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آئندہ کسی بھی منافق کا جنازہ پڑھنے سے منع فرمادیا۔

علم کا ہونا ضروری ہے

جب آئندہ منافقین کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا ہے تو ضروری ہے آپ ﷺ کو ان کے بارے میں علم دیا جائے کیونکہ بغیر علم کے آپ کیسے امتیاز کر سکتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے یا منافق، اور جب تک امتیاز نہ ہو آدمی جنازہ پڑھنے کا فیصلہ نہیں کر سکتا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو احوال منافقین سے آگاہ کر دیا اور حکم فرمادیا آئندہ ان میں سے اگر کوئی مرتا ہے تو آپ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

ان آیات مبارکہ سے یہ استدلال صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت ''فلتعرفنهم في لحن القول'' کے تحت فرماتے ہیں

هم اهل النفاق و قد عرفه اياهم في براة فقال (ولا تصل على احد منهم مات ابداً ولا تقم على قبره) و قال (قل لن تخرجوا معي ابداً و لن تقاتلوا معي عدواً)

(جامع البیان،۱۳:۷۸)

یہ اہل نفاق ہیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں آپ ﷺ کو ان کی پہچان عطا کرتے ہوئے فرمایا اب کبھی بھی ان میں مرنے والے پر جنازہ نہ پڑھو اور نہ ان کی قبور پر قیام کرو اور یہ حکم دیا کہ انھیں کہہ دو آئندہ کبھی بھی تم میرے ساتھ نہ نکلو گے اور نہ ہی میرے ساتھ جہاد میں شرکت کرو گے

۲۔ حضرت ضحاک تابعی (المتوفی ،۱۰۵) نے بھی انھی آیات کے تحت بعینہ یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ (تفسیر الضحاک،۲:۷۶۵)

۳۔ امام ابن کثیر المتوفی (۷۷۴) اس آیت مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اب ان منافقوں سے برأت کا اعلان کر دو انکے الفاظ ہیں

امر الله تعالیٰ رسوله ﷺ ان يبرأ من المنافقين و ان لا يصلي على احد منهم اذا مات و ان لا يقوم على قبره ليستغفر له او يدعو له لانهم

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو منافقین سے برأت و بیزاری کے اعلان کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ان میں سے کوئی مرجائے تو جنازہ نہ پڑھو، ان کی قبر پر استغفار و دعا کے لئے

Marfat.com

كفروا بالله ورسوله وما توا عليه و هذا حكم عام في كل من عرف نفاقه و ان كان سبب نزول الآية في عبد الله ابن سلول رأس المنافقين

(تفسیر القرآن ۲:۳۷۸)

کھڑے نہ ہوں اس لئے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کفر کیا اور اسی پر یہ مرے۔ یہ حکم ہر اس شخص کو شامل ہے جس کا نفاق معلوم و معروف تھا اگر چہ سبب نزول رأس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول ہے

اس حکم پر عمل

صحابہ کا بیان ہے کہ اس حکم کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے وصال تک کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

ا۔ امام ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

فما صلى رسول الله ﷺ على منافق بعده حتى قبضه الله عزو جل

(تفسير لابن ابى حاتم، ٦: ١٨٥٨)

اس کے بعد وصال تک آپ ﷺ نے کسی منافق کا جنازہ ادا نہیں فرمایا

۲۔ امام بغوی اور امام ابو سعود حنفی نے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں

فما صلى بعد ذلك على منافق و لا قام على قبره

(معالم التنزيل ، ۲: ۳۱۷)

(ارشاد العقل، ۴: ۹۰)

اس کے بعد کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا اور نہ اس کی قبر پر تشریف فرما ہوئے

مفسرین کرام نے اس آیت اور حکم سے بھی علم منافقین پر استدلال کیا ہے

ا۔ شیخ زادہ حنفی (۹۵۱) اس مسئلہ کو واضح کرتے ہوئے کہ حضور ﷺ کو منافقین کا علم تھا فرماتے ہیں

Marfat.com

و لو لم يتميز عنده المنافق من غيره لما صح ان يمنع من الصلوٰة على جنائزهم و القيام على قبورهم

(حاشیه بیضاوی، ۷: ۵۹۶)

اگر آپ ﷺ کو منافق اور غیر منافق کا علم و امتیاز نہ ہوتا تو ان کا جنازہ پڑھنے اور ان کی قبور پر قیام کرنے سے منع کرنا درست نہیں رہ جاتا

۲۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶) اسی حقیقت کو یوں آشکار کرتے ہیں

النبی علیه السلام کان یعرف المنافق و لم یظهر امره الی ان اذن الله تعالیٰ له فی اظهار امرهم و منع من الصلوٰة علی جنازهم و القیام علی قبورهم

(مفاتیح الغیب، ۱۰: ۵۹)

نبی ﷺ منافقین کو جانتے تھے مگر ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ کو ظاہر کرنے کا حکم دیدیا اور ان کے جنازہ اور ان کی قبور پر قیام سے منع فرمادیا

۳۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰) نے بھی یہی الفاظ نقل کیے ہیں

فالنبی علیه السلام کان یعرف المنافقین و لم یظهر امرهم و الی ان اذن الله له فی اظهار امرهم منع من الصلوٰة علی جنائزهم و القیام علی قبورهم

(اللباب، ۱۷: ۴۶۷)

تو نبی اکرم ﷺ منافقین کو جانتے تھے لیکن انکے معاملات لوگوں کے سامنے بیان نہ کرتے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملات کے اظہار کی اجازت دیدی اور ان کے جنازہ اور ان کی قبور کے پاس جانے سے منع فرمادیا

۴۔ مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

یہ جماعت سے ان کو کاٹ دینے کی ایک اور سخت تر بلکہ آخری صورت اختیار کرنے کی ہدایت کی۔ اوپر آیت میں نبی ﷺ کو انکے استغفار کی ممانعت ہو چکی ہے اب یہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنے اور ان کی قبروں پر دعائے استغفار کے لئے کھڑے ہونے کی بھی

Marfat.com

ممانعت فرمادی گئی گویا زندگی اور موت دونوں میں ان سے قطع تعلق کا اعلان کر دیا گیا جماعتی زندگی سے آدمی کا آخری رشتہ یہی ہوتا ہے کہ مرنے پر اپنے جماعتی بھائیوں کے ہاتھوں دفن ہونا اوران کی دعاؤں کا زادراہ لے کر اپنے آخری سفر پر روانہ ہونا ہے اس ممانعت نے اہل ایمان کے ساتھ ان کا یہ آخری رشتہ بھی کاٹ دیا۔ (تدبر قرآن،۳:۲۰۹)

۵۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (المتوفی ،۱۳۰۷ھ) نے لکھا

و لما نزلت هذه الآية ما صلى على منافق و لا قام على قبر بعدها

جب یہ آیت نازل ہوگئی تو اسکے بعد آپ ﷺ نے کسی منافق کا نہ تو جنازہ پڑھا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے (فتح البیان،۳:۱۵۵)

یہاں ذہن میں یہ نہ آجائے کہ "مات" ماضی ہے یہ صرف ابن ابی کی بات ہے نہ کہ تمام اہل نفاق کی ،تو اس سلسلہ میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آئندہ تمام اہل نفاق کے جنازہ سے منع کیا گیا ہے۔

امام رازی، شیخ واحدی کے حوالہ سے لکھتے ہیں "مات" نکرہ کی صفت ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہے۔

كانه قيل على احد منهم ميت.... التقدير و لا تصل ابداً على احد منهم

گویا فرمایا ان میں سے ہمیشہ ہر فوت ہونے والے پر ہرگز جنازہ نہ پڑھائیں۔

(مفاتیح الغیب،۶:۱۱۶)

شیخ محمد علی سائیس نے لکھا

Marfat.com

و مات ماض بالنسبة الی سبب النزول و زمان النهی ولا ینافی عمومه و شموله لمن سیموت

(تفسیر آیات الحکام، ۱: ۷۲)

سبب نزول اور زمانہ ممانعت کی وجہ سے لفظ ماضی ہے ورنہ یہ تمام بعد میں مرنے والوں کو بھی شامل ہے۔

اصل میں یہ الفاظ علامہ محمود آلوسی کے ہیں انہوں نے آگے یہ بھی نقل کیا کہ کچھ مفسرین یہ کہتے ہیں۔

انه بمعنی المستقبل وعبربه لتحققه.

(روح المعانی: ۱، ۴۷۹)

مات یہاں مستقبل کے معنی میں ہے، ماضی سے تعبیر کی حکمت یقینی تحقق ہے۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَ مِنْ اَهْلِ
الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ
سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝

(سورۃ التوبہ، ۱۰۱)

اور تمھارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ان کی خو ہو گئی ہے نفاق، تم انھیں نہیں جانتے، ہم انھیں جانتے ہیں جلد ہم انھیں دوبارہ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں جو الفاظ وحی "سنعذبهم مرتين" (ہم انھیں دو مرتبہ عذاب دیں گے) ہیں۔ ان کے تحت صحابہ اور مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین سے اسقدر آگاہ فرمادیا کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے اجتماع میں نام لے لے کر انھیں مسجد سے نکال دیا۔

۱۔ امام ابن جریر طبری (المتوفی، ۳۱۰ھ) منافقین کے دنیوی عذاب کے بارے میں لکھتے ہیں

فقال بعضهم هي فضيحتهم فضحهم الله بكشف امورهم وتبيين سرائرهم للناس على لسان رسول الله ﷺ	بعض سے منقول ہے کہ یہ ان کی ذلت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ان کے مخفی معاملات کو آشکار کر کے ذلیل کروادیا۔

اس کے بعد اس پر حضرت ابن عباس اور حضرت ابو مالک رضی اللہ عنهم سے خطبہ جمعہ کی تفصیل بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دوران خطاب منافقین کے نام لے لے کر انھیں باہر نکال دیا۔

(جامع البیان، ۷:۱۵)

۲۔ امام ابو سعود حنفی (۹۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے نقل کرتے ہیں

قام خطيباً يوم الجمعة فقال اخرج فلان فانك منافق اخرجْ فلان فانك منافق فاخرج ناساً و فضحهم هذا هو العذاب الاول	جمعہ کے یوم دوران خطبہ فرمایا فلاں نکل جا تو منافق ہے، فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ آپ ﷺ نے بہت سارے لوگوں کو ذلیل کر کے نکال دیا تو یہ عذاب اول ہے
(ارشاد العقل، ۴:۹۸)	

۳۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے یہی

Marfat.com

نقل کیا کہ دونوں عذابوں سے مراد

هما العذاب فی الدنیا بالفضیحة	وہ دنیا میں عذاب بصورت رسوائی اور قبر
والعذاب فی القبر	عذاب ہے

(غرائب القرآن:۳،۲۴۲ ۵)

اس کے بعد انھوں نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے وہی روایت نقل کی جو اوپر امام ابو سعو نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے۔

۴۔ علامہ محمود آلوسی حنفی (۱۲۷۰ھ) نے کہا کہ امام ابن حاتم اور امام طبرانی نے اوسط او دیگر محدثین نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے جمع کے روز منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا فلاں فلاں کھڑے ہو جاؤ اور مسجد سے نکل جاؤ کیونکہ تم مناف ہو۔

فاخرجهم باسمائهم ففضحهم	ان کے نام لے لے کر انھیں نکالا اور رسوا فرمای

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کام کی وجہ سے جمعہ میں لیٹ آئے انھوں نے جس انھیں واپس جاتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے محسوس کیا شاید جمعہ کی جماعت ہوگئی ہے اور انھو نے بھی اس بات سے حضرت عمر کو آگاہ نہ کیا کہ شاید یہ جانتے ہوں لیکن حضرت عمر رضی اللہ مسجد میں پہنچے تو وہاں تمام مسلمان موجود تھے۔ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا

ابشر یا عمر فقد فضح اللہ تعالیٰ	عمر (رضی اللہ عنہ) مبارک ہو آج ا
المنافقین الیوم فهٰذا العذاب الاول	تعالیٰ نے منافقین کو رسوا فرما دیا یہ عذا
والعذاب الثانی عذاب القبر	اول ہے اور عذاب ثانی قبر کا عذاب ہے

(روح المعانی: پ ۱۱، ۱۱)

۵۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰ھ) نے حضرت سدی اور کلبی کے حوالہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے موقع پر خطاب کیا اور فرمایا

Marfat.com

اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فاخرج من المسجد ناساً و فضحهم فهذا العذاب الاول	نکل جا فلاں تو منافق ہے فلاں نکل جا تو منافق ہے مسجد سے متعدد لوگوں کو نکال کر رسوا فرمایا تو یہ عذاب اول ہے

(اللباب، ۱۰: ۱۹۰)

۶۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

قام رسول اللہ ﷺ یوم الجمعة فقال اخرج یا فلان انک منافق و اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج من المسجد ناساً منهم فضحهم......قال ابن عباس هذا العذاب الاول حین اخرجهم من المسجد والعذاب الثانی عذاب القبر	رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن دوران خطاب فرمایا اے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے فلاں تو نکل جا تو منافق ہے متعدد لوگوں کو آپ ﷺ نے نکال کر رسوا فرمایا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ مسجد سے ذلیل کر کے نکالنا عذاب اول ہے اور عذاب قبر ثانی ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۸۴)

۷۔ امام علی بن احمد المهائمی (المتوفی ۸۳۵ھ) مرتین کی تفسیر میں لکھتے ہیں

مرة باظهار نفاقهم باخراجهم یوم الجمعة فی خطبتها من المسجد باسامهم	ایک دفعہ جمعہ کے دن ان کے نام لے کر مسجد سے نکالنا مراد ہے۔

(تبصیر الرحمٰن، ۱: ۳۱۳)

۷۔ شیخ محمد بن علی شوکانی نے یہی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ سے نقل کی ہے

(فتح القدیر، ۲: ۴۰۱)

دوسرے مقام پر عذاب سے مراد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں

قیل الفضیحة بانکشاف نفاقھم

ان کے نفاق کو منکشف کرکے رسوا کرنا مراد ہے

(فتح القدیر، ۲: ۳۹۹)

۸۔ امام بیضاوی نے آیت مذکورہ میں عذاب سے مراد یہ معنیٰ لیا ہے

بالفضیحة والقتل او باحدھما و عذاب القبر

انھیں رسوا کرنا اور قتل یا ان میں سے ایک اور عذاب قبر مراد ہے

(بیضاوی مع شیخ زادہ، ۴: ۵۰۹)

چھتیس منافق نکال دیئے گئے

امام احمد نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور اس کے بعد فرمایا

ان فیکم منافقین فمن سمیت فلیقم ثم قال قم یا فلان قم یا فلان حتیٰ سمی ستة و ثلاثین رجلاً ثم قال ان فیکم فاتقوا اللہ فمر عمر علی رجل ممن سمی مقنع قد کان یعرفه قال مالک قال فحدثه بما قال رسول اللہ ﷺ فقال بعدا لک سائر الیوم

(مسند احمد، ۵: ۳۶۷)

تم میں منافق ہیں جس کا نام لوں وہ اٹھے پھر فرمایا فلاں اٹھ فلاں اٹھ حتیٰ کہ چھتیس افراد کا نام لیا پھر فرمایا تمھارے اندر ہیں، اللہ سے ڈرو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ایک ایسے آدمی پر ہوا جو منہ چھپائے تھا۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نکال دیا تو فرمایا اللہ کی رحمت سے دور ہی رہے

Marfat.com

روایات پر اعتراضات کی حقیقت

Marfat.com

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس مروی روایت پر کچھ اعتراضات کیے گئے ہیں یہاں ان کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھانا نہایت ضروری ہے

اعتراض اول

اس کی سند میں اضطراب ہے کہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ہے اور کہیں حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا ہے (تفسیر ابن کثیر جلد۴،ص۱۸۰)

روح المعانی میں ابن مسعود انصاری ہے (ازالۃ الریب،۳۱۷)

جواب

ایسے اضطراب کی وجہ سے حدیث کو رد کر دینا سراسر زیادتی ہے کیونکہ ان میں سے جو بھی ہو صحابی ہے جس کی وجہ سے حدیث میں ضعف ہرگز پیدا نہیں ہوتا حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) اضطراب کے بارے میں لکھتے ہیں

هو الاختلاف الذی یؤثر قدحاً و اختلاف الرواۃ فی اسم رجل لا یؤثر ذلک لانہ ان کان ذلک الرّجل ثقۃ فلا ضیر

(النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۳۲۹)

ایسا اختلاف جو حدیث کے رد وقدح میں موثر ہو، راویوں کا کسی آدمی کے نام میں محض اختلاف کرنا موثر نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر وہ آدمی ثقہ ہے تو یہ کوئی حرج نہیں

یعنی اگر آدمی ثقہ ہے لیکن راویوں کا اس میں اختلاف ہو گیا تو کوئی حرج نہیں یہ تو عام لوگوں کے حوالہ سے ہے اور جب مرکز روایت صحابی ہو تو پھر اختلاف کیسے موثر ہوگا؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ معترض نے آگے خود لکھا

''قرین قیاس یہ بات ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اس کو اسی طرح نقل کرتے ہیں عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ (در منثور، ۳:۲۷۲)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ میں کتابت وغیرہ میں غلطی واقع ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ازالۃ الریب، ۳۱۷)

اب خود ہی بتایئے اس کے بعد اعتراض کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

ہم یہاں محشی تاریخ کبیر علامہ عبدالرحمن بن یحیی یمانی کا اہم نوٹ نقل کئے دیتے

ہیں جو مسئلہ حل کر دیتا ہے۔روایت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا

و علی کل حال فو کیع و ابو نعیم اثبت من غیرھا و قد قالا عن ابی مسعود فان کان غیر ھما قال عن ابن مسعود فقو لھما اصح (التاریخ الکبیر،۷،ص ۲۳)

بہرصورت اس کے راوی وکیع اور ابونعیم دیگر سے قوی ہیں اور انھوں نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کا ہی نام لیا ہے اگرچہ کوئی دوسرا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیتا ہے تو ان دونوں کا قول ہی اصح ہے

اعتراض ثانی

اس مقام پر لکھا

''اور شیعہ کا نظریہ علم غیب میں نیز حضرات صحابہ کرام کے اوپر طعن کرنے اور نفاق وغیرہ کے الزام عائد کرنے میں کسی سے مخفی نہیں ہے اور ابن مردویہ کی روایت میں جو بطریق ابن مسعود مروی ہے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ

ما کنا نعرف المنافقین علی عھد رسول اللہ ﷺ الا ببغضھم علی بن ابی طالب (در منثور،۶:۶۶)

ہم حضور ﷺ کے عہد میں صرف اس علامت سے منافقوں کو پہچانتے تھے کہ وہ حضرت علی سے بغض رکھتے ہیں

سوچنے کی بات ہے کہ کیا منافقوں کا بغض صرف حضرت علی سے تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ تھا؟ انکے ساتھ بغض کرنے کو کیوں علامات نفاق سے شمار نہیں کیا گیا

(ازالۃ الریب،۳۱۸)

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ منافقین والی روایت ضعیف ہے اور قابل قبول نہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس میں صرف بغض علی کو نفاق کی علامت مانا گیا ہے

جواب

Marfat.com

یہ بات کسی شیعہ نے گھڑی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ بغض علی علامت نفاق ہے اس پر احادیث صحیحہ وارد ہیں مثلاً امام مسلم نے کتاب الایمان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں

ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق

کہ مجھ (علی) سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق بغض رکھے گا (مسلم، ۱۳۱ حدیث)

شیخ ناصرالدین البانی کی سلسلہ احادیث صحیحہ جلد ۴، ص ۲۹۸ بھی دیکھ لیں تاکہ تشفی ہو جائے

صحابہ نے اسی بات کو پھیلایا اور اپنایا اور آج بھی امت کا یہی عقیدہ ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ دیگر صحابہ کی عداوت نفاق کیوں نہیں؟ کیا یہ اعتراض رسول اللہ ﷺ پر نہیں کیا جا رہا؟ حالانکہ آپ ﷺ نے تا قیامت اس کے ذریعے اہل بیت کے دشمنوں کو آشکار فرمایا ہے تو جو بات آپ ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہو اس پر مسلمان اعتراض کی سوچ بھی نہیں سکتا

اعتراض ثالث

امام بیہقی کی سند میں ابو احمد الزبیری عن سفیان الخ واقع ہیں اور یہ اگرچہ حضرات محدثین کرام کے نزدیک ثقہ ہیں، مگر امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کثیر الخطاء فی حدیث سفیان (سفیان سے جب یہ روایت کرتے ہیں تو اس میں کثرت سے خطا کر جاتے ہیں) (ازالۃ الریب، ۳۱۸)

جواب

امام بیہقی نے مسجد سے منافقین کو نکال دینے والی روایت دو مقام پر نقل کی ہے

مقام اول

امام نے باب ما جاء فی اخبارہ ﷺ اسماء المنافقین و صدقه فی ذالک (حضور ﷺ کا منافقین کے ناموں سے آگاہ کرنا اور اس بارے میں آپ کا سچا ہونا) قائم کیا

Marfat.com

اس کے تحت اسے دو اسناد سے نقل کیا، ان میں ابو احمد نامی راوی موجود ہیں۔ وہ دونوں اسناد یہ ہیں

ا۔ اخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ حدثنا محمد بن عبدا لله الصفار حدثنا احمد بن محمد البرنی حدثنا ابو نعیم حدثنا سفیان عن سلمة بن کھیل عن رجل من ابیه قال سفیان اراه عیاض عن ابی مسعود رضی الله عنه

٢۔ اخبرنا ابو عبد الله الحافظ اخبرنا محمد بن عبد الله حدثنا احمد حدثنا ابو حذیفه حدثنا سفیان عن سلمة عن عیاض بن عیاض عن ابیه عن ابی مسعود رضی الله عنه (دلائل النبوة، ٦: ٢٨٦)

آپ نے ملاحظہ کیا بیہقی کی دونوں روایات میں وہ راوی موجود ہی نہیں، جس پر اعتراض ہے

مقام ثانی

غزوہ تبوک کے بعد کے واقعات بیان کرتے ہوئے باب قائم کیا " باب تلقی الناس رسول الله حین قدم عن غزوة تبوک" اس کے تحت روایت نقل کی تو اس میں یہ راوی ہیں (دلائل النبوة، ٥: ٢٨٣)

لیکن اس کا پہلی روایات پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ معترض پر لازم تھا کہ وہ اعتراض کرنے سے پہلے اچھی طرح اس روایت کی تحقیق کرتے شاید انھوں نے حافظ ابن کثیر کی البدایہ، جز ٥، ص ٢٤ سے بیہقی کی روایت دیکھ کر اعتراض جڑ دیا اور بیہقی کی دلائل النبوۃ نہ دیکھی حالانکہ اگر اصل دیکھ لیتے تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتے

قبولیت محدثین

معترض نے ان پر جو جرحی کلمات نقل کئے ہیں۔ کیا ان کی بنا پر محدثین نے انھیں مسترد کیا ہے وہ تو ان کی روایت کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ خود معترض کو بھی اعتراف ہے۔ یہاں ان کے بارے میں دیگر محدثین کی آراء سامنے لے آتے ہیں

Marfat.com

۱۔ ابن نمیر کہتے ہیں

صدوق ما علمت الاخیراً مشهور بالطلب ثقة

۲۔ امام ابن معین ثقہ قرار دیتے ہیں، امام دارمی نے ان سے نقل کیا "لیس به بأس" (ان میں کوئی حرج نہیں)

۳۔ ان کے شاگرد بندار کہتے ہیں

ما رآیت رجلا قط احفظ من ابی احمد الزبیری	میں نے ابو احمد زبیری سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا

۴۔ امام نسائی نے بھی "لیس به بأس" (ان میں کوئی حرج نہیں) کہا ہے

۵۔ امام ابوزرعہ نے صدوق کہا

۶۔ امام ابوحاتم نے یہاں "له اوهام" کہا وہاں حافظ للحدیث عابد مجتهد بھی لکھا ہے

رہا امام احمد کا فرمان کہ یہ حدیث سفیان میں کثیر الخطاء ہے کیا اس کے بارے میں ان کے شاگرد نصر بن علی کا یہ کہنا کافی نہیں کہ مجھے ابو احمد زبیری نے خود کہا

انا لا ابالی ان یسرق لی کتاب سفیان ان احفظه کله	اگر مجھ سے میرے شیخ سفیان کی کتاب چوری بھی ہو جائے تو پرواہ نہیں کیونکہ میں نے تمام کو حفظ کرلیا ہے

(سیر اعلام النبلاء، ۸: ۳۴۲)

(میزان الاعتدال، ۳: ۵۹۵)

اور اگر ان جرحی الفاظ کی تحقیق میں جایا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ معمولی جرح ہے مثلاً له اوهام کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں

و حیث یوصف بقلة الغلط کما یقال کسی راوی میں غلطی کا قلیل ہونا یہ ہے مثلاً کہا سئی الحفظ اولہ اوھام اولہ مناکیر جائے اسکا حافظہ کمزور ہے، اس کے لئے (مقدمة فتح الباری، ۳۸۱) اوہام میں یا اس سے منکر روایات ہیں وغیرہ

اگر ہم اس قدر جرح سے روایات ترک کرنا شروع کر دیں تو پھر کون سی روایت قابل قبول رہے گی؟ تھوڑی بہت جرح تو ہر راوی پر کی گئی ہے۔

اعتراض رابع

مذکورہ راوی ابو احمد زبیری اور اس روایت کے دوسرے راوی سلمہ بن کہیل ہیں ان میں تشیع تھا (ازالۃ الریب، ۳۱۹)

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ اس روایت کے دو راوی شیعہ ہیں لہٰذا یہ ہرگز قابل قبول نہیں

جواب

اس اعتراض کی بنیاد یا تو اصول حدیث سے بے خبری ہے یا دیانت کی خلاف ورزی، کیونکہ جو آدمی بھی اصول سے آگاہ ہے وہ ہرگز ایسا اعتراض نہیں کرے گا آیئے پہلے یہاں ایک بنیادی ضابطہ اور اصول ذہن نشین کرلیں تا کہ جواب اچھی طرح سمجھ آسکے

پہلے ادوار میں شیعہ ہونا عیب نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ رافضی ہونا عیب تھا کیونکہ شیعہ سے محبّ اہل بیت اور رافضی سے صحابہ کا دشمن مراد ہوا کرتا ہے۔ امام ذہبی نے ایک سوال کے جواب میں یہی گفتگو کی ہے آیئے سوال و جواب انہی کی زباں سے ملاحظہ کیجیئے

Marfat.com

فلقائل ان يقول: كيف ساغ توثيق
مبتدع وحدثقة العدالة والاتقان؟
فيكف يكون عدلاً من هو صاحب
بدعة؟وجوابه ان البدعة على ضربين
.فبدعة صغرى كغلو التشيع او
كالتشيع بلا غلو ولا تحرف ،فهذا
كثير فى التابعين وتابعيهم مع الدين
والورع والصدق فلو رد حديث
هولاء لذهب جملة من الاثار النبوية
وهذه مفسدةبينة ثم بدعة كبرى،
كالرفض الكامل والغلو فيه والحط
على ابى بكر، عمر رضى الله
عنهما،والداعى الى ذلك،
فهذاالنوع لايحتج بهم ولا كرامة
وايضا فما استحضر الآن فى
هذاالضرب رجلاصادقا ومأموماً،بل
الكذب شعارهم، والتقية والنفاق
دثارهم،فكيف يقبل نقل من
هذاحاله!حاشاو كلافا لشيعى الغالى
فى زمان السلف وعرفهم هو من تكلم

یہاں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ کسی بدعتی کی
توثیق اور اسے ثقہ وعادل کیسے قرار دیا جا
سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت دو
طرح کی ہے بدعت صغریٰ غالی شیعہ ہونا یا
بلاغلو وتحرف کے شیعہ ہونا۔ یہ چیز دین،
ورع ،تقویٰ اور صدق کے باوجود تابعین
اور تبع تابعین میں کثرت کے ساتھ تھی
اگر ان کی حدیث رد کر دی جائے تو
احادیث نبویہ کا ایک ذخیرہ مسترد ہو جائے
گا اور یہ بہت بڑا فتنہ اور فساد ہوگا دوسری
قسم بدعت کبریٰ مثلاً کامل رافضی اور رفض
میں غالی ہونا سیدنا ابو بکر وعمر کے مرتبہ کو کم
کرنا اور اس کی دعوت دینا یہ ایسی قسم ہے
جس سے استدلال اور احتجاج نہیں کیا جا
سکتا اور نہ ہی اسے عزت دی جاسکتی ہے
اور آج کے دور میں بھی اس قسم کے
لوگوں میں کوئی سچا اور امین نہی بلکہ جھوٹ
ان کا تقیہ اور نفاق ان کا اوڑھنا ہے حاشا
وکلا ایسے لوگوں کی روایت کیسے لی جاسکتی
ہے؟ سلف کے زمانہ اور عرف میں غالی

Marfat.com

فی عثمان والزبیر وطلحة ومعاویة وطائفة ممن حارب علیاً رضی الله عنه وتعرض لسبهم والغالی فی زماننا وعرفنا هو الذی یکفر هولاء السادة ویتبرء من الشیخین ایضاً،فهذا ضال مبعثر(ولم یکن ابان بن تغلب یعرض للشیخین اصلا ، بل قد یعتقد علیاًافضل منهما)

(میزان الاعتدال، ۱:۵ ۶)

شیعہ وہ تھا جو حضرت عثمان، حضرت زبیر،حضرت طلحہ،حضرت معاویہ اور جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کی،ان کے بارے میں طعن کرتا اور ان کو برا بھلا کہتا لیکن ہمارے زمانہ اورعرف کے غالی ان کبار صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور شیخین سے دور بھاگتے ہیں تو ایسے لوگ واقعتہً ضال اور مفتری ہیں لیکن ابان بن تغلب شیخین کے بارے میں غلط رائے نہیں رکھتا تھا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے افضل جانتا تھا

امام حاکم کے بارے میں وارد کردہ اس اعتراض کا جواب امام ذہبی نے یوں دیا:

قلت کلالیس هورافضیابل تشیع

(سیر اعلا م النبلا،۷ ۱، ۱۷۴)

میں کہتا ہوں یہ اعتراض ہرگز درست نہیں وہ رافضی نہیں بلکہ ان میں تشیع ہے

میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں

قلت الله یحب الانصاف ما الرجل رافضی بل هو تشیعی فقط

(میزان، ۳: ۶۰۸)

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ انصاف پسند فرماتا ہے یہ آدمی رافضی نہیں بلکہ فقط شیعہ ہیں

اعتراض خامس

مولانا نے تیسری وجہ یہ روایت قبول نہ کرنے کی یہ لکھی

Marfat.com

''اس روایت کی سند میں عیاض بن عیاض عن ابیہ عن ابن مسعود الخ ہے دیکھیئے البدایہ والنھایہ، جلد ۵، ص ۲۷ وابن کثیر جلد ۴، ص ۱۸۰، وغیرہ اور کتب اسماء الرجال میں عیاض بن عیاض عن ابیہ الخ، باپ اور بیٹے دونوں کا کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون تھے اور کیسے تھے؟ ثقہ تھے یا ضعیف تھے جو شخص اس کی صحت کا مدعی ہے وہ سابق اعتراض کے علاوہ ان دونوں کی توثیق بھی کتب الرجال سے پیش کرے تعجیل المنفعۃ ص ۳۲۶ طبع حیدر آباد دکن میں عیاض بن عیاض کا تذکرہ ہے مگر اس میں اس کا بھی ذکر ہے ولم یذکر سماعا عن ابیہ ولا ابوہ عن ابی مسعود اور ذمہ داری سے ان کی توثیق اور سماعت کے بغیر اس کی صحت کا ادعا محض باطل ہوگا۔ اور تفسیر منار مین اس کی تصریح ہے

والذی اراہ ان الروایۃ غیر صحیحۃ ہمارے خیال کے مطابق یہ روایت ہرگز صحیح نہیں ہے

(المنار، جلد ۱۱، ص ۲۰)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے

۱۔ عیاض بن عیاض کا تذکرہ کتب الرجال میں نہیں ملتا

۲۔ معلوم نہیں یہ ثقہ تھے یا ضعیف

۳۔ جو ملا ہے اس میں ہے کہ ان کا سماع والد سے اور والد کا سماع حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں

۴۔ صاحب تفسیر منار کی رائے کے مطابق یہ حدیث صحیح نہیں

جواب

ہر ایک کا جواب ملاحظہ فرمائیے

۱۔ تقریباً تمام کتب رجال میں ان کا تذکرہ موجود ہے چند مشہور ومعروف کتب کے حوالہ جات ملاحظہ کیجیئے

امام بخاری نے التاریخ الکبیر جلد ۷،ص۲۳، امام ابن ابی حاتم رازی (المتوفی ۳۲۷) نے کتاب الجرح والتعدیل جلد ۱۳،ص۴۰۹) امام ابن حبان نے کتاب الثقات جلد ۵،ص ۲۶۷، اور امام ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) نے تعجیل المنفعۃ ص ۳۲۶ پر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مولانا پر لازم تھا کہ وہ ان کتب کی طرف رجوع کرتے اگر انھوں نے ان کا مطالعہ نہیں کیا تو انھیں یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ اسماء رجال کی کتب میں ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا حالانکہ انکے اساتذہ اور تلامذہ تک کا تذکرہ موجود ہے

۲۔ یہ کہنا کہ نہ معلوم یہ ثقہ ہے یا ضعیف؟ ہرگز درست نہیں۔ امام ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے لکھتے ہیں

عیاض بن عیاض یروی عن ابی مسعود الانصاری وروی عنہ الثوری و ابنہ عیاض بن عیاض	عیاض بن عیاض، حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام ثوری اور ان کے بیٹے عیاض روایت کرتے ہیں

تعجیل المنفعۃ کے جس مقام سے مولانا نے عبارت لی ہے وہاں حافظ ابن حجر عسقلانی نے واضح طور پر یہ بھی لکھا ہے

و ثقہ ابن حبان	انھیں امام ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے

(تعجیل، ص ۳۶۶)

نہ معلوم محترم موصوف نے اسے کیوں ترک کر دیا؟

امام ابن ابی حاتم رازی (المتوفی، ۳۲۷) اپنے والد کے حوالہ سے ان کے بارے میں رقمطراز ہیں

عیاض بن عیاض ابو قیلة کوفی روی
عن ابیه عن ابی مسعود الانصاری و
روی عنه سلمة بن کهیل و موسی بن
قیس الحضرمی
(کتاب الجرح والتعدیل، ۳: ۴۰۹)

عیاض بن عیاض کی کنیت ابوقیلہ ہے یہ
کوفہ کے رہنے والے تھے یہ اپنے والد
کے واسطہ سے حضرت ابومسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے
شاگرد سلمہ بن کہیل اور موسی بن قیس
حضرمی ہیں

پھر جب مسلمہ محدثین ان سے روایت لے رہے ہیں تو پھر انھیں غیر مقبول راوی قرار دینا کہاں درست ہے یا پھر یہ کہنا کہ معلوم نہیں ثقہ ہیں یا ضعیف ان محدثین پر عدم اعتماد کہلائے گا

۳۔ مولانا نے عدم سماع کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے "لم یذکر سماعاً عن ابیه ولا ابوه عن ابی مسعود" اس سے پہلے عبارت یہ ہے "ثم اخرجه احمد عن موسیٰ بن مسعود عن سفیان ولم یشک وعن قبیصة عن سفیان ولم یقل فی المسند عن ابیه" جو واضح کررہی ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی، امام احمد کے حوالہ سے گفتگو کر رہے ہیں کہ انھوں نے ان (عیاض) کے والد سے سماع اور ان کے والد کا حضرت ابومسعودؓ رضی اللہ عنہ سے سماع کا تذکرہ نہیں کیا پھر اسے انھوں نے موسیٰ بن مسعود اور قبیصہ کے حوالے سے سفیان سے نقل کیا اور مسند میں "عن ابیه" کے الفاظ بھی نہیں ہیں (تعجیل، ۳۲۶)

حالانکہ یہ حافظ ابن حجر کا مغالطہ ہے کیونکہ امام احمد نے اسے موسیٰ بن مسعود اور قبیصہ سے ہرگز نقل نہیں کیا اور لم یذکر سماعاً کے الفاظ بھی مسند احمد میں نہیں ہاں یہ تاریخ بخاری کے حوالے سے تبصرہ ہوسکتا ہے کیونکہ امام بخاری نے ان راویوں سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں

"عیاض قال موسیٰ بن مسعود عن سلمه عن عیاض عن ابیه عن ابن مسعود"

آگے چل کر کہا

وقال قبیصة عیاض بن عیاض عن ابن مسعود (التاریخ الکبیر ، ۷، ۲۲۲: ۲۳)

ہماری تائید تاریخ کبیر کے محشی علامہ عبدالرحمٰن بن یحیٰی یمانی کی تحریر بھی کرتی ہے۔ کہ امام ابن حجر نے جو تعجیل المنفقہ میں یہ اضافہ کیا ہے

والذی فی المسند وفی تاریخ البخاری عن ابی نعیم ...ثم اخرجه احمد عن موسی بن مسعود عن سفیان....وعن قبیصة عن سفیان ...وقال لم یذکر سماعاً عن ابیه ولا ابوه عن ابی مسعود

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

اقول لم اجد فی المسند الروایة عن موسی وقبیصة ولا قوله ولم یذکر سماعاً الخ وانما الذی اخرجه عن موسی وقبیصة المؤلف کما تری	ہم کہتے ہیں ہم نے مسند میں موسی اور قبیصہ سے روایت نہیں پائی اور نہ ہی وہاں ولم یذکر سماعاً کے الفاظ ہیں الخ البتہ مؤلف (امام بخاری) نے موسی اور قبیصہ سے روایت کیا ہے جیسا کہ سامنے موجود ہے

اس کے بعد بطور تائید کہتے ہیں

وقوله ولم یذکر سماعاً اشبه بمذهب المؤلف فی اشتراط العلم باللقاء	ولم یذکر سماعاً کے الفاظ مؤلف (امام بخاری) کے موقف کے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ ان کے ہاں راویوں کی ملاقات کا علم میں آنا ضروری ہے
(التاریخ الکبیر ،۷: ۲۳)	

اعتراض سادس

بصورت صحت ان روایات سے صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ چھتیس منافق تھے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ ان کے علاوہ اور کوئی منافق نہ تھا؟ مسجد میں خطبہ جمعہ کے موقع

پر چھتیس آدمیوں کو نکال دینے سے یہ کیسے لازم آیا کہ مدینہ طیبہ میں منافق ہی صرف یہ تھے باقی اور کوئی نہ تھا (ازالہ،۳۱۹)

جواب

ہمارا مدعیٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اسماء سے آگاہ فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ چھتیس کا نام لے کر انہیں مسجد سے نکال دیا اگر آپ نام نہ جانتے ہوتے تو یہ کیسے ہو گیا؟ اس روایت سے صرف اسی بات کو اہل علم نے ثابت کیا ہے، رہا منافق کتنے تھے؟ کوئی بھی نہیں کہتے کہ صرف چھتیس تھے، ان کے علاوہ بھی تھے اس کا کس کو انکار ہے؟ رہا یہ کیا آپ ﷺ انہیں جانتے تھے یا نہیں تو ہمارا موقف یہ ہے انہیں بھی آپ ﷺ جانتے تھے کاش تم نے اس حدیث کو مکمل طور پر پڑھا ہوتا تو مسئلہ ازخود واضح ہو جاتا ہے

آیئے ہم پوری روایت سامنے لاتے ہیں شیخ ابن مردویہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول ﷺ نے ایسا ہمیں خطبہ دیا پہلے میں نے اس کی مثل نہ سنا آپ ﷺ نے فرمایا

ایھا الناس ان فیکم منافقین فمن سمیته فلیقم قم یا فلاں قم یا فلاں حتی قام ستة وثلاثون رجلا ثم قال ان منکم وان منکم وان منکم فسئلوا اللہ العافیة	اے لوگو، بلاشبہ تم میں کچھ منافق ہم ہیں میں جس کا نام لوں وہ اٹھے فرمایا فلاں اٹھ فلاں اٹھ حتی کہ چھتیس آدمی اٹھا دیے پھر فرمایا بلاشبہ تم میں سے اور بلاشبہ تم میں سے اور بلاشبہ تم میں سے لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو

(الدر المنثور ،۵:۲۷۵)

بعد میں آپ ﷺ نے جو تین دفعہ فرمایا بلاشبہ تم میں سے اور فرمایا اللہ سے عافیت مانگو کا کیا معنی ہے؟

امام بیہقی کی وہ روایت جس میں معترض کا مطعون راوی نہیں اس کے الفاظ تو ہمارے مدعی کو نہایت واضح کر دیتے پھر جب چھتیں منافق ذلیل کر کے نکال دیے تو فرمایا

ان فیکم او منکم منافقین فسئلوا الله العافیة

بلاشبہ تم میں یا فرمایا تم میں سے کچھ لوگ منافق ہیں تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو

(دلائل النبوة ،٦: ٢٨٦)

درمنثور کی روایت میں صرف یہ تھا کہ ''تم میں'' لیکن یہاں واضح ہے کہ ''تم میں منافق ہیں، یعنی کچھ کو ہم نے نکال دیا ہے اور کچھ ابھی تم میں باقی ہیں ان پر پردہ ڈال رہے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور اپنے ظاہر و باطن کو درست کرو۔

مسجد ضرار بنانے والے

جن لوگوں نے مسجد بنائی تا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو شہید کر دیں ان کا پردہ بھی فاش کر دیا گیا اور ان کی تعداد احادیث میں بارہ آئی ہے یہ ان چھتیں کے علاوہ ہی تھے۔

تبوک کے راستہ میں سازشی

تبوک کے واپسی پر راستہ میں جنہوں نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا ان کی تعداد بھی بارہ تیرہ یا چودہ آئی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گفتگو میں ان کی تفصیل موجود ہے

جہاد سے ممانعت

تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ کو جو تعلیمات دی گئیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ جب آپ سے اب یہ جہاد پر نکلنے کی اجازت مانگیں تو

فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا

فرمادیں تم میرے ساتھ کبھی بھی نہیں نکلو گے اور نہ تم میرے ساتھ مل کر جہاد کرو گے

Marfat.com

اگر آپ کو ان افراد کا علم نہ تھا تو آپ آئندہ انہیں جہاد سے کیسے روکیں گے، روک تب ہی سکتے ہیں جب ان کا کامل علم ہو

جنازہ کی ممانعت

اب تو آپ ﷺ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا گیا پیچھے مفسرین کی آرا بڑی تفصیل سے گذر چکی ہیں یہ تب ہی ممکن ہے جب آپ ﷺ کو ان افراد کا کامل علم عطا کر دیا یہ تمام بھی تو ان چھتیس کے علاوہ ہی تھے۔

لا تعلمهم نحن نعلمهم

کا مفہوم

Marfat.com

۲
جا
ا۔
ہیں
لائ
نقائق
۲۔
لاتعل
۳۔
۴۔
بعد (کرے

اگر ذہن میں یہ سوال ابھرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی **لا تعلمهم** (تم ان منافقین کو نہیں جانتے) واضح کر رہا ہے کہ آپ ﷺ کو منافقین کے احوال سے آگاہی نہ تھی اس کے باوجود کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو آگاہی تھی۔

اس سلسلہ میں چند گذارشات درج ذیل ہیں

۱۔ بلاشبہ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ ﷺ کو منافقین کا علم نہ تھا مگر جب دیگر آیات قرآنیہ آشکار کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا تھا جیسا کہ فرمایا **وعلمک ما لم تکن تعلم** (اور اللہ نے تعلیم دیدی اس چیز کی جو تم نہیں جاتے تھے) تو یوں کہا جائے گا پہلے آپ ﷺ کو علم نہ تھا یہ علم بعد میں دیا گیا۔

۲۔ مفسرین کرام نے ان الفاظ قرآنیہ کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ آپ ﷺ انھیں نہیں جانتے ہاں ہم جانتے ہیں اور ہم تمھیں ان پر مطلع کر دیں گے۔

۱۔ امام ابو اللیث سمرقندی (التوفی ۳۸۶ھ) ان الفاظ کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے

لانی عالم السر والعلانیة و نعلم نفاقهم نعرّفک حالهم	میں ظاہر و مخفی جانتا ہوں اور ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں اور ان کا حال تم پر آشکار کر دوں گا
(بحر العلوم، ۲: ۸۴)	

۲۔ امام عبدالرحمن ابن جوزی (۵۹۷) کے الفاظ ہیں

لاتعلم انت حتیٰ نعلمک بهم	تم نہیں جانتے یہاں تک کہ ہم تم کو آگاہ نہیں کر دیتے
(زاد المسیر، ۳: ۳۷۲)	

۳۔ یہی الفاظ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی (التوفی ۴۵۰ھ) کے ہیں

۴۔ امام علاء الدین علی بن محمد خازن حضرت کلبی اور سدی سے روایت نقل کرنے کے بعد (کہ حضور ﷺ نے دوران خطبہ جمعہ متعدد منافقین کو مسجد سے ذلیل و رسوا کر کے نکال

دیا) لکھتے ہیں

فان صح ھذا القول فیحتمل ان یکون بعد ان اعلمه اللہ حالھم و سماھم له لان اللہ سبحانه و تعالیٰ قال لا تعلمھم نحن نعلمھم ثم بعد ذالک اعلمه بھم

(لباب التاویل،۲:۲۷۶)

اگر یہ روایت درست ہے تو ممکن ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال اور ناموں پر آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم انھیں نہیں جانتے ہم انھیں جانتے ہیں پھر اس کے بعد آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔

۵۔ شیخ محمد علی صابونی رقمطراز ہیں

ای لا تعلمھم انت یامحمد لمھارتھم فی النفاق بحیث یخفی امرھم علی کثیرین و لکن نحن نعلمھم و نخبرک عن احوالھم

(صفوة التفاسیر، ۱:۵۷۷)

اے محمد ﷺ! ان کے ماہر نفاق ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ انھیں نہیں جان سکتے ان کا معاملہ بہت سوں پر مخفی ہے لیکن ہم جانتے ہیں اور ان کے احوال سے آپ ﷺ کو باخبر کر دیں گے

۶۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری کے بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں

ای لا تعرفھم باعیانھم لمھارتھم فی النفاق بحیث یخفی امرھم علی کثیر و لکن نحن نعلمھم و نخبرک عن احوالھم

(المقتطف، ۲:۴۲۷)

ان کے ماہر نفاق ہونے کی وجہ سے ان کی ذوات کو آپ ﷺ نہیں جانتے کیونکہ ان کا معاملہ کثیر پر مخفی ہے لیکن ہم جانتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کو مطلع کر رہے ہیں۔

۳۔ یہ آیت پہلے کی ہے

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ یہ پہلے کا معاملہ ہے بعد میں حضور ﷺ کو منافقین کا علم

Marfat.com

عطا کر دیا گیا اس پر مفسرین کرام کی تصریحات بھی موجود ہیں۔ جب سوال پیدا ہوا کہ سورہ محمد کی آیت "ولتعرفنهم فی لحن القول" بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ منافقین کو جانتے تھے، اس کی تفسیر میں آپ ، متعدد صحابہ کے اقوال بھی ملاحظہ کریں گے کہ اس کے بعد آپ ﷺ پر کوئی منافق مخفی نہ رہا تو اس کے جواب میں مفسرین نے کہا سورہ توبہ کی آیت مبارکہ "لاتعلمهم" پہلے کی اور سورہ محمد کی آیت بعد میں نازل ہوئی۔ آیئے چند مفسرین کرام کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

۱۔ امام سلیمان الجمل (المتوفی ،۱۲۰۴ھ) یہی اعتراض نقل کر کے امام کرخی کے حوالہ سے جواب دیتے ہیں

فان قلت کیف نفی علمه بحال المنافقین هنا و اثبته فی قوله و لتعرفنهم فی لحن القول فالجواب ان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات فلا تنافی اهکرخی	سوال، یہاں منافقین کے احوال کے علم کی نفی کیسے کر دی حالانکہ "و لتعرفنهم فی لحن القول" میں اس کا اثبات ہے۔ جواب: آیت نفی، اثبات سے پہلے کی ہے لہٰذا منافات نہیں ہے۔

(الفتوحات الالهیة، ۲: ۳۱۲)

۲۔ امام احمد صاوی (المتوفی ،۱۲۴۱ھ) نے بھی یہی الفاظ ذکر کئے

ان قلت کیف نفی علمه بحال المنافقین هنا و اثبته فی قوله (و لتعرفنهم فی لحن القول) فالجواب ان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات	سوال، یہاں احوال منافقین کی آپ ﷺ سے نفی کی جا رہی ہے حالانکہ و لتعرفنهم فی لحن القول میں علم ثابت ہے جواب: آیت نفی، آیت اثبات سے پہلے کی ہے۔

(حاشیه صاوی، ۳: ۶۸)

۳۔ شیخ صدیق حسن قنوجی (المتوفی ،۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں

Marfat.com

لا ینا فی ھذا قوله تعالیٰ (و لتعرفنھم فی لحن القول) لان آیة النفی نزلت قبل آیة الاثبات	یہ ارشادگرامی "و لتعرفنھم فی لحن القول" کے منافی نہیں کیونکہ آیت نفی، آیت اثبات سے پہلے کی ہے۔

(فتح البیان، ۴: ۱۷۰)

۴۔ شیخ ثناءاللہ امرتسری (المتوفی، ۱۳۲۱ھ) لا تعلمھم کے تحت

ای الآن علما قطعیاً	آپ ابھی تک ان کے بارے میں علم قطعی نہیں رکھتے

اس پر حاشیہ لکھا

فیه اشارة الی ان مایروی ان حذیفة صاحب سر رسول ﷺ کان یعلم المنافقین باعلا مه ﷺ فھو بعد ھذه الایة فلا تعارض لقوله تعالیٰ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً (تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن، ۵۵)	اس میں اس طرف اشارہ ہے جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور ﷺ کے بتانے کی وجہ سے منافقین کو جانتے تھے تو وہ اس آیت کے بعد کا معاملہ ہے لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کسی امر کو پسند فرمالے

سورہ محمد کی تفسیر میں ان کے الفاظ یہ ہیں

ولتعرفنھم الآن فی لحن القول (تفسیر القرآن، ۳۳۳)	تم ضرور اب لحن قول سے انھیں پہچان لوگے۔

مولانا محمد نعیم دیوبندی (استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند) نے اس اعتراض وجواب کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

لا تعلمھم دوسری آیت میں ولتعرفنھم الخ فرمایا گیا ہے۔ ان دونوں آیتوں میں تعارض کا جواب یہ ہے کہ انکار کی آیت پہلے ہے اور اثبات کی بعد کی۔

(تفسیر کمالین شرح اردو تفسیر جلالین، ۳: ۱۱)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰکَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَکُمْ ٥

(سورہ محمد، ۲۹، ۳۰)

کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ ان کے چھپے بیر ظاہر نہ فرمائے گا اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لو گے اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت مبارکہ کے تحت بھی صحابہ سے لے کر آج تک اہل علم نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرما دیا۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ما خفی علی رسول الله ﷺ بعد هذه الاية شئی من المنافقین کان یعر فهم بسیماهم	اس آیت کے بعد حضور ﷺ پر منافقین کی کوئی شئے پوشیدہ نہ رہی آپ ﷺ انھیں چہرے مہرے سے پہچان لیتے تھے

(حاشیه شیخ زاده ،۷:۵۹۵)

۲۔ امام ابن ابی حاتم ۳۲۷ انھی آیات کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

ثم دل الله النبی ﷺ بعد علی المنافقین فکان یدعو باسم الرجل من اهل النفاق	اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرما دیا اور آپ ﷺ اہل نفاق کا نام لے کر نشاندہی فرما دیتے

(تفسیر لابن ابی حاتم ،۱۷۰:۳۲۹۹)

۳۔ امام ابن جریر طبری (المتوفی ،۳۱۰) نے اس مقام پر جو کچھ لکھا ہے وہ درج ذیل ہے

یقول تعالیٰ ذکره احسب هؤلاء المنافقون الذین فی قلوبهم شک فی دینهم وضعف فی یقینهم فهم حیاری فی معرفة الحق ان لن یخرج الله ما فی قلوبهم من	اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ کیا یہ منافق گمان کرتے ہیں جن کے دلوں میں دین کے حوالے سے شک اور ان کے یقین میں ضعف ہے۔تو ان کے دلوں میں اہل ایمان کے بارے میں جو حسد ہے اسے

الاضغان على المؤمنين فيبديه لهم ويظهره حتی يعرفوا نفاقهم وحيرتهم فی دينهم (ولو نشاء لارينا كهم) يقول تعالیٰ ذكره ولو نشاء يامحمد لعر فناك هؤلاء المنافقين حتیٰ تعرفنهم

سامنے نہیں لائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے آشکار فرما دیا اور اس قدر ظاہر کر دیا کہ اہل ایمان ان کے نفاق سے آگاہ ہو گئے (ولو نشاء) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اے محمد ﷺ اگر ہم چاہتے تو ان منافقین کی نشاندہی فرما دیتے حتیٰ کہ آپ پہچان لیتے

وقوله (فلعرفتهم بسيماهم) يقول فلعرفتهم بعلامات النفاق الظاهرة منهم فی فحوی كلامهم وظاهر افعالهم ....

ارشاد گرامی (فلعرفتهم بسماهم) فرمایا آپ تو علامات ظاہرہ اور افعال ظاہری سے ہی پہچان جاتے ہیں

ثم ان الله تعالیٰ ذكره عرفه اياهم

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کی پہچان عطا فرما دی۔

اس کے بعد سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

هم اهل النفاق وقد عرفه اياهم فی براة فقال ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره وقال قل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا

آپ ﷺ کو سورہ برأت میں اہل نفاق کی پہچان عطا کرتے ہوئے فرمایا آئندہ ان میں سے فوت ہونے والے پر جنازہ نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر قیام کرو اور یہ فرمایا ان سے کہہ دو کہ اب تم ہمارے ساتھ کبھی بھی نہ نکلو گے اور نہ ہی ہمارے ساتھ جہاد میں شرکت کرو گے

Marfat.com

اس کے بعد حضرت ضحاک کی سند سے یوں تفسیر نقل کی

ھم اھل النفاق (فلعر فتھم بسیما ھم ولتعر فنھم فی لحن القول) فعر فه اللہ ایاھم فی سورۃ براۃ فقال (ولا تصل علی احد منھم مات ابدا) وقال قل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلو معی عدوا	اللہ تعالیٰ نے سورہ برأت میں اہل نفاق کی پہچان عطا کردی اور فرمایا ان میں سے مرنے والے کا جنازہ نہ پڑھو اور فرمایا ان سے کہہ دو آئندہ تم میرے ساتھ نہیں جاسکو گے اور نہ ہی میرے ساتھ جہاد میں شرکت کرسکو گے۔

اس کے بعد ابن زید سے ان الفاظ میں تفسیر نقل کی

ھؤ لاء المنافقون قال وقد اراہ اللہ ایاھم و امرھم ان یخرجوا من المسجد	یہ منافق ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی حضور ﷺ کو پہچان عطا فرمادی اور مسجد سے نکالنے کا حکم دے دیا۔

(جامع البیان، ۱۳: ۷۸، ۷۹)

۳۔ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری (المتوفی ۴۶۵) کے الفاظ ہیں

لیس الامر کما توھموہ بل اللہ یفضحھم ویکشف تلبسھم ولقد اخبر الرسول عنھم وعرفه اعیانھم	معاملہ تمہارے وہم کے مطابق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل فرمائے گا، ان کا مکر منکشف فرمادے گا، حضور ﷺ کو ان کے بارے میں اطلاع دی اور ان کی ذوات کو پہچانا

آگے چل کر لکھتے ہیں

المومن ینظر بنور الفراسة والعارف ینظر بنور التحقیق	مومن نور ذات سے دیکھتا ہے، عارف نور تحقیق سے اور موحد اللہ کی ذات سے دیکھتا

Marfat.com

والموحد ينظر بالله فلا يستتر علیه شئی — ہے اس پر کوئی شئی مخفی نہیں رہتی۔

(لطائف الاشارات، ۳:۲۰۵)

۴۔ امام فخر الدین رازی (۶۰۶) اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں

والنبی علیه السلام کان یعرف المنافق ولم یکن یظهر امره الی ان اذن الله تعالیٰ له فی اظهار امرهم — نبی علیہ السلام منافقین کو پہچان لیتے مگر اسے ظاہر نہ فرماتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملات کے اظہار کا حکم دے دیا۔

(مفاتیح الغیب، ۱۰: ۵۹)

۵۔ امام نظام الدین نیشاپوری (۷۲۸) نے امام کلبی کے حوالہ سے لکھا

لحن القول کذبه ولم یتکلم بعد نزولها منافق عند رسول الله ﷺ الا عرفه — لحن القول، جھوٹ، اس کے بعد کوئی منافق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو کرتا تو آپ ﷺ اسے پہچان لیتے۔

(غرائب القرآن، ۶: ۱۳۷)

۶۔ امام ابن عادل حنبلی (۸۸۰) آیت کا معنی واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

فکان بعد هذا لا یتکلم منافق عند النبی ﷺ الا عرفه بقوله — اس کے بعد کوئی منافق گفتگو کرتا تو آپ ﷺ اس کی باتوں سے پہچان لیتے۔

(اللباب فی علوم الکتاب، ۱۷: ۴۶۶)

۷۔ امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱) نے لکھا

یظهر احسادهم علی النبی ﷺ والمؤمنین (جلالین) — اللہ تعالیٰ نے ان کا حسد حضور ﷺ اور اہل ایمان پر آشکار کر دیا۔

۸۔ شیخ سلیمان الجمل نے انھی آیات کے تحت یہ روایت نقل کی، امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا

ان منکم منافقین فمن سمیت فلیقم ثم قال قم یا فلاں قم یا فلاں حتیٰ سمی ستة وثلاثین	تم میں منافق ہیں جس کا نام لوں وہ کھڑا ہو جائے پھر فرمایا فلاں کھڑا ہو، فلاں کھڑا ہو، حتیٰ کہ چھتیس کے نام لئے۔

(حاشیة الجمل، ۴:۱۵۲)

۹۔ امام ابوعبداللہ محمد القرطبی (۶۶۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق آپ ﷺ پر مخفی نہ رہا، نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

عرفه الله ذالک بوحی او علامة عرفها بتعریف الله اياه	اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے پہچان عطا فرمائی یا ایسی علامت کی نشاندہی فرمائی جس سے پہچان ہو جائے۔

(الجامع الاحکام القرآن، ۸:۱۶۷)

۱۰۔ شیخ مصطفیٰ المنصوری نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد آپ ﷺ پر منافقین کی کوئی شئے مخفی نہ رہی۔

(المقتطف، ۵:۳۴)

۱۱۔ امام احمد صاوی مالکی (المتوفی، ۱۲۴۱) آیت کا مفہوم ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں

وانک یا محمد لتعرفن المنا فقین فیما یعر ضونه بک من القول الذی ظاهره ایمان واسلام وباطنه کفر وسب	اے نبی ﷺ آپ اہل نفاق کو ان کی باتوں سے پہچان لیتے ہیں جن کا ظاہر ایمان واسلام اور باطن کفر وگستاخی ہوتا ہے۔

(الصاوی علی الجلالین، ۵:۳۰۶)

Marfat.com

۱۲۔ امام سید محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) ان آیات کے تحت رقمطراز ہیں

وان صح ان بعض الاولياء قدست اسرارهم كان يعرف البر والفاجر والمؤمن والكافر ويقول اشم من فلان رائحة المعصية ومن فلان رائحة الايمان ومن فلان رائحة الكفر ويظهر الامر حسبما اشار فرسول ﷺ بتلك المعرفة اولى واولى ولعلها بعلامات وراء طور عقولنا والنور المذكور فى خبر اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله تعالىٰ متفاوت الظهور بحسب القابليات وللنبى ﷺ اتمه

(روح المعانی، پ ۲۶، ۲۲۳)

صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ بعض اولیاء کرام نیک و بد اور کافر و مومن کو پہچانتے ہوئے کہتے ہیں، مجھے فلاں سے معصیت کی بو، اور فلاں سے ایمان کی خوشبو اور فلاں سے کفر کی بدبو آرہی ہے اور معاملہ اس طرح ہی ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ اس معرفت میں تمام سے کہیں اولیٰ ہیں اور ممکن ہے آپ ان علامات سے جانتے ہوں جو ہماری عقول سے ماوراء ہیں اور اس حدیث (اتقوا فراسة المؤمن انه ينظر بنور الله تعالىٰ) میں مذکور نور ہر شخصیت کی استعداد اور درجہ کے مطابق ہوگا لیکن نبی ﷺ اس میں تمام سے کامل ہیں

آگے چل کر اشارات کے تحت لکھتے ہیں

ولو نشاء لاريناكهم فلعرفتهم بسيماهم وهى ظلمة فى وجوههم

یہ ان کے چہروں کی ظلمت ہے جو نظر الٰہی سے پہچانی جاتی ہے منقول ہے مومن نور

تدرک بالنظر الالهی قیل المؤمن ینظر بنور الفراسة والعارف بنور التحقیق والنبی ﷺ ینظر باللہ عزوجل وقیل کل من رزق قرب النوافل ینظر بہ تعالیٰ لحدیث لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الحدیث وحینئذ یبصر کل شئی ومن ھنا کان بعض الاولیاء الکاملین علی ما حکی عنہ اعمال العباد حین یعرج بھا

(روح المعانی، پ ۲۶ : ۱۳۳)

فراست سے، عارف نور تحقیق سے اور نبی ﷺ ذات الٰہی سے دیکھتا ہے، یہ بھی منقول ہے کہ جو آدمی قرب نوافل کا درجہ پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے دیکھتا ہے کیونکہ حدیث میں فرمایا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب پاتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی قوت سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی قوت بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس وقت وہ ہر شے دیکھتا ہے یہی وجہ ہے بعض اولیاء کاملین عروج کے وقت بندوں کے اعمال ملاحظہ فرمالیتے ہیں۔

۱۳۔ شیخ صلاح الدین یوسف ''اور یقیناً تو انھیں ان کی بات کے ڈھب سے پہچان لے گا'' کے تحت لکھتے ہیں

البتہ ان کا لہجہ اور انداز گفتگو ہی ایسا ہوتا ہے جو ان کے باطن کا غماز ہوتا ہے جس سے اے پیغمبر تو ان کو یقیناً پہچان سکتا ہے۔ (حاشیہ قرآن، ۱۴۳۸)

۱۴۔ مولانا امین احسن اصلاحی انھی آیات کے تحت '' منافقین کا پردہ اللہ چاک کر کے رہے گا'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں

یہ بھی ان کو دھمکی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ ریشہ دوانیاں جو کر رہے

Marfat.com

ہیں تو ان کا گمان ہے کہ ان حرکتوں پر ہمیشہ پردہ ہی پڑا رہے گا کبھی اللہ ان کو بے نقاب نہیں کرے گا؟ اگر ان کا گمان یہ ہے تو بالکل غلط ہے اب وقت آ گیا ہے کہ ان کے چہرے کی نقاب الٹ دی جائے تاکہ سب ان کو اچھی طرح پہچان لیں کسی کو یہ فریب میں مبتلا نہ کر سکیں۔۔۔۔۔۔۔ یہ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے منافقین کو دھمکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ ذرا مشکل نہیں ہے کہ ان کو اسی طرح بے نقاب کردے کہ تم ان میں سے ہر ایک کو اس کی خاص علامت امتیاز سے پہچان جاؤ کہ یہ منافق ہے اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کر رہا تو یہ اس کی ستاری ہے، تمھارے لئے ان کا پہچان لینا کچھ مشکل نہیں تم ان کی باتوں کے ایچ پیچ، ان کے کلام کے دورخے پن، اور ان کے لہجہ کے تذبذب سے ان کو نہایت آسانی سے تاڑ سکتے ہو۔

(تدبر قرآن، ۶:۴۲۲)

۱۵۔ شیخ محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں

البتہ آپ ﷺ کو ایسی بصیرت ہم نے دے دی ہے کہ آپ ﷺ منافق کو خود انھیں کے کلام سے پہچان لیں گے۔ (معارف القرآن، ۸:۴۴)

اس سے پہلے لکھا

لیکن آپ ﷺ ان کو طرز کلام سے (اب بھی) ضرور پہچان لیں گے۔ (کیونکہ ان کا کلام صدق پر مبنی نہیں اور آپ ﷺ کو نور فراست سے اللہ تعالیٰ نے صدق و کذب کی پہچان دی تھی۔

(معارف القرآن، ۸:۴۰)

۱۶۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴) لکھتے ہیں

ای ایعتقد المنافقون ان الله لا یکشف امرھم لعباده المومنین بل سیوضح امرھم ویجلیه حتی یفھم	کیا منافقین کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا معاملہ اپنے اہل ایمان پر آشکار نہیں فرمائے گا بلکہ وہ عنقریب اسے ان پر ظاہر کر

Marfat.com

ذوو البصائر و قد انزل الله تعالیٰ فی ذالک سورة براة فبین فیها فضائحهم وما یعتمدونه من الافعال الدالة علی نفاقهم ولهذا کانت تسمی الفاضحة

دے گا اور اہل ایمان انھیں خوب سمجھ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ برات نازل کی جس میں ان کی وہ برائیاں اور ان کے افعال جو نفاق پر دال تھے بیان فرما دیئے یہی وجہ ہے کہ اس سورت کا نام فاضحہ (ذلیل کر دینے والی) ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں

وقد ورد فی الحدیث تعیین جماعة من المنافقین

اور حدیث میں منافقین کی ایک جماعت کے تعیین کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

اس کے بعد چھتیس ۳۶ منافقین کو مسجد سے نام لے کر خارج کر دینے والی روایت مسند احمد کے حوالہ سے نقل کی۔ (تفسیر القرآن العظیم،۴:۱۸۰)

۱۷۔ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ مولانا محمود الحسن دیو بندی نے یہ کیا ہے

اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، سو تو پہچان چکا ہے ان کو ان کے چہرے سے اور آگے پہچان لے گا بات کے ڈھب سے۔

اس پر حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی کا یہ ہے

یعنی اللہ تعالیٰ تو تمام منافقین کو باشخاصھم معین کر کے آپ کو دکھلا وے اور نام بنام مطلع کر دے کہ مجمع میں فلاں فلاں آدمی منافق ہے مگر اس کی حکمت بالفعل اس دوٹوک اظہار کو مقتضی نہیں ویسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اعلیٰ درجہ کا نور فراست دیا ہے کہ ان کے چہرے بشرے سے آپ ﷺ پہچان لیتے ہیں ذرا آگے چل کر ان لوگوں کے طرز گفتگو سے آپ کو مزید شناخت ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔ آگے چل کر لکھتے ہیں

تنبیہ: مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے فلعرفتھم کو لو نشاء کے نیچے نہیں رکھا عامہ مفسرین

اس کولو نشاء کے تحت میں رکھ کر لا رینا کم پر متفرع کرتے ہیں یعنی اگر ہم چاہیں تو تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ پھر توان کو پہچان جائے صورت دیکھ کر، احقر کے خیال میں مترجم کی تفسیر زیادہ لطیف ہے واللہ اعلم ۔بعض احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت سے منافقین کو نام بنام پکارا اور اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔ممکن ہے وہ شناخت لحن القول اور سیماوغیرہ سے حاصل ہوئی یا آیہ ھذا کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو بعض منافقین کے اسماء سے تفصیل وتعیین کے ساتھ مطلع فرما دیا ہو۔ واللہ اعلم

(تفسیر عثمانی،۲،۸۷)

۱۸۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی تفسیر بھی ملاحظہ کر لیجیئے فائدہ کے تحت لکھتے ہیں

درمنثور میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے

ثم دل الله النبی ﷺ بعد علی المنافقین فکان یدعو باسم الرجل من اهل النفاق	پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں حضور ﷺ کو اطلاع دیدی تھی اس لئے آپ اہل نفاق کو ان کے نام لے لے کر بلاتے

ناقل اور روح المعانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بلا سند ایک روایت ہے

کان علیه السلام یعرفهم بسیماهم	حضور ﷺ منافقین کو حلیہ سے پہچان لیتے

اور اس مضمون کی روایت طبری نے ابن زید سے روایت کی ہے۔ سو پہلی روایت میں آیت سے کوئی منافات ظاہری نہیں کیونکہ یہ دلالت معرفت بالحن سے بھی ہوسکتی ہے البتہ روایت ثانیہ وثالثہ ظاہراً منافی ہیں لیکن لونشاء میں لو ماضی کے لئے ہے اور انتفاء فی الماضی سے انتفاء فی المستقبل لازم نہیں آتا، سو ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت کے معرفت بالسیماء بھی عطا ہوگئی ہو اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کا بتلا دینا جو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے اس میں آپ کی معرفت کے متعلق دونوں احتمال ہیں۔

(بیان القرآن،۱۱:۲۳)

Marfat.com

مولانا نے سورۂ توبہ کی آیت ۶۱ کے تحت فائدہ تحریر کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کر لیجیے

اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ سے کبھی منافقین کی سخن سازی مخفی نہیں رہی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سکوت کی ہمیشہ یہ علت نہیں اور بعد نزول آیت لتعرفنهم فی لحن القول کے تو پھر اختفا ہوا ہی نہیں کما صرحوا فی تفسیر ھا

(بیان القرآن، ۴:۱۲۱)

۱۹۔ اس آیت کے تحت بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی (۱۲۷۴ھ۔۱۳۳۷ھ) نے لکھا۔

"یہ دلیل قطعی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کل منافقین کے حال سے آگاہی عطا کی گئی تھی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس حکم کی تعمیل ممکن نہ ہوتی یعنی اگر آپ، منافق کو نہ پہچانتے تو جب اس کا جنازہ لایا جاتا تو کیونکر نماز سے انکار فرماتے اگر کہا جاوے کہ سورۂ براۃ میں فرمایا۔" مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم...... الآیۃ "یعنی بعض اعراب و بعض اہل مدینہ اپنے نفاق میں ایسے مشاق ہیں کہ تو ان کو نہیں پہچانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔ ھ۔ یہ آیت دلیل ہے کہ آپ کو بعض منافقین کا علم نہ تھا، پھر کیونکر تم کہتے ہو کہ آپ سب منافقین کو پہنچانتے تھے جواب یہ ہے کہ اسکی تاویل میں دو صورتیں ہیں، اول یہ کہ رسول ﷺ کو کسی شخص کی قلبی حالت یعنی ایمان یا نفاق کا پہچاننا اسی وقت حاصل ہو سکتا تھا جب آپ اس کی جانب توجہ کریں کیونکہ جس شخص کی صورت سے آپ واقف نہ ہوں۔ اس کی حالت سے بھی واقف نہ ہوں گے کیونکہ غیب کو سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ بعض ایسے مشاق منافق ہیں جنکی صورت سے بھی تجکو آگاہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو بخوبی جانتا ہے پس اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اگر وہ خود یا اس کا جنازہ آپ کے سامنے آتا تو آپ اس کو نہ پہچانتے کیونکہ ایسی توجہ کے وقت تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شناخت عطا فرمائی تھی دوسرا طریقہ تاویل یہ ہے کہ پہلے آپ کو منافقوں کا بالکلیہ علم نہیں دیا گیا تھا جیسے پہلے آپکو منافقوں کے جنازے پر نماز پڑھنے سے

Marfat.com

اور ان کی قبروں پر کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آپکو یہ معرفت عطا فرمائی، اگر کہا جاوے کہ یہاں بھی فرمایا'' **فلعر فتھم بسمیٰھم** ''۔ یعنی اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم منافقوں کو تجھے دکھلا دیتے کہ ان کی علامت پیشانی سے تو انکو پہچان لیتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو کلیۃً شناخت نہ تھی جواب یہ کہ نہیں بلکہ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم انکی پیشانی پر ایک داغ دے دیتے یا بجکم۔'' **قولہ ولو نشاء لمسخنٰھم** '' ہم ان کی صورت مسخ کر دیتے پس اس سے اس قدر ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی ظاہری صورت نہیں بگاڑی اور نہ انکی پیشانی پر داغ دیا بلکہ دوسرے طور پر ان کی معرفت آپکو دی۔ (مواہب الرحمٰن، پ۲۶، ۷۷)

واضح ہو کہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ بعض منافقوں کو پہچانتے تھے اور بعض مکار مشاق منافقوں کو نہیں پہچانتے تھے چنانچہ سورۂ براۃ میں فرمایا'' **لا تعلمھم نحن نعلمھم** '' (تو ان کو نہیں جانتا ہے) اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو منافقوں کے لحن القول میں ایک معرفت دے دی جس سے آپ فوراً پہچان لیتے تھے اور آپ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو اس فیض سے سرفراز کیا تھا تو یہ بھی پہچان لیتے تھے اور سوائے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کسی صحابی جلیل کو یہ شناخت نہ تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرائن سے معروف تھا کہ یہ منافقین ہیں خصوصاً جبکہ رسول اللہ ﷺ کی رضامندی ان لوگوں کے حق میں نہ ہو برخلاف ایسے صحابہؓ کے جن سے آپ ﷺ راضی تھے۔

Marfat.com

روایت پر اعتراضات کا ازالہ

Marfat.com

Marfat.com

اس روایت پر جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان کا ازالہ بھی کیے دیتے ہیں

اس کے راوی اسباط بن نصر ہمدانی ہیں ان کے بارے میں امام احمد نے ضعیف، امام نسائی نے کہا قوی نہیں، ساجی نے انہیں ضعفاء میں بیان کیا، امام ابن معین سے ایک روایت میں لیس بشئی ہے۔ (ازالۃ الریب ، ۳۱۳ تا ۳۱۴)

جواب

۱۔ ان کے بارے میں جو کلمات خیر ہیں ہم وہ بھی سامنے لائے دیتے ہیں

امام بخاری نے صدوق، امام ابن حبان نے ثقہ بلکہ ایک روایت کے مطابق امام ابن معین نے ثقہ کہا۔ (تہذیب التہذیب . ۱:۲۱۲)

۲۔ یہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں ان آئمہ سے بڑھ کر راویوں کو کون جانتا ہے؟ خود امام بخاری اور امام مسلم نے ان سے روایت لی ہے

امام بخاری کی روایت

امام بخاری باب الاستسقاء میں بطور تعلیق نقل کرتے ہیں

وزاد اسباط عن منصور فدعا رسول الله ﷺ فسقوا الغيث فاطبقت عليهم سبعا و شكا الناس كثرة المطر قال اللهم حوالينا و لا علينا فانحدرت السحابة عن رأسه فسقوا الناس حولهم	اسباط نے منصور سے یہ اضافہ بھی نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو بارش برس پڑی اور سات دن تک جاری رہی لوگوں نے کثرت بارش کی شکایت کی تو فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد ہو نہ کہ ہم پہ تو بادل آپ کے سر اقدس سے ہٹ گئے اور اردگرد کے لوگوں پر برستے رہے

Marfat.com

یہاں امام عینی اور ابن حجر نے یہ واضح کیا کہ یہ اسباط بن محمد نہیں بلکہ اسباط بن نصر ہیں کچھ اہل علم مثلاً حافظ دمیاطی اور داؤدی نے اس اضافہ کی وجہ سے امام بخاری پہ اعتراض اٹھایا کہ سابقہ واقعہ مکۃ المکرّمہ کا ہے اور یہ مدینہ طیبہ کا، لہذا دونوں کا اکٹھا ہونا کیسے ممکن ہے؟ محدثین نے اس کا تفصیلی جواب دیا، امام ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) رقمطراز ہیں

ولیس هذا التعقیب عندی جید اذ لا مانع ان یقع ذلک مرتین

یہ تنقید ہمارے نزدیک درست نہیں کیونکہ ممکن ہے واقعات ہی دو ہوں

اس کے بعد تفصیلاً واقعات نقل کیے اور کہا

وظهر بذلک ان اسباط بن نصر لم یغلط فی الزیادة المذکورة ولم ینقل من حدیث الی حدیث

(فتح الباری، ۲:۰ ۴۱)

اس سے ظاہر ہو گیا اسباط بن نصر نے مذکورہ اضافہ میں کوئی غلطی نہیں کی اور نہ ہی انھوں نے ایک حدیث کو دوسری کے ساتھ گڈمڈ کیا ہے

امام محمد یوسف کرمانی (المتوفی ۷۸۶) نے اس کو سوال و جواب میں یوں تحریر کیا۔

فان قلت قصة قریش والتماس ابی سفیان کانت فی مکة لافی المدینة قلت القصة مکیة الا القدر الذی زاداسباط فانه وقع فی المدینة والروایات الاخر تدل علیه

(الکواکب الدراری، ۲: ۱۱۳)

اگر یہاں یہ سوال ہو کہ قریش اور التماس ابو سفیان مکہ کا واقعہ ہے نہ کہ مدینہ کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ کا ہی ہے مگر اسباط کے اضافہ کا تعلق مدینہ سے ہے اور اس پر دیگر روایات شاہد ہیں

امام مسلم کی روایت

امام مسلم نے ان سے "باب طیب رائحة النبی ﷺ" کے تحت روایت اس

Marfat.com

سند سے نقل کی ''حدثنا عمرو بن حماد بن طلحه القناد حدثنا اسباط هوا بن نصر الهمدانی عن سماک عن جابر بن سمره" (مسلم، کتاب الفضائل)

اس کے شارحین قاضی عیاض اور امام نووی وغیرہ میں سے کسی نے اعتراض تک نہیں کیا

امام ابوزرعہ کا اعتراض

حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں کہ اس راوی کی وجہ سے امام ابوزرعہ نے مسلم پہ اعتراض کیا تھا

(تهذیب التهذیب، ۱:۲۱۲)

بلاشبہ یہ اعتراض ہوا امام نووی نے مقدمہ منہاج شرح مسلم میں شیخ سعید بن عمرو کے حوالہ سے اس کی تفصیل دی ہے۔ (مقدمہ،۱۶)

لیکن اس مقدمہ میں دو مقامات پر موجود ہے کہ حافظ نیشاپور شیخ مکی بن عبدان نے نقل کیا کہ مجھے امام مسلم نے خود بتایا

عرضت کتابی هذا علی ابی زرعة الرازی فکل ما اشار ان له علة ترکته و کل ما قال انه صحیح و لیس له علة خرجته

(مقدمہ،۱۳:۱۶)

میں نے اپنی کتاب امام ابوزرعہ رازی کے سامنے پیش کی انھوں نے جس روایت میں کسی علت کی نشاندہی کی میں نے اسے ترک کردیا اور جس کے بارے میں کہا یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں اسے میں نے نقل کردیا۔

کیا اس کے بعد اعتراض کی گنجائش رہ جاتی ہے؟

ضعیف ہی سہی

ہم اگر مان لیں کہ یہ ضعیف راوی ہیں لیکن بطور تابع وشاہد ان کی روایت لینے میں کون سی رکاوٹ ہے؟ اگر یہ اسی روایت میں منفرد ہوتے اور کسی اوثق کی مخالفت کررہے ہوتے

Marfat.com

تو ہم انھیں ترک کردیتے لیکن ایسی کوئی بات سامنے نہیں بلکہ اس سے دیگر روایات کی تائید ہو رہی ہے اور ہم یہ روایات صرف اور صرف تائید کیلئے لا رہے ہیں ورنہ ہمارا موقف تو قرآنی آیات مثلاً "یایھا النبی جاھد الکفار و المنافقین" "ولا تصل علی احد منھم مات ابدا" "ولتعرفنھم فی لحن القول" سے واضح اور آشکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی لکھا

اسباط بن نصر و انکان فیہ کلام من قبل حفظہ فقد احتج بہ مسلم و قال فیہ البخاری صدوق و ضعفہ آخرون فھو لاباس بہ فی الشواھد و المتابعات

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، ۲: ۵۶۸)

اسباط بن نصر کے حفظ میں اگرچہ کلام ہے مگر امام مسلم نے ان سے احتجاج کیا ہے امام بخاری نے انھیں صدوق کہا دیگر محدثین نے انھیں ضعیف کہا تو بطور شاہد و تابع ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں

بقول امام ابن حجر عسقلانی ان دو آئمہ کی قبولیت کے بعد کسی دوسرے کی نہ سنی جائے

(مقدمہ فتح الباری، ۳۸۱)

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْ نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ہ

(المنافقون ، ۱)

جب منافق تمھارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

۱۔ اس کی امام علی بن احمد مہاتمی (المتوفی ۸۳۵ھ) نے ان الفاظ میں تفسیر کی ہے

(بسم الله)المتجلی بکما لا ته فی رسوله حیث جعله مطلعا علی الظواهر و البواطن مراعیاً لهما (الرحمن)باظهار نفاق المنافقین للتحذیر عن حجتهم (الرحیم)یجعل شهادتهم و اعیانهم جنة لدمائهم (اذا جاءک) ایها المطلع علی البواطن (المنافقون قالوا) لیشغلوک عن بواطنهم بکلمة تحبها مؤکدة بوجوه وهی (نشهدانک لرسول الله)اکدوها بلفظ الشهادة لانها علم عن شهود وبجعل الجملة اسمیة مؤکدة بان و اللام لیتقرر فی ذهنک ان بواطنهم علی ذالک(الله یشهد ان المنافقین لکاذبون) ولا یبعدمنهم ان یتخذواهذه الشهادة جنة

(اس کے نام سے)جس کے کمالات کا اظہار اس کے رسول ﷺ میں ہے کہ انھیں ظاہر و باطن سے آگاہ کر دیا ہے اور وہ دونوں کی رعایت کرنے والے ہیں (الرحمٰن) منافقین کے نفاق کا اظہار فرمانے والا تا کہ ان کی سنگت سے بچا جا سکے (الرحیم)ان کی شہادت اور ذوات کو ان کے خون کے لئے ڈھال بنانے والا (اذا جاءک)اے باطن پر مطلع جب وہ تیرے پاس آتے ہیں (المنافقون قالوا) تا کہ وہ تجھے اپنے باطن سے مشغول کریں محبوب الفاظ کے ساتھ اور اسے ان متعدد تاکیدات سے موکد کرتے ہیں (نشهد انک رسول الله)لفظ شہادت لاتے کیونکہ شہود کا علم ہے اور جملہ اسمیہ کو ان اور لام سے موکد کیا تا کہ تمہارے ذہن میں پختہ کریں کہ یہی ان کا باطن ہے ۔۔۔۔۔۔(الله یشهد ان المنافقین لکاذبون)ان سے یہ بعید نہیں

لدمائهم مع علمهم باطلاع رسول الله ﷺ على الغيوب التي من جملتها بواطنهم

(تبصير الرحمن، ۲: ۳۴۳)

کہ وہ اس شہادت کو اپنے خون کے لئے دفاع بنائیں باوجودیکہ وہ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علوم غیبیہ پر اطلاع ہے اوران کے باطن بھی ان میں شامل ہیں

Marfat.com

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
اور
علم منافقین

Marfat.com

Marfat.com

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے بارے میں علم عطا فرمایا، اگر نعوذ باللہ کہا جائے کہ آپ ﷺ منافقین سے آگاہ ہی نہ تھے تو انہیں آپ ﷺ نے کیسے آگاہ فرمادیا؟

تو ماننا پڑے گا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر علوم کے ساتھ منافقین کا علم بھی عطا فرمایا جس میں سے کچھ آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو بھی عطا فرمایا آیئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پڑھیئے

صاحب سر النبی ﷺ

احادیث مبارکہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مشہور لقب ''صاحب سر النبی'' (حضور کے رازداں) ہے۔ بخاری میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ملک شام گیا میں نے دو رکعات نماز ادا کر کے دعا کی یا اللہ، مجھے صالح ساتھی عطا فرما۔ میں ایک جماعت کے پاس گیا۔ وہاں ایک بزرگ شخصیت میرے پاس آکر تشریف فرما ہوگئی، میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا یہ صحابی رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے خیال کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے صالح رفیق کی دعا کی تھی وہ آپ کی صورت میں مقبول ہوئی ہے، فرمایا تم کہاں سے ہو؟ عرض کیا میرا تعلق شہر کوفہ سے ہے، فرمایا کیا تمہارے پاس حضور ﷺ کے جوڑے، مصلیٰ اور مسواک اٹھانے والے ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن مسعود) موجود نہیں؟

اولیس فیکم صاحب سر النبی ﷺ الذی لا یعلم احد غیرہ	کیا تمہارے ہاں حضور ﷺ کے رازداں شخص نہیں جو وہ جانتے ہیں دوسرا کوئی نہیں جانتا

(البخاری، مناقب عمار وحذیفۃ)

Marfat.com

اسرار سے مراد احوال منافقین ہیں

۱۔ حافظ ابن حجر ''ان کے سوا ان سے کوئی دوسرا آگاہ نہیں'' کے تحت لکھتے ہیں

المراد بالسر ما اعلمه به النبی ﷺ من احوال المنافقین

یہاں راز سے مراد احوال منافقین ہیں جن سے انہیں رسول اللہ ﷺ نے آگاہ فرمایا

(فتح الباری، ۷: ۷۴)

۲۔ امام بدر الدین عینی (۸۵۵) صاحب سر النبی ﷺ سے مراد واضح کرتے ہیں

اراد به حذیفه رضی اللہ عنہ فانه ﷺ اعلمه امورا من احوال المنافقین و امورا من الذی یجری بین هذه الامة فیما بعده وجعل ذلک سرا بینه

اس سے مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ ﷺ نے انہیں منافقین کے احوال اور بعد میں ہونے والے فتنوں کے بارے میں آگاہ فرمایا اور انہیں راز کے طور پر محفوظ رکھنے کا کہا

(عمدة القاری، ۱۶: ۲۳۷)

۳۔ اسی حدیث کے تحت امام کرمانی لکھتے ہیں

صاحب السر هو حذیفة اطلعه رسول الله ﷺ علی المنافقین

(الکرمانی علی البخاری، ۱۵: ۱۸)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے راز دان ہیں انہیں رسول اللہ ﷺ نے منافقین کا علم عطا فرمایا۔

۴۔ امام شہاب الدین قسطلانی (۹۲۳) رقمطراز ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جس چیز سے آگاہ تھے اور کوئی دوسرا اس سے آگاہ نہ تھا۔

Marfat.com

من معرفة المنافقين باسمائهم و انسابهم

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، ۸: ۲۲۸)

یہ منافقین کے نام ونسب تک سے آگاہ تھے

۵۔ امام ابن حجر مکی (۹۷۴) لکھتے ہیں

حذیفة صاحب سر رسول الله ﷺ المتعلق بالمنافقين و الفتن

(الزواجر، ا: ۱۸)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ منافقین اور فتنوں کے حوالہ سے حضور ﷺ سے علم حاصل ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے رازداں ٹھہرے

۶۔ امام شمس الدین ذھبی (۷۴۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رقمطراز ہیں

و کان النبی ﷺ قد اسرا لی حذیفة اسماء المنافقين و ضبط عنه الفتن الكائنة فی الامة

(سیر اعلام، ۴: ۳۲)

حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے نام اور امت میں برپا ہونے والے فتنوں کے متعلق راز سے آگاہ فرمادیا

۷۔ امام ابن اثیر الجزری (۶۳۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں

صاحب سر رسول الله ﷺ فی المنافقين لم يعلمهم احد الا حذيفة اعلمه بهم رسول الله ﷺ

(اسد الغابہ، ا: ۴۶۸)

منافقین کے حوالہ سے یہ رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے جنھیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہ جانتا صرف انہیں ہی رسول اللہ ﷺ سے علم عطا فرمایا

۸۔ شیخ ابن تیمیہ (المتوفی، ۷۲۸) نے ''یایها النبی جاهد الكفار والمنافقين'' کے تحت لکھا

Marfat.com

فلما رأى من بقي من المنافقين ما صار الامور اليه من عز الاسلام و قيام الرسول بجهاد الكفار و المنافقين اضمرو النفاق فلم يكن يسمع من احد من المنافقين بعد غزوه تبوک کلمة سوء و ما توا بغيظهم حتى بقي منهم اناس بعد موت النبی ﷺ يعرفهم صاحب السر حذيفة

(الصارم المسلول، ۲۳۱)

منافقین میں سے باقی رہنے والوں نے جب دیکھا کہ اسلام کا غلبہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کفار و منافقین سے جہاد شروع فرما رہے ہیں تو انھوں نے نفاق مخفی کر لیا۔ غزوہ تبوک کے بعد تو ان میں سے کسی سے کوئی برا کلمہ سننے میں نہ آیا۔ وہ غیظ میں جل کر مر گئے حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد کچھ ان میں سے باقی تھے انھیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے۔

۹۔ امام احمد بن منیر سکندری رقمطراز ہیں

حتى عد حذيفة رضى الله عنه صاحب سره ﷺ لتخصيصه اياه بالاطلاع على اعيانهم و تسميتهم له باسمائهم

(الانتصاف، ۱:۵۲۷)

حتیٰ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے راز دان ہیں کیونکہ انھیں آپ ﷺ نے منافقین کے نام اور ذوات سے آگاہ کر دیا تھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مبارک رائے

امام حاکم نے حضرت قیس سے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

كان اعلم الناس بالمنافقين

(المستدرک، ۳:۴۲۹)

یہ دیگر صحابہ سے منافقین کے بارے میں زیادہ جاننے والے ہیں

امام ذہبی نے زاذان سے نقل کیا

ان علیا سئل عن حذیفة فقال علم المنافقین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا وہ منافقین کا علم رکھتے تھے (سیر اعلام، ۴: ۳۱)

صحابہ کرام منافقین کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی رجوع کرتے خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو اس معاملہ میں انھی کی پیروی کیا کرتے تھے

امام ابن عبدالبر مالکی (۴۶۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں

و کان عمر بن الخطاب یسأ له عن المنافقین و هو معروف فی الصحابة بصاحب سر رسول الله ﷺ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے منافقین کے حوالے سے پوچھا کرتے تھے اور یہ صحابہ میں حضور ﷺ کے رازداں کے طور پر معروف تھے۔ (الاستیعاب، ۱: ۲۷۷)

جنازہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشروط شرکت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک خیال کیا کرتے کہ اگر کوئی شخص فوت ہوتا اور وہاں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے یا نہیں اگر وہ شریک ہوتے تو سمجھ جاتے یہ میت مسلمان ہے اور اس کا جنازہ پڑھاتے اور اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شرکت نہ فرماتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جنازہ نہ پڑھاتے کیونکہ محسوس کر لیتے یہ مسلمان نہیں بلکہ منافق ہے

۱۔ امام بدر الدین عینی حنفی (۸۵۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسی معمول کا تذکرہ یوں کرتے ہیں

Marfat.com

كان عمر رضی الله عنه اذا مات واحد يتبع حذيفة فان صلى عليه هو صلى عليه ايضاً والا فلا

(عمدة القاری، ۱۶: ۲۳۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اگر کوئی آدمی فوت ہوتا تو آپ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو چیک کرتے اگر وہ جنازہ میں آتے تو آپ بھی پڑھا دیتے ورنہ شریک نہ ہوتے۔

۲۔ امام ابن عبد البر مالکی (۴۶۳) رقمطراز ہیں

و كان عمر ينظر اليه عند موت من مات منهم فان لم يشهد جنازته حذيفة لم يشهد ها عمر.

(الاستيعاب، ۱: ۲۷۸)

ان کی وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کرتے اگر وہ جنازہ میں تشریف نہ لاتے تو آپ بھی نہ آیا کرتے

۳۔ امام ابن اثیر جزری (۶۳۰) نے اسی بات کو ان الفاظ میں تحریر کیا

كان عمر اذا مات ميت يسأل عن حذيفة فان حضر الصلوة عليه صلى عليه عمر وان لم يحضر حذيفة الصلاة عليه لم يحضر عمر

(اسد الغابة، ۱: ۴۶۸)

جب کوئی فوت ہو جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھتے اگر یہ جنازہ میں آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لاتے ورنہ شرکت نہ فرماتے

۴۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی معمول ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں

و كان عمر بن الخطاب لا يصلى على جنازة من جهل حاله حتى يصلى عليها حذيفة بن اليمان لانه كان يعلم اعيان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جس کا حال معلوم نہ ہوتا اس پر جنازہ نہ پڑھاتے یہاں تک کہ حضرت حذیفہ بن یمان

Marfat.com

المنافقين قد اخبره بهم رسول الله ﷺ و لهذا كان يقال له صاحب السر الذی لا یعلمه غیره ای من الصحابة

(تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۸۰)

رضی اللہ عنہ اس میں شرکت کرتے اس لئے کہ وہ منافقین کی ذوات کو جانتے تھے انھیں ان سے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی اس لئے انھیں رازداں کہا گیا کیونکہ جو یہ جانتے دیگر صحابہ نہ جانتے

حضرت حذیفہ نے جنازہ سے روک دیا

حافظ ابن کثیر، امام ابوعبید کی کتاب غریب الحدیث (۳۶:۲) کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انھیں اشارہ سے منع کردیا تو انھوں نے وہ جنازہ نہ پڑھایا، انکے الفاظ ملاحظہ کریں

ان عمر اراد ان یصلی علی جنازة رجل فمرزه حذیفة کانه اراد ان یصده عن الصلاة علیها

(تفسیر القرآن، ۲: ۳۸۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کا جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پہلو میں ہاتھ مار کر جنازہ سے روک دیا

۵۔ شیخ ابن تیمیہ (المتوفی، ۷۲۸) حضرت حذیفہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یوں لکھتے ہیں

فلم یکن یصلی علی المنافقین حذیفة ولا یصلی علیهم من عرفهم بسبب آخر مثل عمر بن الخطاب

(الصارم المسلول، ۳۲۲)

منافقین کی نماز جنازہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ادا نہیں فرمایا کرتے تھے اور جنہیں کسی طرح اس کا علم ہو جاتا وہ بھی ادا نہ کرتا مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

میرے عمال میں کوئی منافق ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہاں تک پوچھا کہ بتایئے میرے عمال میں تو کوئی منافق نہیں؟ تو فرمایا ہاں ایک آدمی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نشاندہی پہ آپ نے اسے معزول کر دیا

امام ابن اثیر جزری (۶۳۰) اس بارے میں نقل کرتے ہیں

وسألہ عمر أفی عمالی احد من المنافقین ؟قال نعم قال من ھو ؟قال لا اذکرہ قال حذیفۃ فعزلہ کانما دل علیہ

(اسد الغابہ، ۱: ۴۶۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میرے گورنروں میں کوئی منافق ہے فرمایا ہاں ہے پوچھا کون ہے فرمایا نام نہیں لوں گا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے اسے معزول کر دیا گویا انہوں نے بعد میں آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت عمر کی تواضع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان مبارک شخصیتوں میں شامل ہیں جنہیں رسول خدا ﷺ نے ان دس خوش نصیبوں میں شامل فرمایا جو جنتی ہیں یعنی آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں لیکن خشیت الٰہی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنے بارے میں پوچھا کرتے

امام ذہبی نقل کرتے ہیں

وقد ناشدہ عمر انا من المنافقین ؟ فقال لا ولا ازکی احد بعدک

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حلفاً پوچھا، بتاؤ کہیں میں ان میں شامل تو

Marfat.com

(سیر اعلام، ۴: ۳۲) نہیں ہوں فرمایا ہرگز نہیں لیکن میں آپ
کے بعد کسی کی ضمانت نہیں دوں گا

۔ امام ابن حجر مکی (۹۷۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع وخشیت کا ذکر کرتے ہوئے
لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ آدمی ہیں جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل ہیں
ر انہیں رسول اللہ ﷺ نے خود جنت کی بشارت عطا فرمائی

مع ذلک سأل حذیفة صاحب سر رسول ﷺ
اس کے باوجود حضور ﷺ کے راز دان صحابی سے اپنے بارے میں پوچھتے

اہم سوال

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول ﷺ ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ
آپ ﷺ نے انھیں تمام منافقین کا علم دے دیا تھا فقط انھیں بارہ کا علم دیا تھا (ازالہ، ۳۱۹)
جیسا کہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

انہ ﷺ اعلم حذیفة باعیان اربعة عشر او خمسة عشر منافقا و هذا تخصیص لا یقتضی انه اطلع علی اسمائهم و اعیانهم کلهم ..
(تفسیر القرآن، ۲: ۳۸۴)

آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو چودہ یا پندرہ منافق افراد سے آگاہ کیا تھا اس تخصیص کا یہ تقاضا نہیں کہ انھیں تمام کے نام اور ذوات کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔

جوابات ملاحظہ فرمائیے

۔ انھیں بارہ یا چودہ کا علم دینے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو بھی صرف ان
ہی کے بارے میں علم تھا اور دیگر کو آپ نہ جانتے تھے

۲۔ یہاں چودہ یا پندرہ بیان کئے گئے ہیں مگر تھوڑا سا آگے چل کر لکھتے ہیں

Marfat.com

وذکر لنا ان النبی ﷺ اسر الی حذیفة باثنی عشر رجلاً من المنافقین (ایضاً: ۳۸۵)

ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بارہ منافقین کا علم عطا فرمایا تھا

دو یا تین کا فرق یہاں بھی موجود ہے تو کم از کم چودہ تو تسلیم کر لیں

۳۔ یہاں یہ بھی معاملہ نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو انھی بارہ یا چودہ کا علم دیا تھا تو ان کی یہ خصوصیت نہیں بن سکتی کیونکہ روایات میں موجود ہے کہ ان بارہ کا حضور ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی عطا فرمایا تھا

۱۔ حافظ ابن کثیر ہی نقل کرتے ہیں

اعلم رسول اللہ ﷺ حذیفة و عمارا باسمائهم و ما کانو اهموا به من الفتک صلوات اللہ و سلامه علیه وامرهما ان یکتماعلیهم (تفسیر القرآن، ۲: ۳۷۳)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ان منافقین کے نام اور ارادہ سے آگاہ فرمایا کہ یہ مجھے (ﷺ) شہید کرنا چاہتے ہیں لیکن فرمایا دونوں اس معاملہ کو مخفی رکھو

۲۔ امام بیہقی (المتوفی ،۴۵۸) نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں

فسماهم لهما وقال اکتماهم (دلائل النبوة، ۵: ۲۵۷)

دونوں کو ان کے ناموں سے آگاہ کر کے فرمایا تم دونوں انھیں مخفی رکھو

(سیرت حلبیه، ۳: ۱۴۳)

(مختصر سیرة الرسول)

۳۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ،۹۱۱) نے بھی یہی الفاظ ذکر کئے ہیں

(الدر المنثور ،۴: ۲۴۳) (زاد المعاد، ۳:

۴۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ،۹۴۲) نے بھی بعینہ یہی الفاظ روایت نقل کئے ہیں

Marfat.com

(سبل الھدیٰ، ۵:۴۶۶)

ان کے علاوہ بھی متعدد کتب میں یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں صحابہ کو ان کے ناموں سے آگاہ فرمایا تھا

یاد رہے تمام روایات میں ہے کہ اس موقعہ پر یہ دونوں ہی ساتھ تھے۔ اگر بعض روایات میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان دشمنوں کو بھگایا تو وہاں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے کہ انھوں نے یہ خدمت سرانجام دی

حافظ ابن کثیر یہ الفاظ نقل کرتے ہیں

فاقبل عمار رضی اللہ عنہ یضرب وجوہ الرواحل	حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کی سواریوں کو دھکیل دیا

(تفسیر القرآن، ۲:۳۷۲)

(البدایہ، ۵:۱۹)

اس کے بعد یہ کہنا کہ صرف انھیں بارہ کے علم دینے کی وجہ سے وہ صاحب السر کہلاتے تھے مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

۴۔ یہاں یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان بارہ منافقین کو آپ ﷺ نے صبح اکٹھا فرمایا

امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۴۲) نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

اذا اصبحت فاجمعھم لی	جب دن طلوع ہو تو انھیں میرے پاس جمع کر کے لاؤ

(سبل الھدیٰ، ۵:۴۶۶)

امام ابوبکر احمد بیہقی (المتوفی ۴۵۸) روایت کے الفاظ لائے ہیں

Marfat.com

فجمعهم رسول الله ﷺ و هم اثنا عشر رجلا الذين حازبوا الله ورسوله واطلع الله عزو جل نبيه علی ذلک بعلمه	تو رسول اللہ ﷺ نے ان بارہ افراد کو جمع جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خلاف سازش کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان نبی ﷺ کو ان سے آگاہ کر دیا تھا

(دلائل النبوۃ، ۵: ۲۵۹)

۵۔ اور اگلی حقیقت یہ ہے کہ ان تمام کے نام حدیث میں موجود ہیں۔ خود حافظ ابن کثیر نے امام طبرانی کے حوالہ سے تحریر کر دیئے ہیں۔ آپ بھی نام پڑھ لیجیے

و قد ترجم الطبرانی فی مسند حذیفة تسمیة اصحاب العقبة	امام طبرانی نے مسند حذیفہ میں عقبہ والوں کے نام پہ عنوان قائم کیا ہے

اور اس کے تحت یہ نام لکھے ہیں

۱۔ معتب بن قشیر	۲۔ ودیعہ بن ثابت	۳۔ جد بن عبداللہ	۴۔ حارث بن یزید
۵۔ اوس بن قنطی	۶۔ جلاس بن سوید	۷۔ سعد بن زرارہ	۸۔ قیس بن فہد
۹۔ سوید	۱۰۔ داعس	۱۱۔ قیس بن عمرو	۱۲۔ زید بن لصیت
۱۳۔ سلامہ بن حمام			

(تفسیر القرآن، ۲: ۳۷۳)

ملاحظہ کیجیے معجم کبیر للطبرانی (جلد ۳، ص ۱۶۶، عنوان تسمیۃ اصحاب العقبہ)

(مجمع الزوائد، ۱: ۳۰۴)

اس سے تو تمام صحابہ بلکہ ساری امت آگاہ ہوگی تو اب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب السر کیسے رہ گئے؟

اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ کے حوالہ سے ان کی طرف دیکھنے کا کیا معنیٰ رہ جائے گا؟ حالانکہ صحابہ انھی کی طرف رجوع کرتے تھے تو ماننا پڑے گا کہ انھیں صرف انھی چودہ یا پندرہ کا علم ہی نہ تھا بلکہ وہ ان کے علاوہ کو بھی جانتے تھے

Marfat.com

۶۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یقیناً ان بارہ میں سے نہیں تھے لیکن انھوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنے بارے میں سوال کیا جیسا کہ خود حافظ ابن کثیر نے نقل کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے ان کے علم میں اور بھی تھے۔

اگلا حصہ بھی سنیئے روایت مذکورہ کا اگلا حصہ بھی قابل توجہ ہے

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے صبح راستہ بدلنے کی حکمت پوچھی تو فرمایا تمھیں علم نہیں منافقین نے میرے بارے میں یہ ارادہ کیا تھا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انھیں اکٹھا کر کے صحابہ کو حکم جاری فرمائیں ان میں جو جس کا رشتہ دار ہے اسے قتل کر دے۔ مجھے قسم اس ذات اقدس کی جس نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے مجھے بھی بتائیں، میں ان کا سر حاضر کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسید

''مجھے یہ پسند نہیں کہ لوگ کہیں پہلے انھوں نے کفار کو قتل کیا، اب غلبہ کے بعد اپنے اصحاب کو قتل کروا رہے ہیں''

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے اصحاب ہرگز نہیں۔ فرمایا

''کیا یہ کلمہ شہادت نہیں پڑھتے'' عرض کیا پڑھتے ہیں مگر اس کا کوئی اعتبار نہیں فرمایا

''کیا یہ ظاہراً مجھے رسول اللہ نہیں مانتے؟'' عرض کیا مانتے ہیں مگر ان کا ایمان نہیں، فرمایا

فقد نہیت عن قتل اولئک مجھے ان کے قتل سے ابھی منع کیا گیا ہے

(سبل الھدیٰ، ۵: ۴۶۷)

کیا اس سے واضح نہیں ہو جاتا کہ معلوم و یقین ہونے کے باوجود بھی ابھی قتل کا حکم نہ تھا اس لئے آپ ﷺ درگذر سے کام لیتے رہے

Marfat.com

Marfat.com

حافظ ابن کثیر کے دلائل اور ان کا تجزیہ

Marfat.com

Marfat.com

ایک اہم سوال یہاں یہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ بلاشبہ روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں حضرت حذیفہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ان بارہ منافقین کا علم دیا مگر ابن کثیر کہتے ہیں، ابن اسحاق نے صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہی تذکرہ کیا ہے

و هذا هو الاشبه و الله اعلم — اور یہی مختار ہے اور حقیقت حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے

اس مختار پر دو دلائل بھی دیئے ہیں

ا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہا کیا تم میں حضور ﷺ کا مصلیٰ اور نعلین اٹھانے والے نہیں؟ پھر فرمایا

الیس فیکم صاحب السر الذی لا یعلمه غیره — کیا تمھارے اندر ایسے صاحب راز نہیں جو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا

اس سے مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد فرمایا

الیس فیکم الذی اجاره الله من الشیطان علی لسان محمد ﷺ — کیا تمھارے اندر وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبان اقدس سے شیطان سے پناہ دی ہے

اس سے مراد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں

۲۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں ان میں سے تو نہیں؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز تم ان میں سے نہیں ہو لیکن آپ کے بعد یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گا یعنی

حتی لایکون مفشیاً سر النبی ﷺ (البدایه، ۵:۱۸) — تاکہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے راز افشاء کرنے والے نہ ہو جائیں

Marfat.com

دلائل کا تجزیہ

اس سلسلہ میں ہماری چند معروضات ہیں جن پر غور وفکر ضروری ہے

۱۔ اس موقعہ پر روایات میں دونوں کو علم عطا کرنے کا تذکرہ جب موجود ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے خود متعدد روایات نقل کی ہیں تو پھر دونوں کا علم تسلیم کر لینا چاہیئے

۲۔ کسی روایت کو ترجیح دینے کا معاملہ بعد کا ہوتا ہے پہلے ان کا آپس میں متعارض ہونا دیکھا جاتا ہے۔ یہاں تعارض ہی نہیں کچھ میں دونوں کا تذکرہ ہے اور کچھ میں صرف حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جیسا کہ ان دشمنوں کے بھگانے کے بارے میں بعض میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور بعض میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا ہے جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔ یہاں مسند احمد کی روایت کے الفاظ سامنے آجائیں تو اس کی تائید ہو جائے گی۔

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس ہوئے آپ نے چوٹی والا راستہ منتخب فرمایا، آپ کی سواری کے آگے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور پیچھے حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے اچانک ایک سوار منہ پر نقاب اوڑھے آگے آیا

فغشوا عمارا و ھو یسوق برسول اللہ ﷺ واقبل عمار یضرب وجوہ الرواحل	اور انھوں نے حضرت عمار کا گھیراؤ کر لیا اور وہ حضور ﷺ کی سواری کے پیچھے تھے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان سواریوں پر حملہ کیا اور انھیں دھکیل دیا

تو جب دونوں کا عمل تھا تو کسی راوی نے حسب موقع ایک کا، کسی نے دوسرے موقعہ پر دوسرے کا ذکر کر دیا ان میں تعارض ہرگز نہیں،

اسی طرح اکثر روایات میں دونوں کو علم عطا کرنے کا ذکر ہے اگر بعض میں صرف ایک کا ذکر ہے تو انکے منافی نہیں۔ جب ان میں منافات نہیں تو ترجیح کی ضرورت ہی پیش نہیں

Marfat.com

آسکتی لہٰذا دونوں کو تسلیم کیا جائے

حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں

ان الجمع اذا امکن کان اولی من الترجیع (فتح الباری، ۲:۲۶)

جب احادیث میں موافقت ممکن ہو تو پھر یہ ترجیع سے اولیٰ ہوگی

۳۔ پیچھے یہ تفصیل سے گذرا کہ ان منافقین کو صبح کے وقت جمع کیا گیا تو کیا یہ اجتماع دیگر صحابہ سے مخفی رکھا گیا یا انھیں بھی ان سے آگاہ کر دیا، اگر آگاہ کر دیا گیا تو پھر فقط انہی کے علم کی بنا پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صاحب السر کیسے کہا جا سکتا ہے اور اگر صحابہ سے مخفی اجتماع تھا تو اس پر دلیل لانا ضروری ہے۔

۴۔ بلکہ ہم یہ پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ ان منافقین کے نام تفصیل کے ساتھ احادیث میں آ چکے ہیں، ان سے پوری امت آگاہ ہوگئی چہ جائیکہ دیگر صحابہ ان سے آگاہ نہ ہوں لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صاحب السر ہونے کا جو شرف و خصوصیت حاصل ہے وہ یہ تھی کہ وہ ان کے علاوہ سے بھی آگاہ تھے اور انھیں ایسے فتنوں کا بھی علم تھا جنھیں دیگر صحابی بشمول حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ جانتا تھا۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بطور تواضع ان سے سوال بھی واضح کر رہا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا علم ان چند منافقین تک ہی محدود نہیں ورنہ ان بارہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شمار کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا نہ وہ خود تصور کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو جو صاحب السر کہا جاتا ہے تو اس کی دو وجہ ہیں

۱۔ انھیں آپ ﷺ نے ان بارہ کے علاوہ بھی منافقین کا علم دیا تھا جو دیگر کسی صحابی کو حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی ان کا تذکرہ آتا ہے تو صحابہ، محدثین، مفسرین اور اہل سیر یہی لکھتے ہیں کہ انھیں آپ ﷺ نے منافقین کا علم عطا فرمایا تھا اور وہ بارہ کی قید کا اضافہ نہیں کرتے یا کہتے ہیں کہ وہ منافقین کے بارے میں دوسروں سے زیادہ آگاہ ہیں۔ حوالہ جات

پیچھے گذرے کچھ یہاں ملاحظہ کیجیے

۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

کان اعلم الناس بالمنافقین — یہ دیگر لوگوں سے بڑھ کر منافقین کا علم رکھتے تھے

(المستدرک، ۳:۴۲۹)

۲۔ امام شمس الدین ذہبی (المتوفی، ۷۴۸) نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

علم المنافقین — وہ منافقین کے بارے میں علم رکھتے ہیں

(سیر اعلام، ۴:۳۱)

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی، ۸۵۲) ''صاحب السر'' کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ ان سے مراد

ما اعلمہ بہ النبی ﷺ من احوال المنافقین — وہ راز ہیں جو حضور ﷺ نے انھیں احوال منافقین کے حوالے سے بتائے تھے

(فتح الباری، ۷:۷۴)

۴۔ دوسری وجہ یہ ملتی ہے کہ انھیں تا قیامت فتنوں کے بارے میں جو علم تھا وہ کسی اور کو حاصل نہیں اس پر ان کی خود تصریح موجود ہے آپ نے فرمایا

واللہ انی لا علم الناس بکل فتنۃ ھی کائنۃ فیما بینی و بین الساعۃ — اللہ کی قسم میں تا قیامت برپا ہونے والے فتنوں کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں

اور اس کی وجہ خود بیان کرتے ہیں

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ حدثنی من ذلک شیئاً اسرہ الی لم یکن حدث بہ غیری

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے رازوں سے آگاہ فرمایا ہے جو کسی دوسرے کو نہیں بتائے

(مسند احمد، ٦: ٥٣٦)

یہاں خط کشیدہ الفاظ نہایت ہی قابل توجہ ہیں

امام ذہبی کے ذہن میں یہی بات تھی تو انھوں نے لکھا

و کان النبی ﷺ قد اسر الی حذیفۃ اسماء المنافقین و ضبط عنہ الفتن الکائنۃ فی الامۃ

حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے ناموں کے راز سے آگاہ کیا اور امت میں برپا ہونے والے فتنوں کے بارے میں آگاہ کیا

(سیر اعلام، ٤: ٣٢)

یعنی ان دونوں کی وجہ سے صاحب السر کہلائے۔

اہم نوٹ

سیدنا علی کا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنھم کو منافقین کے علم کے بارے میں اعلم (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) قرار دینا نہایت ہی قابل توجہ ہے کیونکہ روایات میں موجود ہے حضور ﷺ نے کچھ دیگر صحابہ کو بھی منافقین کا علم عطا فرمایا تھا

۱۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں گذر چکا کہ انھیں تبوک کے راستہ میں سازش کرنے والے منافقین کا علم آپ ﷺ نے عطا فرمایا

۲۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں ہے ان کے ہاں حضرت عبدالرحمن بن عوف حاضر ہوئے عرض کیا امی جان، مجھے ہر وقت خوف رہتا ہے کیونکہ میں قریش کے بڑے مالداروں سے ہوں، میں نے چالیس ہزار دینار کی زمین خریدی ہے۔ ام

Marfat.com

المومنین فرمانے لگیں، راہ خدا میں پیسے خرچ کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

ان من اصحابی من لا یرانی بعد ان افارقه — میرے احباب میں سے کچھ ایسے ہیں جو وصال کے بعد مجھے نہ دیکھ پائیں گے

سنا تو گھبرا گیا، میں حضرت عمر کے پاس گیا اور کہا تم جانتے ہو حضرت ام سلمہ کیا فرما رہی ہیں؟ وہ سن کر فی الفور انکے ہاں حاضر ہوئے اور پوچھا

با للہ انا منهم — اللہ کی قسم بتاؤ کیا میں ان میں سے ہوں؟

فرمایا

اللهم لا و لن ابرئی احدا بعدک — اللہ کی مہربانی سے تم ہرگز شامل نہیں ہو لیکن میں آپ کے بعد کسی کے بارے میں برأت کا اظہار نہیں کروں گی

(مسند احمد، ۷:۷ ۴۴)

یہ روایت آشکار کر رہی ہیں کہ لوگوں کے بارے میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی علم عطا کیا گیا کیونکہ حضرت فاروق اعظم نے بعینہ وہی سوال ان سے کیا جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ حضرت فاروق اعظم کی تواضع وانکساری اور خشیت الہی سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے کس قدر خوف رکھنے والے ہیں۔

Marfat.com

ائمہ امت کے اقوال

Marfat.com

Marfat.com

اگرچہ آیات قرانیہ کی تفسیر میں متعدد اہل علم کی آراء سامنے آچکی ہیں اس کے باوجود ہم کچھ ائمہ امت کے اقوال یہاں درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو زیر بحث معاملہ کو نہایت ہی اشکار کردیتے ہیں۔

قتل کا حکم جاری نہ فرمایا

تمام اہل علم نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب آپ ﷺ منافقین کا علم رکھتے تھے تو پھر ان کے قتل کا حکم جاری کیوں نہ فرمایا، اس کے جواب میں انہوں نے اعلیٰ فراست و دانائی کو سلام پیش کرتے ہوئے آپ ﷺ کے اس اہم فیصلہ کی متعدد حکمتیں بیان کیں ہیں پہلے سوال ملاحظہ کیجئے۔

سوال:۔امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰) نے ان الفاظ میں سوال نقل کیا اگر کوئی یہ کہے۔

فکیف ترکھم ﷺ مقیمین بین اظھر اصحابه مع علمه بھم.

(جامع البیان، جز،۱۰، ۲۳۴)

حضور ﷺ نے منافقین کا علم رکھنے کے باوجود انہیں صحابہ کے درمیان کیوں زندہ چھوڑ دیا؟

ائمہ امت جواب

اس کے جواب میں ائمہ امت نے جو کچھ تحریر کیا وہ نہایت قابل رشک وتقلید ہے چند تصریحات درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ حضرت امام مالک (۱۷۳) فرماتے ہیں۔

انما کف رسول الله ﷺ عن المنافقین لیبین لامته ان الحاکم لا یحکم بعلمه اذ لم یشھد علی المنافقین.

(الجامع الاحکام القرآن:۱،۲۴۶)

حضور ﷺ نے منافقین سے اس لیے ہاتھ روکا تاکہ امت پر واضح رہے کہ کوئی حاکم اپنے علم پر فیصلہ نہیں کرسکتا اور چونکہ منافقین پر گواہ موجود نہ تھے۔

۲۔ حضرت امام شافعی (۲۰۴) رقمطراز ہیں۔

انما منع رسول الله ﷺ عن نقل

رسول اللہ ﷺ کو قتل منافقین سے ان کے

Marfat.com

المنافقين ما كانوا يظهرونه من الاسلام مع العلم بنفاقهم لان ما يظهرونه يجب ما قبله. (ایضاً)

اظہار اسلام نے روکا حالانکہ آپ ﷺ ان کے نفاق کا علم رکھتے تھے کیونکہ اظہار اسلام ان کے سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۳۔ امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰) نے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اگر آدمی اسلام کا اظہار کرے خواہ دل میں اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اس کا خون و مال محفوظ رہے گا یعنی مخلوق کا فرض ہے۔ وہ صرف ظاہر دیکھے باطن کو اللہ کے سپرد کر دے۔

فلذلك كان النبي ﷺ مع علمه بهم واطلاع الله اياه على ضمائرهم واعتقاد صدورهم كان يقرهم بين الظهر اصحابه ولا يسلك بجهادهم مسلك جهاد من قد نصبه الحرب على الشرك ما بعد لان احدهم كان اذا اطلع عليه انه قد قال قولا كفر فيه بالله ثم اخذبه انكره واظهر الاسلام بلسانه فلم يكن ﷺ يا حذه الا بما اظهر له من قوله عند حضوره اياه.

(جامع البیان، جز:۱،۲۳۵)

اسی وجہ سے آپ ﷺ نے باوجودیکہ منافقین کا علم رکھتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے دلوں کے رازوں اور عقیدوں سے آگاہ فرمادیا تھا انہیں صحابہ کے درمیان رہنے دیا اور ان کے ساتھ اہل شرک جیسا جہاد نہیں کیا کیونکہ ان میں سے اگر کسی کے کفر پر اطلاع ہوتی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ شرک وکفر کیا ہے جب پکڑ کی جاتی تو وہ انکار کرتے ہوئے زباں سے اظہار اسلام کر دینا آپ ﷺ کے سامنے جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہوئے زباں سے اظہار اسلام کر دیتا آپ ﷺ اس کے مطابق فیصلہ فرمادیتے۔

۴۔ حضرت قاضی ابوبکر محمد ابن العربی (۵۴۳) "ومن الناس من يقول امنا بالله" کے تحت منافقین کی پہچان کرواتے ہوئے لکھتے ہیں جو لوگ اپنے کو مسلمان ظاہر کریں مگر دل میں اللہ ورسول سے کفر رکھیں۔

ان النبی ﷺ لم يقتل المنافقين مع علمه بهم

رسول اللہ نے علم کے باوجود منافقین کو قتل نہیں کروایا لکھتے ہیں اس بارے میں اہل علم کے تین اقوال ہیں۔

Marfat.com

قول اوّل

انه لم يقتلهم لانه لم يعلم ما هم سواه وقد اتفق العلماء عن بكرة ابيهم على ان القاضى لا يقتل بعلمه.

انہیں اس لیے قتل نہ کروایا کیونکہ آپ ﷺ کے علاوہ ان کے احوال سے کوئی آگاہ نہ تھا چھوٹے بڑے تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ قاضی اپنے علم کی بنیاد پر قتل کا حکم جاری نہیں کر سکتا۔

قول ثانی

انه لم يقتلهم لمصلحة وتالف القلوب عليه لئلا تنفر عنه وقد اشار هو ﷺ الى هذا المعنى فقال اخاف ان يتحدث الناس ان محمداً ﷺ يقتل اصحابه.

آپ ﷺ نے عظیم مصلحت اور تالیف قلوب کے لیے ایسا نہ کیا تاکہ اسلام سے نفرت نہ ہو اس حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مجھے احساس ہے کہ لوگ یہ باتیں کریں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتا ہے۔

قول ثالث

منافق کفر چھپا کر ایمان کا اظہار کرتا ہے تو اس کے ظاہر کی وجہ سے اسے قتل نہیں کیا جا سکتا امام ابن العربی یہ تین اقوال اور ان پر کچھ گفتگو کے بعد لکھتے ہیں۔

والصحيح ان النبى ﷺ انما اعرض عنهم تالفا ومخافة من سوء المقالة الموجبة للتنفير كما سبق من قوله ﷺ.
(احكام القرآن، ١، ١١، ١٢)

صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے منافقین سے تالیف قلب اور اس احساس کے پیش نظر اعراض کیا کہ ان کا غلط پروپیگنڈہ نفرت کا سبب بنے گا جیسا کہ ارشاد نبی اس پر شاہد ہے۔

۵۔ حضرت قاضی عیاض مالکی (۵۴۴) نے اسی حکمت اور ارشاد نبوی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا آپ ﷺ کو منافقین کا یقینی طور پر علم تھا مگر آپ ﷺ نے انہی حکمتوں کی وجہ سے حکم جاری نہ فرمایا۔

ترکہ قتل المنافقين وهو على يقين

آپ ﷺ کا منافقین کو چھوڑ دینا حالانکہ ان کا

Marfat.com

بن امرهم موالفة لغيرهم ورعاية للمؤمنين من قرابتهم و كراهة لان يقول الناس ان محمداً ﷺ يقتل اصحابه كما جاء فى الحديث.

(الشفاء ، ۲، ۹۰۲)

یقیناً علم تھا تالیف، ان کے قریبی رشتہ دار، اہل ایمان کی رعایت اور لوگو کے اس پروپیگنڈہ سے بچنے کے لیے کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ کو قتل کروا دیتے ہیں جیسا کہ حدیث ہی وارد ہے۔

۶۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹) نے ان الفاظ کی شرح میں لکھا۔

با خبار الله تعالیٰ له به وبما يظهر من احوالهم من ايذأله وما يبلغه عنهم .

(نسیم الریاض، ۴، ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے ان پر آپ ﷺ کو آگاہ کر رکھا تھا پھر ان کے ظاہری احوال مثلاً آپ کو ایذا پہنچانا اور آپ کے مخالف سازشیں کرنا بھی آگاہی کا ذریعہ تھیں۔

دوسرے مقام پر قاضی عیاض کی عبارت ہے۔

ان النبى ﷺ لم يقتل المنافقين بعلمه فيهم .

(الشفاء، ۲، ۹۶۳)

علم کے باوجود حضور ﷺ نے منافقین کے قتل کا حکم نہ دیا۔

اس کی شرح میں امام خفاجی نے لکھا۔

وبما فى نفوسهم مع انه عالم والطلعه الله تعالىٰ على سريرة نفاقهم.

(نسیم الریاض، ۴، ۳۷۶)

آپ ﷺ ان کے دلی رازوں سے بھی آگاہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے دلی نفاق سے آگاہ کر دیا تھا۔

تیسری جگہ قاضی عیاض نے لکھا منافقین کے باطن مخفی تھے لہٰذا آپ ﷺ نے حکم ان ظاہر پر ہی جاری فرمایا۔ اس کے تحت امام خفاجی نے یہ خوبصورت نوٹ دیا۔

Marfat.com

وهذا لا جل التشريع لا مته بعده وان اطلهه الله تعالیٰ علی سرائرهم . (ایضاً. ۳۷۳)	یہ امت کے لیے قانون وضابط کے لیے تھا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے بھیدوں پر مطلع کر دیا تھا۔

۷۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (۶۷۰) نے بھی تقریباً قاضی ابوبکر ابن العربی کی گفتگو نقل کی ہے مسئلہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

اختلف العلماء فی امساک النبی ﷺ عن قتل المنافقین مع علمه بنفاقهم.	اہل علم کا اختلاف ہے کہ علم نفاق کے باوجود سرور عالم ﷺ منافقین کے قتل سے کیوں رکے؟

اس کے بعد چار اقوال نقل کیے ان میں سے تیسرا یہ ہے۔

انما لم یقتلهم مصلحة لتألیف القلوب علیه لئلا تنفر منه وقد اشر ﷺ الی هذا المعنی بقوله لعمر معاذ الله ان یتحد الناس انی اقتل اصحابی وقد کان یعطی للمؤلفة قلوبهم مع.	منافقین کو مصلحت تالیف قلب کی وجہ سے قتل نہ کروایا تا کہ نفرت پیدا نہ ہو، اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ اس سے کہ لوگ کہیں میں اپنے صحابہ کو قتل کرواتا ہوں پھر آپ ﷺ کفار کو تالیف قلب کے لیے رقوم عطا فرماتے حالانکہ ان کے غلط عقائد سے آگاہ تھے۔

اسی قول کے بارے میں لکھا۔

وهذا هو قول علماء ناوغیرهم.	ہمارے مالکی علماء اور دیگر علماء کا یہی موقف ہے

۸۔ امام ابواسحاق شاطبی (۷۹۰) اس معاملہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہ "شرع کا حکم ظاہر پر ہوتا ہے" لکھتے ہیں۔

فان سید البشر ﷺ مع اعلامه بالوحی ویجزی الاحکام علی ظواهر هافی المنافقین وغیربهم وان علم بواطن احوالهم.	سید کل ﷺ وحی کے ذریعہ اطلاع پانے کے باوجود منافقین اور دیگر لوگوں کے ظاہری احوال پر ہی حکم جاری فرماتے اگرچہ ان کے باطنی احوال سے بھی آگاہ ہوتے۔

۹۔ شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں حضور ﷺ لحن قول سے منافقین کو پہچان لیتے، صحابہ بھی ان میں سے کثیر کو شواہد، دلالات، اور علامات سے جان لیتے لیکن بعض نہ پہچانے جاتے جیسا کہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم. (التوبہ، ۱۰۱)

اس کے بعد کہتے ہیں۔

ثم جميع هولاء المنافقين يظهرون الاسلام ويحلفون انهم مسلمون وقد اتخذ وا ايمانهم جنة واذا كانت هذه حالهم فالنبى ﷺ لم يكن يقيم الحدود بعلمه. (الصارم المسلول، ۳۶۲)

پھر تمام منافقین اظہار اسلام کرتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کی قسمیں کھاتے اور اپنی قسموں کو بچنے کے لیے ڈھال بناتے جب ان کی صورت حال یہ تھی تو آپ ﷺ علم رکھنے کے باوجود ان پر حدود کا قیام نہ فرماتے۔

۱۰۔ ڈاکٹر احمد بن قاسم الحداد حضور ﷺ کے اخلاق کریمہ پر لکھتے ہیں۔

ورسول الله ﷺ مطلع على اخبارهم واحوالهم باطلاع الله تعالىٰ على ذلك فيغض الطرف عنهم ويصبر على خداعهم.

(اخلاق النبی فی القرآن والسنۃ، ۳، ۱۴۳۷)

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے منافقین کے احوال سے آگاہ تھے لہٰذا آپ چشم پوشی کرتے ہوئے ان کی سازشوں پر صبر فرماتے۔

رسول اللہ ﷺ فیصلہ دے سکتے ہیں

اہل علم نے لکھا کہ قاضی کسی کے باطن کی بنیاد پر فیصلہ نہیں دے سکتا کیونکہ یہ لوگوں کے باطن سے آگاہ نہیں ہوتا البتہ رسول اللہ ﷺ باطن پر فیصلہ دے سکتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے باطن سے آگاہ فرما رکھا ہے۔

۱۔ قاضی جلال الدین بلقینی (۸۲۴) نے امام رافعی (۶۲۳) اور امام نووی (۶۷۶) کے حوالہ سے لکھا

ان النبی ﷺ یقضی بعلمه سواء کان فی الحدود وغیرها وانه لا خلاف فی ذلک. (الباهر، ۲۷)

حضور ﷺ اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ سکتے ہیں خواہ وہ حدود ہوں یا اس کے علاہ احکام اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۲۔ حضرت جلال الدین سیوطی (۹۱۱) حضور ﷺ کی اس شان اقدس کو یوں بیان کرتے ہیں۔

من خصائص النبی ﷺ انه جمع له بین الحکم بالظاهر والشریعة کما هو لا نبیاء وبین الحکم بالباطن والحقیقة کما هو للخضر خصوصیة خصه الله بها. (الباہر،۲۶)

نبی اکرم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کو ظاہری شریعت کے مطابق جیسا کہ دیگر انبیاء کی شان ہے اور باطن وحقیقت پر فیصلہ کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام تو یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی درجہ دیا ہے۔

دوسرے مقام پر امام تقی الدین سبکی (۷۵۶) کے حوالہ سے لکھا۔

واما نبینا ﷺ فانه امر اولا ان یحکم بالظاهر دون ما اطلع علیه من الباطن والحقیقة ......ثم ان الله تعالیٰ زاده شرفا واذن له ان یحکم بالباطن وما اطلع علیه من الحقائق الا مور فجمع له بین ما کان الانبیاء وما کان للخضر خصوصیة خصه الله بها ولم یجمع الامر ان لغیره. (الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۲۹)

ہمارے نبی ﷺ کو ابتداً صرف ظاہر پر فیصلہ کا حق تھا اور آپ کو باطن وحقائق پر فیصلہ کی اجازت نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شرف میں اضافہ فرماتے ہوئے آپ کو باطن اور حقائق پر فیصلہ کرنے کی اجازت دیدی تو آپ کے لیے دیگر انبیاء علیہم السلام اور حضرت خضر والی شان جمع کردی تو یہ آپ ﷺ کا ہی خاصہ ہے یہ دونوں چیزیں آپ کے علاوہ کسی میں جمع نہیں۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ کے خصائص لکھتے ہوئے کہا آپ ﷺ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں اس طرح

انه جمعت له الشریعة والحقیقة ولم یکن للانبیاء الا حو هما. (ایضاً،۲:۳۲۷)

آپ ﷺ کے لیے شریعت وحقیقت دونوں جمع کردیں حالانکہ دیگر کے لیے صف ایک ہے۔

Marfat.com

۳۔امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹) حضور ﷺ کے اس فرمان مقدس فاقضی له علی نحوما اسمع منه (میں افصح کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ دے سکتا ہوں) کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

فیه تنبیه علی بشریته ﷺ وانه لا یعلم الغیب وانما یحکم بالظاهر وقد کان له ﷺ الحکم بالباطن لا طلاع الله له علیه کما ذکرا لسیوطی ولکن هذا اغلب احواله ﷺ تعلیما لا مته حتی یقتد وابه.

(نسیم الریاض، ۵:۳۰۶)

اس میں آپ ﷺ کی بشریت اور از خود غیب نہ جاننے پر تنبیہ ہے آپ ظاہر پر ہی فیصلہ کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اطلاع کی بنیاد پر باطن پر فیصلہ کی بھی اجازت تھی جیسا کہ امام سیوطی نے ذکر کیا لیکن اکثر احوال میں فیصلہ ظاہر پر ہی تھا تا کہ امت اقتداء کر سکے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی عطا شدہ شانوں کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

فکان ﷺ اعلم الناس باحکام ربه وله الولایة العامة علی جمیع خلقه و الامانة العظمی فکان یحکم بالقضاء والسیاسته والا فتاء ویحکم بالظاهر والباطن کا لخفر کما قاله السیوطی.

(ایضاً، ۵:۲۲۴)

آپ ﷺ رب تعالیٰ کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، آپ کو تمام مخلوق پر ولایت عامہ اور امانت عظمیٰ حاصل ہے تو آپ ﷺ اسے بحیثیت قاضی، حکمران اور مفتی فیصلہ دے سکتے ہیں چاہے ظاہر پر دیں یا باطن پر جیسے حضرت خضر علیہ السلام، جیسا کہ سیوطی نے لکھا ہے۔

مستقل کتاب

دونوں مقامات پر امام خفاجی نے امام سیوطی کا حوالہ دیا ہے کیونکہ انہوں نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام ''الباهر فی حکم النبی ﷺ بالباطن والظاهر'' ہے اس میں انہوں نے قرآن وسنت سے متعدد دلائل ذکر کیے ہیں کہ آپ ﷺ نے کچھ فیصلے باطن پر بھی کیے ہم نے اس کتاب کا ترجمہ مع متن ''حضور کے ظاہر و باطن پر فیصلے'' کے نام سے شائع کر دیا ہے۔

Marfat.com

م ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی (۷۹۰) نے یہی حقیقت ان الفاظ میں تحریر کی ہے۔

قد كان كثير من الاحكام تجرى لى يديه يطلع على اصلها وما فيها من ق وباطل ولكنه عليه الصلاة السلام لم يحكم الا على وفق ما مع لا على وفق ما علم وهو اصل فى ع الحكم ان يحكم بعلمه.

(الموافقات، ۲: ۲۶۸)

حضور ﷺ کے سامنے کثیر کیس آئے ان کی اصل حقیقت سے آپ ﷺ آگاہ تھے ان میں کچھ حق تھے اور کچھ باطل لیکن آپ ﷺ نے گواہوں سے جو سنا اس کے مطابق فیصلہ فرمایا نہ کہ اپنے علم کے مطابق اور یہی اصل دلیل ہے اس کی کہ کوئی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتا۔

دوسرے مقام پر حضرت خضر علیہ السلام قتل بچہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یہ ابقہ شریعت منسوخ کا معاملہ ہے ورنہ ہماری شریعت اس کے مخالف ہے۔

ان اصل الحكم بالظاهر مقطوع به فى الا حكام فان سيد البشر ﷺ مع اعلامه بالوحى يجرى الامور على ظاهرها فى المنافقين و غيرهم وان علم بواطن احوالهم.

- (ايضاً، ۲۷۱)

کیونکہ ہمارے ہاں احکام میں فیصلہ ظاہر پہ کرنا قطعی ہے اس لیے کہ سید البشر ﷺ بذریعہ وحی علم رکھنے کے باوجود منافقین اور دیگر معاملات میں ظاہر پر ہی فیصلہ فرماتے حالانکہ آپ ان کے باطنی احوال سے آگاہ ہوتے۔

خصوصاً منافقین کے حوالہ سے لکھا۔

الاترىٰ ان رسول الله ﷺ قد كان عالماً بالمنافقين واعيانهم و كان يعلم منهم فسا دافى اهل الاسلام ولكن كان يمتنع من قتلهم لمعارض.

(ايضاً: ۲۹۴)

کیا تمہیں علم نہیں حضور ﷺ منافقین اور ان کی ذوات کو جانتے تھے چونکہ اہل اسلام میں فتنہ وفساد بھی جانتے تو ایسے عارضہ کی وجہ سے انکے قتل سے بچتے رہے اور منع فرماتے۔

Marfat.com

وعلمك ما لم تكن تعلم

وسعتِ علمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

شیخ عبداللہ سراج الدین حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلیکشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

1	پیش لفظ	263
2	علم میں اضافہ کی دعا	270
3	روزانہ علوم کی بارش	271
4	پہلی دلیل	272
5	رحمٰن نے قرآن پڑھایا	274
6	(۱) خصائص الفاظ قرآنی سے آگاہی	276
7	(۲) سورتوں کے خصائص کا علم	277
8	(۳) قرآنی اشارات خفیہ کا علم	278
9	(۴) قرآن میں ہر شے کا بیان	279
10	علامہ راغب اصفہانی کی رائے	281
11	علامہ زرکشی کی رائے	282
12	دوسری دلیل	283
13	سنت نبویہ سراپا حکمت	284
14	سنت بھی وحی ہے	285
15	تیسری دلیل	287
16	علوم غیبیہ پر اطلاع کی متعدد صورتیں	288
17	(۱) ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت دوزخ تک کے احوال	288
18	(۲) اپنے بعد قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ فرمایا	289
19	(۳) قیامت تک آنے والے ہر معاملہ کی اطلاع دے دی	290
20	(۴) تمام عوالم پر مطلع فرمایا	290
21	(۱) عالم عرش کا مشاہدہ	291

Marfat.com

22	(۲) عالم جنت و نار	292
23	(۳) عالم محشر کی تفصیلات	292
24	(۴) عالم علویات سے آگاہی	293
25	(۵) امتوں کا آپ پر پیش کرنا	294
26	(۶) تمام دنیا کا مشاہدہ کروایا گیا	295
27	اللہ تعالیٰ نے ہر شے دکھا دی	295
28	(۷) وقوع سے پہلے امورِ غیبیہ کا ملاحظہ فرمانا	296
29	(۸) مخفی امور غیبیہ کا ظہور سے پہلے آپ ﷺ کیلئے آشکار ہو جانا	296
30	(۹) دلی خیالات سے آگاہی	298
31	(۱۰) دلی امور پر اس قدر اطلاع کہ سوال سے پہلے جواب	302
32	(۱۱) بشارات غیبیہ	302
33	آیات مبارکہ کی کچھ تفصیل	303
34	آیات میں موافقت و تطبیق	305
35	اولیاء کرام کا علم غیب	306
36	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ	308
37	چوتھی دلیل	309

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ط

پیش لفظ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت تک کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا ہے اس پر درج ذیل دلائل شاہد ہیں۔

۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کتاب عطا فرمائی اس کے ذریعے آپ ﷺ کو تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ونزلنا علیک الکتاب تبیانالکل شیئ(سورۃ النحل:۹۸)

''اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ہر شے کا تفصیلی بیان ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

ما فرطنا فی الکتاب من شیئ (سورۃ الانعام:۳۸)

''ہم نے کتاب میں کوئی شے چھوڑی نہیں۔''

علامہ سیّد محمود آلوسی لکھتے ہیں یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے امام بلخی اور جماعت مفسرین کا یہی مختار ہے۔

فانہ ذکر فیہ جمیع ما یحتاج الیہ من امرالدین والدنیا بل وغیر ذلک (روح المعانی:۷،۱۸۶)

''کیونکہ قرآن میں ان تمام چیزوں کا بیان ہے جن کی ضرورت ہے خواہ وہ دینی ہیں یا دنیاوی بلکہ اس سے بھی اضافی علوم ہیں۔''

۲-ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما
(سورۃ النساء:۱۱۳)

''ہم نے علم دیا ہر اس شے کا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔''

Marfat.com

اس کی تفسیر میں امام محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں۔

من خبرالاولین والاخرین وما کان وماھو کائن (جامع البیان: ۴، ۳۷۳)	''آپ کو پہلوں اور بعد کے لوگوں کی خبریں اور جو ہوا اور جو ہونے والا ہے تمام کی اطلاع دی گئی۔''

اسی آیت کے تحت مفسرین نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سینے کے رازوں اور بھیدوں سے آگاہ فرمایا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔

ای الذی لم تکن تعلمه من خضیات الامور وضمائر الصدور (روح المعانی: ۵، ۱۸۷)	''یعنی وہ مخفی امور اور سینوں کے بھید جو آپ نہ جانتے تھے ہم نے آپ کو عطا کر دیئے۔''

سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۶۷ کے مبارک الفاظ ''انزله بعلمه'' کے تحت علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

ومن ھناعلم ﷺ ماکان وما ھو کائن (روح المعانی: ۶، ۲۶۷)	''یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ان تمام اشیاء کو جانتے ہیں جو پہلے تھیں اور جو بعد میں ہونے والی ہیں۔''

احادیث صحیحہ میں ہے آپ ﷺ نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر دخول جنت تک کے حالات پر صحابہ کرام کو مطلع فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مبارک الفاظ ہیں:

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم واھل النارمنازلھم (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق)	''آپ علیہ السلام نے ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اھل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ کے داخلہ تک اطلاع دی۔''

Marfat.com

اس کے تحت تمام شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے مخلوقات کے تمام احوال کی خبر عطا فرمادی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے الفاظ ہیں۔

دل ذلک علی انه اخبرفی المجلسس الواحد لجميع احوال المخلوقات منه ابتدائت الی ان تف الی ان تبعث فشمل ذلک الاخبار عن المبداء والمعاش والمعاد

(فتح الباری: ۶،۳۲۲)

"یہ حدیث مبارکہ واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ہی نشست میں مخلوقات کے تمام احوال کے بارے میں خبر دی جب سے وہ پیدا ہوئی اور جب وہ فنا ہو جائے گی اور پھر دوبارہ حساب و کتاب ہوگا تو یہ اخبار بعداء دنیاوی زندگی اور آخرت تمام پر مشتمل ہے۔"

مسند احمد میں حضرت ابوزید انصاری سے یہ الفاظ منقول ہیں۔

فحدثنا بماهو كان وماهو كائن

(فتح الباری: ۶،۳۲۲)

"آپ علیہ السلام نے ہمیں ہر اس شے کی اطلاع فرمادی جو ہوا اور جو ہونے والا ہے۔"

امام ترمذی نے باب "ماقام به النبی ﷺ مما هو كائن الی یوم القيامة" قائم کیا اور اس کے تحت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے۔

فلم يدع شيئايكون الی قيام الساعة الااخبرنابه

(فتح الباری: ۶،۳۲۲)

"آپ ﷺ نے تا قیامت ایسی شے کو نہیں چھوڑا جس کی خبر ہمیں نہ دی ہو۔"

ان ہی تمام نصوص کے پیش نظر امت مسلمہ آپ ﷺ کو عالم ماکان

Marfat.com

ومایکون مانتی ہے لیکن کچھ لوگ آپ علیہ السلام کے بارے میں نہایت ہی گھٹیا رویہ اختیار کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ کو دیوار کی دوسری جانب کا علم نہیں آپ کو اپنے انجام کی خبر نہیں ''نعوذ باللہ'' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علوم کے سمندر عطا فرمائے ہیں لوح وقلم کا علم اسی کا حصہ ہے امام بوصیری فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضرتہا ومن علومک علم اللوح والقلم

ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے متعدد اہل علم نے لکھا ان میں سے عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت اور عظیم محدث شیخ عبداللہ سراج الدین حلبی زید مجدہ بھی ہیں آپ نے حضور علیہ السلام کے شمائل وسیرت پر ''سیدنا محمد رسول اللہ'' نامی کتاب لکھی جو نہایت ہی عمدہ ہے اس میں ایک باب حضور علیہ السلام کے علم شریف پر ہے یہ مقالہ اسی باب کا ترجمہ ہے

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اسے قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے اسے نافع اور مفید بنائے صفہ اکیڈمی کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔(آمین)

شیخ موصوف کی نہایت ہی اہم کتاب ''الصلاۃ علی النبی ﷺ'' کا ترجمہ بھی بنام ''آئیں قرب مصطفیٰ پائیں'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

والسلام

فقیر الی اللہ

محمد خان قادری

خادم کاروان اسلام

۶ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ بروز بدھ

Marfat.com

آپ ﷺ کی علمی وسعت و کثرت کو عطا فرمانے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا رسول اللہ ﷺ علم وسیع اور فہم عظیم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کثیر علوم نافعہ اور عظیم معارف عالیہ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وسعت علمی کے ساتھ جو فضل عظیم فرمایا ہے اس کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء : ۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

تو آپ ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں بخاری و مسلم نے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا

میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے بارے میں جاننے والا ہوں۔

اصیلی کی روایت کے الفاظ ہیں۔

انا اعرفکم باللہ

میں تم سب سے اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ رکھتا ہوں۔

جو شخص ان تعلیمات الھیہ میں غور و فکر کرے گا جو اس نے اپنے انبیاء و رسل کو عطا کیں ہیں اور قرآن مجید میں وارد ہیں اس پر نہایت واضح طور پر آشکار ہو جائے گا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا وہ ان سے کہیں اکثر، زیادہ بہت جامع

Marfat.com

اور عام ہیں اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا اور ان سے کہیں اکثر زیادہ بہت جامع اور عام اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (سورۃ النساء:۱۱۳) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

یہاں "ما" کا کلمہ لایا گیا جو عموم و شمول کے لیے آتا ہے تا کہ ان تمام علوم کو شامل ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام انبیاء و رسل کو عطا فرمائے اور ان کو بھی جو خصوصی طور پر حضور سرور عالم ﷺ کو عطا فرمائے۔

امام حافظ ابو بکر بن عائذ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں جب آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو خازن جنت رضوان نے آپ ﷺ کے کان مبارک میں کہا، تمہیں مبارک ہو۔

فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیته فانت اکثرھم علما واشجعھم قلبا

"جو علم کسی بھی نبی کو نہیں دیا گیا وہ آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ علم کے اعتبار سے ان میں زیادہ اور قلب کے اعتبار سے زیادہ شجاع ہیں۔"

حافظ زرقانی کہتے ہیں یہ روایت مرسل صحابی ہے اور اس کا حکم متصل اور مرفوع والا ہوتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مختلف سوالات کیے حتیٰ کہ جب انہوں نے اس میں کثرت سے کام لیا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

سلونی لاتسئلونی عن شئی الا بینته لکم

پوچھ لو مجھ سے، تم جو بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا۔

Marfat.com

دوسری روایت میں ہے۔

الا اخبرتکم به مادمت فی مقامی — میں اسی مقام پر کھڑے انہیں بتاؤں گا۔

هذا

یہ سن کر لوگ سہم گئے میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر ڈھانپے رو رہا تھا ایک ایسا آدمی بولا جس کی نسبت لوگ غیر والد کی طرف کرتے تھے یا نبی اللہ ﷺ

من ابی؟ — میرا باپ کون ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابوک حذافة — تیرا باپ حذافہ ہی ہے۔

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم اللہ کے رب' اسلام کے دین اور حضور ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کبھی خیر و شر کو آج کے دن کی طرح نہیں دیکھا۔

انی صورت لی الجنة والنار فرأیتهما دون هذا الحائط — ''جنت و دوزخ کو میرے لیے متمثل کر دیا گیا جنہیں میں نے اس دیوار سے بھی قریب دیکھا۔''

مذکورہ روایت میں آپ ﷺ کا یہ مبارک جملہ ''لا تسئلونی عن شئی الا بینته لکم'' ''تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا' نہایت ہی قابل توجہ و غور ہے۔

علم میں اضافہ کی دعا

اتنے کثیر علم کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ہمیشہ علم میں اضافہ کی دعا کیا کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا	اے نبی کہیے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔
(سورہ طٰہٰ ۱۱۴)	

یاد رہے سوائے علم میں اضافہ کے' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کسی شئی میں اضافہ کی دعا کی تلقین نہیں کی یہی وجہ ہے آپ ﷺ شب و روز کی دعاؤں میں علمی اضافہ طلب کرتے مثلاً صحیح مسلم میں ہے جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا فرماتے۔

لا الہ الا انت سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک اللھم لذنبی واسالک رحمتک اللھم ذدنی علما ولا تزغ قلبی بعداذ ھدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب	تیرے سوا کوئی معبود نہیں تمام پاکیزگی اللہ تیرے لیے ہے اور حمد بھی' میں تجھ سے اپنے معاملات پر معافی مانگتا ہوں تجھ سے رحمت کا سوال کرتا ہوں یا اللہ میرے علم میں اضافہ فرما ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ فرما مجھے اپنی خصوصی رحمت سے نواز بلا شبہ تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے۔

اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ماینفعنی وزدنی علما والحمد للہ	اے اللہ مجھے اس سے نفع دے جو تو نے مجھے علم دیا ہے اور نافع علم مجھے سکھا اور

علی کل حال واعوذ باللہ من حال اهل النار

میرے علم میں اضافہ فرما ہر حال میں اللہ کے لیے حمد ہے اور اللہ کی پناہ دوزخ والوں کے حال سے۔

روزانہ علوم کی بارش

تو آپ ﷺ کے علوم اور معارف الہیہ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور آپ پر فیوضات الہیہ اور فتوحات ربانیہ کی ہمیشہ مسلسل بارش جاری رہی جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عیاض بن حمار دمجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان ربی امرنی ان اعلمکم ماجهلتم مما علمنی فی یومی هذا

میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں جو تم نہیں جانتے' اس میں سے جو آج کے دن مجھے اللہ تعالیٰ سے سکھایا ہے۔

ہر روز اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ پر علوم و معارف کی برسات فرماتا اور حکم دیتا کہ آپ ان میں سے بعض کی لوگوں کو تعلیم دیں ان کی ضرورت، برداشت اور عطا کردہ استعداد کے مطابق انہیں بھی سکھائیں۔

واضع رہے خلق خدا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو علوم نبوی ﷺ کے ابواب کا یا انواع کا بلکہ اجناس کا احاطہ کر سکے اس کا احاطہ صرف عطا کرنے والا اللہ ہی فرما سکتا ہے ہم آپ کے کثرت علوم اور وسعت پر چند دلائل ذکر کیے دیتے ہیں تا کہ جاہل کو تعلیم اور غافل کو تنبیہ ہو جائے اور اس صاحب مقام رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھنے والے کے ایمان میں اضافہ ہو۔

Marfat.com

پہلی دلیل

قرآن مجید کو لیجئے جسے اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو پڑھایا آپ کے سینہ اقدس میں اسے آپ کے لیے جمع فرمایا اس کی تعلیم دی اور آپ کے لیے اسے بیان کیا اور آپ کو لوگوں کے لیے بیان کا حکم دیا آپ کے لیے حقائق قرآنیہ' معانی' اسرار' انوار اور قرآن کا ظاہر و باطن منکشف فرما دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (سورہ علق: ۱ تا ۵)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

یہ پانچ آیات ہیں جن سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور جبرائیل امین اعلان نبوت والی رات لے کر آئے جیسا کہ پورا واقعہ روایات میں موجود ہے تو جبرائیل قرآن لے کر آئے اور کہا پڑھو فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں کیونکہ آپ امی تھے نہ کسی سے پڑھنا سیکھا اور نہ لکھنا جبرائیل امین علیہ السلام نے تین دفعہ کہا اور آپ کو تین بار بازوؤں میں لے کر اپنے ساتھ ضم کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ معانی' اسرار اور انوار کا آپ پر فیضان ہو جس کا تعلق جسم سے بھی تھا اور دل و روح کے ساتھ بھی۔ پھر کہا اقرا باسم ربک یعنی تم اپنے رب کے نام کی برکت سے پڑھو نہ کہ اپنے سیکھنے کی بنیاد پر کیونکہ اس سے پہلے آپ نے کچھ نہیں پڑھا اور نہ کسی سے سیکھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ قرآن

Marfat.com

کے قاری اور عالم ہو گئے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے حالانکہ چالیس سال تک ایک آیت بھی آپ نے نہ پڑھی تھی۔ اس میں اس پر برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی بنا پر بولنے والے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

قُلْ لَّوْشَاءَ اللّٰهُ مَاتَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰاكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس ۱۵ تا ۱۶)

تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی جو آدمی حضورﷺ کے معاملہ میں غور وفکر کرے گا اسے آپ ﷺ کو برحق رسول ماننا پڑے گا اس کے سوا اور دوسرا کوئی احتمال نہیں آپ صرف عبقری شخصیت ہی نہیں نہ صرف صاحب فہم وذکاء بلکہ آپ فقط رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کا رد فرمایا جو کہا کرتے جو یہ شخص لایا ہے مثلاً ہدایت، علم اور تعلیمات یہ سارا کچھ باب ثقافت یا فرط ذکاوت یا جودت عبقری کی وجہ سے ہے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا یہ تو امی ہیں نہ انہوں نے کسی سے پڑھا اور لکھنا سیکھا اور نہ ہی کسی استاذ کے پاس گئے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (سورہ عنکبوت ۴۷، ۴۸)

اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

جب دشمنوں نے آپ ﷺ پر یہ تہمت لگائی کہ انہوں نے یہ سارا کچھ ایک عجمی

Marfat.com

نوجوان سے سیکھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تردید کرتے ہوئے فرمایا۔

ولقد نعلم انهم يقولون انما يعلمه بشر	اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے۔

یعنی وہ نوجوان جو بعض قریش کا مملوک تھا لیکن وہ عجمی تھا تو فرمایا۔

لسان الذى يلحدون اليه وعن هذا السان عربى مبين(النحل)	جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان۔

جس غلام کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس سے سیکھا ہے وہ عجمی ہے اور قادر الکلام ہی نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ جو کلام لائے ہیں وہ تو قرآن کی صورت میں فصیح عربی ہے تو یہ تصور کیسے کیا جا سکتا ہے کہ یہ قرآن عربی میں اس آدمی سے حاصل کیا جائے جو عجمی ہو اور بیان پر قدرت بھی نہ رکھتا ہو۔

رحمٰن نے قرآن پڑھایا

تو رسول اللہ ﷺ یہ قرآن اپنی طرف سے نہیں لائے اور نہ ہی کسی مخلوق کی طرف سے کیونکہ مخلوق تو اس کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ یہ تو رب العالمین کی جانب سے ہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (سورہ رحمن: ۱ تا ۴)	رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا (ماکان ومایکون) کا بیان انہیں سکھایا۔

اول انسان جسے رحمٰن نے خود قرآن سکھایا وہ سیدنا محمد ﷺ ہی ہیں پھر ان سے

Marfat.com

لوگوں نے قرآن لیا اور سیکھا جیسے کہ آپ ﷺ ہی پہلے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے معانی قرآن کی تعلیم دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قرآن سکھایا۔ اس کے الفاظ کی تلاوت سکھائی معانی، حکمتیں، معارف، اسرار، اشارات اور خصائص سے آگاہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

سَنُقْرِئُکَ فَلاتَنسٰی (اعلیٰ: ۵، ۶)

اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

لاَ تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ (سورہ قیامہ: ۱۵ تا ۱۹)

تم یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو حرکت نہ دو بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

مفہوم یہ ہے اے حبیب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن کو آپ کے سینہ اقدس میں جمع کریں اور آپ کی زبان سے اس کی تلاوت بھی ہماری ذمہ داری ہے لہذا وحی مکمل ہونے سے پہلے اس خوف سے تلاوت میں جلدی نہ کریں کہ کہیں اس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر قرآن جمع فرمایا آپ ﷺ سے اسکی تلاوت کروائی، اس کے معانی و بیان کی ذمہ داری لیتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ (سورہ قیامہ ۱۸، ۱۹)

بے شک س کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

Marfat.com

یعنی اس کے معانی' احکام اور اوامر و نواہی کا بیان بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

(۱) خصائص الفاظ قرآنی سے آگاہی

اس تعلیم میں خصائص الفاظ قرآن سے آگاہی بھی ہے امام ابوداؤد' ترمذی نے ثوری سے ان سے ابواسحاق نے ان سے مہلب بن ابی صفرہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر رات کو دشمن تم پر حملہ آور ہو جائے تو تم کہو۔

حم لا ینصرون حم تو وہ کامیاب نہ ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اس میں واضح اشارہ ہے کہ حم میں حمایت (حفاظت) ہے۔

(۲) خصائص آیات قرآنی سے آگاہی

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آیات قرآنی کے خصائص سے آگاہ فرمایا جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آخری آیات کے بارے میں مروی ہے۔

امام ترمذی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر فرمائی۔

انزل منه آیتین ختم بهما سورة البقره ولا یقرأ بهن فی دار ثلاث لیال فیقربها شیطان

اس میں سے آیات کا نزول ہوا جو سورۂ بقرہ کی آخری ہیں جس گھر میں یہ تین راتیں پڑھی جائیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

سورۂ کہف کی آخری اور پہلی دس آیات کے بارے میں مروی ہے کہ دجال سے حفاظت کا ذریعہ ہیں مسند احمد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اکرم ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کر لیں۔

عصم من الدجال — وہ دجال سے محفوظ کر دیا گیا۔

اس صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے سورۃ الکہف کی آخری دس آیات حفظ کر لیں وہ فتنہ دجال سے محفوظ کر دیا جائے گا۔

حافظ ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی۔

فھو معصوم الی ثمانیۃ ایام من کل فتنۃ وان خرج الدجال عصم منه — وہ آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ ہو جائے گا اور اگر دجال کا ظہور ہوا تو اسے اس سے محفوظ کر لیا جائے گا۔

اس طرح سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات ہیں ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا ہجرت کی رات آپ ﷺ ان کی تلاوت کرتے ہوئے نکلے اور ایک مٹھ مٹی دشمنوں کی طرف پھینکی اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے حالانکہ وہ محاصرہ کیئے ہوئے تھے۔ یہ موضوع نہایت وسیع ہے اور یہ مقام تفصیل نہیں۔

(۳) سورتوں کے خصائص کا علم

اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن' آیات قرآن کے ساتھ ساتھ آپ کو سورتوں کے خصائص سے آگاہ فرمایا سورہ یٰس کے بارے میں فرمایا یہ قرآن کا دل ہے اور اس کے بہت خصائص ہیں سورۂ دخان کے بارے میں فرمایا جس نے رات کو تلاوت کی وہ صبح بخشا ہوا اٹھے گا سورۂ ملک کے بارے میں فرمایا یہ عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے اور اس طرح دیگر سورتوں کے خصائص احادیث سے ثابت ہیں جو واضح کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کو قرآنی

Marfat.com

حروف، آیات اور سورتوں کے خصائص کا بڑا وسیع و کبیر علم تھا۔ پاک، فتاح اور علیم ہے وہ ذات جس نے اپنے حبیب ﷺ پر ان علوم کے دروازوں کو وا فرما دیا۔

(۴) قرآنی اشارات خفیہ کا علم

آپ ﷺ کو صرف الفاظ صریح کا علم ہی نہیں دیا گیا بلکہ قرآن کے مخفی اشارات سے بھی آگاہ فرمایا دیا گیا جیسا کہ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ جب سورۃ النصر اذا جاء نصر اللہ والفتح کا نزول ہوا تو حضور ﷺ کو آگاہ کر دیا گیا کہ آپ ﷺ کا وصال ہونے والا ہے دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

نعیت الی نفسی — "مجھے میرے وصال کی اطلاع کر دی گئی ہے۔"

اور اسی سال آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

امام احمد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ ہر بات کے آخر میں پڑھتے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ — "اللہ کے لیے پاکیزگی اور حمد ہے میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

اور فرماتے مجھے میرے رب نے فرمایا میں تمہیں عنقریب امت میں ایک نشانی دکھاؤں گا جب تم دیکھو تو میری تسبیح تحمید اور استغفار کرنا کیونکہ میں بار بار توبہ قبول کرنے والا ہوں اور وہ میں نے دیکھ لی ہے اور وہ سورۃ النصر کا نزول ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے معانی، حقائق، خصائص، اشارات، دلالات، اور اسرار و مضامین سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا

اس کی حقیقت، قدر اور کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے یہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔

(۵) قرآن میں ہر شے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَافَرَّطْنَا فِیْ الْکِتَابِ مِنْ شَیْئٍ — ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

(سورہ انعام، ۳۸)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی وھدی و رحمۃ وبشری للمسلمین (سورہ النمل ۸۹) — "اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔"

حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل حرف منھا ظھر وبطن ولکل حرف حدو لکل حد مطلع — "قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے ہر حرف کے لیے ظاہر و باطن ہے اور ہر حرف کے لیے حد ہے اور حد کے لیے آگاہی پانے والا ہے۔"

سنن ترمذی وغیرہ میں ہے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ مبارک فرمان نقل کیا۔

وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم — قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے یہ ذکر پر حکمت ہے یہی سیدھا راستہ ہے اس

Marfat.com

وھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولا تلتبس فیہ الا لسنة ولا شبع منہ العلماء ولا یخلق علی کثرة الرد ولا تنقضی عجائبہ

سے آرزویں غلط نہیں ہوتیں اس سے زبانوں میں التباس نہیں آتا اس سے علماء کبھی سیر نہ ہوں گے کثرت حوالہ جات سے یہ پرانا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا۔

ان القرآن ذو شجون وفنون وظھور وبطون لا تنقضی عجائبہ ولا تبلغ غایتہ

"قرآن میں کثیر فنون ہیں' اس کے ظہور و بطون ہیں اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اور اس کے آخری مفہوم کو نہ پایا جا سکے گا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

من اراد علم الاولین والاخرین فلیعقل القران

"جو اولین و آخرین کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرآن کی تلاوت کرے۔"

تو قرآن کریم علوم و معارف کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علوم و حقائق کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کے لیے جمع فرما دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور مبارک داماد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے۔

لو تکلمت لکم علی سورة الفاتحة لا وقرت سبعین جملا

میں تمہارے لیے سورۂ فاتحہ پر گفتگو کروں یعنی اس کی تفسیر لکھوں تو اس کا بوجھ ستر اونٹ اٹھا سکیں گے۔

اب غور کیجیے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو جو علوم اور قرآنی مفاہیم حاصل ہیں ان کا عالم کیا ہوگا؟ یہ جو تمام کتب' تصانیف وغیرہ میں عرفاء نے بیان کیا اور وارثین محمدی نے نقل و بیان کیا۔

انما هو رشاشات من بحره صلی الله علیه وسلم قبسات من انواره واشراقات من اسراره صلی الله علیه وسلم

''وہ آپ ﷺ کے علمی سمندر کے قطرے' آپ کے نوار کی شعاعیں اور آپ کے اسرار کی چمک روشنی ہے۔''

اہل علم و معرفت نے قرآن کریم سے متخرج علوم کو بیان کیا مگر ان کی انتہا کو نہ پا سکے ہر ایک نے اپنے فہم و علم کے ساتھ اس پر بڑی جدوجہد کی لیکن قرآن تو ایسے معانی و اسرار کا سمندر ہے جس کی انتہاء نہیں اتقان وغیرہ بھی قاضی ابوبکر بن العربی کی قانون التاویل کے حوالے سے ہے کہ علوم قرآن' پچاس' چار سو سات ہزار ستر ہزار یا کلمات قرآن کے مطابق ہیں انہیں چار میں ضرب بھی دی جاسکتی ہے کیونکہ ہر کلمہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اس طرح اس کے لیے ایک حد اور ایک مطلع ہے اس میں ترکیب اور ربط کا بھی اعتبار نہیں اگر اس کا اعتبار کر لیا جائے تو علوم کی کوئی حد نہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علامہ راغب اصفہانی کی رائے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کی نبوت کے ساتھ دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا اختتام فرمایا' ان کی شریعتوں کو آپ کی شریعت نے منسوخ اور مکمل فرما دیا اور اس طرح آپ پر نازل کردہ کتاب کو پہلی تمام کتب کا جامع بنایا جیسا کہ باری تعالیٰ نے خود اس

پر تنبیہ فرمائی۔

رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (سورہ البینہ ۲ '۳)

وہ اللہ کا رسول کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے ان میں سیدھی باتیں لکھیں ہیں۔

اور اس کتاب کے معجزات میں سے یہ بتایا کہ اس کا حجم کم مگر ایسے تمام معانی پر مشتمل جن کے شمار و گنتی سے عقول بشر قاصر اور آلات دنیویہ جن کے سمیٹنے سے عاجز ہیں جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ وَّ الۡبَحۡرُ یَمُدُّہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ سَبۡعَۃُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ کَلِمٰتُ اللّٰہِ (سورہ لقمن '۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

علامہ زرکشی کی رائے

علامہ زرکشی ''البرہان فی علوم القرآن'' میں لکھتے ہیں۔ قرآن کریم اولین آخرین کے علوم پر مشتمل ہے اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا استنباط وہ شخص اس سے نہ کر سکے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا فہم عطا فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اہل علم نے حضور سرور عالم ﷺ کی عمر شریف ۶۳ سال قرآن سے مستنبط کرتے ہوئے کہا آیت مبارکہ

وَلَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُہَا (سورہ منافقون '۱۱)

''اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے۔''

یہ تریسٹھویں سورت کی آخری آیت ہے جو آپ ﷺ کے وصال پر شاہد ہے۔

یہ مقام علوم قرآن، مفاہیم اور اشارات کے بیان کا نہیں، اختصاراً ہم نے اس پر گفتگو کی ہے تاکہ آپ ﷺ کی وسعت علمی اور معانی قرآن کی طرف توجہ دلائی جائے جو

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے اور انہیں سوائے اللہ کے اور کوئی بھی نہیں جانتا۔

دوسری دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی اور کثرت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر نازل شدہ حکمت بھی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ (سورہ نساء: ۱۱۳)

''اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا (احزاب ۳۳، ۳۴)

''اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا ہے خبردار ہے۔''

حکمت سے آپ ﷺ کی سنت مراد ہے خواہ وہ افعال ہیں یا اقوال، احوال ہیں یا آپ نے کسی امر کو ثابت رکھا جیسا کہ امام شافعی نے کئی جگہ تصریح کی ہے۔ جمہور تابعین مثلاً امام حسن بصری، قتادہ اور مقاتل بن حیان وغیرہ کا یہی موقف ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے اس آیت ''وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ'' کے تحت نقل کیا ہے۔

Marfat.com

سنت نبویہ سراپا حکمت

سنت نبویہ کو حکمت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح قول، درست عمل اور ہر شئی کو اپنی جگہ اور مناسب جگہ دینے پر مشتمل ہے اور آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کے سراپا حکمت ہونے میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سنت نبویہ کو میزان بھی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ (شوریٰ ۱۶، ۱۷)

"اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری اور انصاف کی ترازو اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو۔"

یہاں لفظ میزان کتاب سے متصل آ رہا ہے۔ جس سے مراد وہ حکمت محمدیہ اور سنت نبویہ ہی ہے جو دوسرے مقام پر کتاب سے متصل ہے فرمایا وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ کیونکہ آیات قرآنی ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کو میزان قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام اقوال، افعال اور احوال کے لیے ترازو ہے امت پر لازم ہے وہ اپنے اقوال، احوال اور افعال کو آپ ﷺ کی سنت پر پیش کرے اگر وہ اس ترازو کے مطابق ہیں تو صحیح، درست، مقبول اور کامیاب ہیں۔ اور اگر اس کے خلاف ہیں تو یہ قبیح اور مردود ہیں جیسا کہ امام مسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

کل عمل لیس علیہ امرنا فھو رد

"ہر وہ عمل جو ہمارے طریقہ پر نہیں وہ مردود ہے"

Marfat.com

سنت بھی وحی ہے

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "وانزل الله علیک الکتاب والحکمة" سے بہت سے محققین نے یہ استدلال کیا ہے کہ سنت بھی ہے وحی اور اس کا نزول بھی اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہوا ہے جیسے کہ اس پر یہ فرمان باری تعالیٰ بھی شاھد ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (نجم ۳،۴) "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"

کیونکہ نطق (بولنا) تلاوت سے عام ہے اللہ تعالیٰ نے ومایتلو (جو تلاوت کرتے ہیں) ومایقرا (جو پڑھتے ہیں) نہیں فرمایا کہ اسے قرآن کریم کے ساتھ مخصوص کردیا جائے بلکہ وما ینطق (جو بولتے ہیں) فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ قرآن وحدیث میں خواہش نفس کی بنا پر نہیں بولتے ان کا نطق (بولنا) سراپا وحی ہے۔

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الا انی اوتیت القرآن ومثله معه "سنو مجھے قرآن عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی"

یہاں مثلہ سے مراد سنت ہے جیسا کہ جمہور علماء کا موقف ہے تو اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اس طرح سنت کا بھی نزول فرمایا۔

امام بیہقی نے مدخل میں سند کے ساتھ حضرت حسان بن عطیہ سے نقل کیا۔

Marfat.com

كان جبرائيل عليه السلام ينزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسنة كما ينزل عليه القران يعلمه ايها كما يعلمه القران	''جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی طرح ہی سنت لے کر نازل ہوتے اور سنت کی تعلیم بھی قرآن کی طرح ہی دیتے''

اس پر اہل علم نے بخاری و مسلم کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ مجھے تم پر ڈر اس پر ہے کہ تم پر دنیا کی زیب وزینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا کیا خیر، شر کو بھی ساتھ لائے گا؟ حضرت ابوسعید کہتے ہیں آپ ﷺ خاموش رہے حتی کہ ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا (جو کہ وحی کے نزول کے وقت آتا تھا) اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ عرض کیا حاضر ہوں فرمایا خیر اپنے ساتھ خیر ہی لاتا ہے دوسری روایت میں ہے فرمایا خیر، ساتھ شر نہیں لاتا۔

علماء فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ سنت کا نزول بھی بصورت وحی ہوتا تھا۔ جیسا کہ اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا جسے امام بخاری اور دیگر محدثین نے نقل کیا حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مجھے حضور ﷺ کی وہ کیفیت دکھاؤ جب آپ پہ وحی کا نزول ہوتا ہے، ایک دن مقام جعرانہ پر صحابہ میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے جس نے عمرہ کا احرام باندھا حالانکہ وہ خوشبو سے معطر ہے؟ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی فرمائی اور وحی کا

Marfat.com

نزول شروع ہو گیا حضرت عمر نے یعلی کو بلا کر بتایا جب یعلی آئے تو رسول اللہ ﷺ پر کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا یعلی نے کپڑے کے اندر سر کیا تو دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس سرخ تھا اور آپ ﷺ نیند کی حالت میں تھے جب وہ مبارک کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس آدمی کو بلایا گیا فرمایا خوشبو کو خوب دھوڈالو اور وہ جبہ اتار دے اور عمرہ میں اس طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

تیسری دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ پر غیوب کا اظہار و مطلع کرنا بھی دلیل ہے آپ ﷺ کے علوم میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کثیر علوم غیبیہ کا اظہار فرمایا ارشاد ربانی ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا. (سورہ جن ۲۵)

''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبات به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نباها به قالت من انباک هذا قال نبانی العلیم الخبیر

''اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے

Marfat.com

خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے
علم والے خبر دار نے بتایا۔"

علوم غیبیہ پر اطلاع کی متعدد صورتیں

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علوم غیبیہ پر جو مطلع فرمایا اس کی متعدد اور کثیر صورتیں ہیں کچھ کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت دوزخ تک کے احوال سے آگاہ فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابتداء خلق سے لے کر لوگوں کے دخول جنت اور دخول دوزخ تک مطلع فرمایا جیسا کہ۔

۱۔ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة الجنة واھل النار النار حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ

"اور ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے دخول جنت اور اہل دوزخ کے دخول دوزخ تک کے احوال بیان فرما دیئے اسے یاد رہا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جس نے اسے بھلا دیا۔"

۲۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔

ماترک فیه شیئا الی قیام الساعة الاذکرہ علمہ من علمہ وجھلہ من جھلہ.

اور قیامت قائم ہونے تک ہونے والی کسی شی کو نہیں چھوڑا یعنی تمام کو بیان فرمایا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے نہ جانا اسے علم نہ رہا۔

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میرے ساتھی جانتے ہیں۔

قد کنت اری الشئی قد کنت نسیتہ فاعرفہ کما یعرف الرجل الرجل اذا غاب فراٰہ فعرفہ

''جب بھی کوئی معاملہ سامنے آتا ہے اور میں اسے بھولا ہوتا میں اسے اس طرح پہچان لیتا جیسے کسی آدمی نے دوسرے کو دیکھا وہ غائب ہونے کے بعد واپس آئے تو وہ پہچان لیتا ہے۔''

(۲) اپنے بعد قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ فرمایا

آپ ﷺ نے اپنے بعد تا قیامت واقعات سے آگاہ فرمایا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور ہمیں ظہر تک خطبہ دیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور ظہر پڑھائی پھر عصر تک خطبہ دیا پھر اتر کر عصر پڑھائی پھر مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں۔

فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظنا

''قیامت تک ہونے والے واقعات سے ہمیں آگاہ فرمایا ہم میں سے جو زیادہ عالم تھا اس نے اسے زیادہ محفوظ رکھا۔''

Marfat.com

(۳) قیامت تک آنے والے ہر معاملہ کی اطلاع دے دی

قیامت تک آنے والا کوئی معاملہ ایسا نہیں جس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ نے نہ دی ہو امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا میرے دوست بھول گئے یا بھلا دیئے گئے ہیں۔

ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من تلثمائۃ فصاعدا الا سمالنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ

"اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے اختتام دنیا تک ہر فتنہ کے سربراہ کا نام، اس کے والد کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا اور اس میں سے کسی کو ترک نہیں فرمایا"

اس طرح آپ ﷺ نے قیامت صغریٰ وسطیٰ اور کبریٰ کی تمام علامات سے آگاہ فرمایا، آخرت کے تمام احوال، برزخ کے تمام احوال، اس طرح اہل جنت اور اہل نار کے تمام احوال بیان فرما دیئے ان کی تفاصیل کتب حدیث میں موجود ہے یہ چیز آپ ﷺ کی اس وسعت علمی پر شاہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔

(۴) تمام عوالم پر مطلع فرمایا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عوالم پر مطلع فرمایا، احادیث معراج اس پر شاہد ہیں ساتوں آسمان کا اور ان میں جو کچھ ہے تمام کا مشاہدہ کروایا تمام رسل علیہم السلام سے ملاقات ہوئی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا اس کے تمام عجائبات، آیات اور اس پر نازل تجلیات کا مشاہدہ کروایا پھر مقام مستوی پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی قلموں کی آواز سنی پھر وہاں سے آگے عالم علویات کا مشاہدہ ہوا۔

Marfat.com

عالم عرش کا مشاہدہ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم عرش سے مطلع فرمایا کیونکہ آپ ﷺ نے اس کی وسعت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام جہانوں سے وسیع اور محیط ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کرسی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

ما السموات السبع والارضون السبع عند الکرسی الا کحلقة ملقاة فی ارض فلاة وان فضل العرش علی الکرسی کفضل الفلاة علی تلک الحلقه

''سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایک انگوٹھی کی مانند ہیں جو کسی ویرانہ میں ہو اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسے ہے جسے ویرانہ کی اس انگوٹھی پر''

(تفسیر ابن کثیر)

آپ ﷺ نے عرش کی تفصیلات بیان کیں اس میں قناویل ہیں اور وہ عوالم عرشیہ ہیں اس کا سایہ ہے اس کے ستون ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ روز قیامت۔

فاذا موسی اخذ بقائمة من قوائم العرش

''موسیٰ علیہ السلام عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے ساتھ معلق ہوں گے''

اس کے خزائن ہیں حاملین عرش کے حالات یہ ہیں اور ان کی قوت اور عظمت کا عالم یہ ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نبی امی محمد ﷺ ہوں تین دفعہ فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں مجھے کلمات کے فواتح اور خواتم عطا کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

وعلمت کم خزنة النار وحملة العرش
"میں جانتا ہوں دوزخ کے فرشتے کتنے ہیں اور عرش کے حاملین کتنے ہیں"

امام ابوداؤد نے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ میں حاملین عرش فرشتوں میں سے ایک کے بارے میں بیان کرو۔

ان مابین شحمة اذنه الی عائقة مسیرة سبعمائة عام
"اس کے کان اور کاندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کے برابر ہے"

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

مسیرة سعمائة عام خفقان الطیر الریع
"تیز رفتار پرندہ کے سات سو سالہ مسافت کے برابر ہے"

۲۔ عالم جنت ونار

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم جنت اور عالم نار سے آگاہ فرمایا اور کئی مواقع پر انہیں آپ ﷺ کے لیے ممثل کیا گیا حدیث معراج میں ہے۔

ثم ادخلت الجنة فاذا فیها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسک الاذفر
"پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو وہاں موتیوں کے ہار اوراس کی مٹی کستوری تھی"

۳۔ عالم محشر کی تفصیلات

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم برزخ اوراس کے احوال ومعاملات سے آگاہ فرمایا عالم حشر اوراس میں تمام لوگوں کے احوال عالم پیشگی' عالم حوض' اعمال ناموں کا ملنا' حساب' میزان' پل صراط' اہل جنت کے احوال' اہل نار کے احوال سے آگاہ فرمایا آپ

ﷺ نے ان تمام عوالم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ان کی تفاصیل فراہم کیں ہیں۔

۴۔ عالم علویات سے آگاہی

اس طرح عالم علویات ملاء اعلیٰ اوراس میں کفارات ودرجات میں اختلاف کے بارے آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ کے لیے تمام اشیاء اور چیزیں آشکار ہوگئیں اور آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا۔

امام ترمذی، امام احمد اور دیگر محدثین نے یہ روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رات کو قیام کیا حسب توفیق میں نے نماز پڑھی دوران نماز مجھے اونگھ آ گئی میں نے اپنے رب عزوجل کی زیارت کا شرف پایا فرمایا محمد ﷺ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں اختلاف کرر ہے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر علوم کا فیضان فرمایا حتیٰ کہ فرمایا:

فتجلی لی کل شئی و عرفت — ''مجھ پر ہر شے آشکار ہوگئی اور میں نے اسے پہچان لیا۔''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں

فعلمت مافی السموات وما فی الارض — ''تو میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شئی کو جان لیا۔''

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

فعلمنی کل شئی — ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شے کا علم دیدیا''

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔

فما سالنی عن شئی الا علمته — ''جو تو نے پوچھا تھا وہ میں نے جان لیا ہے۔''

Marfat.com

پھر فرمایا یا محمد ﷺ اب بتایئے وہ کس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کفارات اور درجات کے بارنے میں الخ۔

(۵) امتوں کا آپ پر پیش کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر تمام امتوں کو پیش فرما دیا خواہ وہ سابقہ امتیں تھیں یا آپ کی امت، کئی مواقع پر آپ پر آپ کی تمام امت کو پیش کیا گیا۔

۱۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں میں نے ایک نبی کو دیکھا جن کے ساتھ دس سے بھی کم امتی تھے۔ ایک نبی کے ساتھ ایک آدمی اور کسی کے ساتھ دو اور کسی کے ساتھ کوئی بھی امتی نہ تھا اچانک میرے سامنے بہت بڑی جماعت کو لایا گیا میں نے خیال کیا شاید یہ میرے امتی ہیں مجھے بتایا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے لیکن اے نبی تم افق کی طرف دیکھو، دیکھا تو اس طرف بھی انبوہ کثیر تھا فرمایا گیا یہ تمہاری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی بلا حساب و عذاب جنت میں داخل ہوں گے۔

۲۔ امام طبرانی اور امام ضیاء مقدسی نے حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عرضت علی امتی البارحة الذی هذه الحجرة حتی لانا اعرف بالرجل منهم من احدکم بصاحبه صوروالی فی ایطنی	''پچھلی رات میری تمام امت اس حجرہ کے پاس مجھ پر پیش کی گئی حتی کہ میں ان میں سے ہر شخص کو اس سے کہیں زیادہ پہچانتا جانتا ہوں جو تم اپنے کسی دوست اور ساتھی کو جانتے ہو۔''

(۲) تمام دنیا کا مشاہدہ کروایا گیا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کا مشاہدہ عطا فرمایا اور آپ ﷺ نے اسے ملاحظہ کیا۔

ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں

۱۔ امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ

''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا اس طرح آشکار کر دی ہے میں اسے اور اس میں تا قیامت ہونے والے معاملات کو اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔''

(۲) اس کی تائید مسلم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا و مغاربھا

''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔''

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شی دکھا دی

بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شی دکھا دی جیسا کہ امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے نقل کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

مامن شیئ لم اکن اریتہ الا رأیتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار

''کوئی ایسی شی نہیں جسے میں اس مقام پر کھڑے نہیں دیکھ رہا حتی کہ جنت و دوزخ بھی سامنے ہے''

تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا مشاہدہ کروا کران پر مطلع فرما دیا۔

(۷) وقوع سے پہلے امور غیبیہ کا ملاحظہ فرمانا

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ وقوع سے پہلے ہی امور غیبیہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسالت مآب ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک ٹیلہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جسے میں دیکھ رہا ہوں عرض کیا نہیں فرمایا:

فانی لاری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر

''میں تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی طرح فتنہ واقع ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔''

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے زمین پر نشان لگا کر فرمایا فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں۔

فماماط احدھم من موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

''ان میں سے ایک بھی حضور ﷺ کے دست اقدس کے نشان سے تھوڑا بھی دور نہیں ہوا۔''

Marfat.com

یعنی جو جگہ آپ ﷺ نے مقرر فرمائی تھی اس سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے۔

(۸) مخفی امور غیبیہ کا ظہور سے پہلے آپ ﷺ کے لیے آشکار ہو جانا

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی یہ صورت بھی ہے کہ امور غیبیہ مخفیہ اپنے ظہور سے پہلے آپ پر آشکار ہو جاتے اور آپ ﷺ ان کے بارے میں خبر عطا فرما دیتے مثلاً۔

۱۔ امام احمد اور دیگر محدثین نے روایت کیا رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا۔

يدخل عليكم من هذا الباب رجل من خير ذي يمن الا ان على وجهه مسحة ملك

اس دروازہ سے تم پر ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جو بہتر ہے اس کے چہرے پر شرافت کا نشان ہوگا۔

طبرانی کے الفاظ ہیں۔

يطلع عليكم خير ذي يمن عليه مسحة ملك

تم پہ ایک آدمی داخل ہونے والا ہے جس پر شرافت کے آثار ہیں۔

تو حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے۔

۲۔ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔

يطلع عليكم رجل من اهل الجنة

تم پر جنتی آدمی داخل ہو رہا ہے۔

تو ایک انصاری صحابی آئے جن کی ریش مبارک وضو سے چمک رہی تھی بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۔ حضرت مزیدہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے دوران گفتگو فرمایا اس راستے سے تم پر کچھ سوار طلوع ہوں گے جو اہل مشرق میں سے بہتر ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر دیکھا تو تیرا سوار تھے انہوں نے خوش آمدید کہا۔ اور پوچھا۔

من القوم ؟ تمہارا کس قوم سے تعلق ہے؟

انہوں نے بتایا

قوم من عبدالقیس ہمارا تعلق قبیلہ عبد قیس سے ہے۔

(۸) دلی خیالات سے آگاہی

آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے دلی خیالات بھی منکشف فرما دیئے اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں بتایا۔

۱۔ امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن سعد نے ابو اسحاق سبیعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ابوسفیان نے دیکھا رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں اور صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے ہیں ابوسفیان نے دل میں کہا کاش میں اس کے خلاف لشکر جمع کر کے قتال کرتا حضور ﷺ نے پاس آ کر ابوسفیان کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

اذن نخریک تو ہم تجھے ذلیل و رسوا کر دیتے۔

ابوسفیان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں مجھے اسی گھڑی یقین آ گیا ہے کہ آپ سچے نبی ہیں۔

انی کنت لا حدث نفسی بذلک "میں نے اپنے دل میں یہی بات سوچی تھی"
(مجمع الزوائد)

۲۔ امام احمد نے مسند میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل یا میں ے ایک دوست سے کہا آؤ آج ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں ۔ کی قسم ایسے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا مشاہدہ فرمایا خطبہ دیا اور فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں آؤ ہم آج کے دن کو اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے بنا دیتے ہیں آپ ﷺ نے یہ بات اتنی دفعہ دہرائی کہ میرے اندر یہ آرزو ہوئی کہ کاش زمین جگہ دے دے۔ امام طبرانی نے اسے رجال صحیح کی سند سے بیان کیا ہے۔

۳۔ اہل سیرت نے عمیر بن وہب جمحی کے بارے میں بیان کیا جب صفوان بن امیہ نے اس کے قرضوں اور اس کے خاندان کے خرچہ کا ذمہ لیا اس شرط پر کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کرے دونوں نے خفیہ معاہدہ کیا ، عمیر زہریلی تلوار چھپائے مدینہ طیبہ پہنچا حضور ﷺ سے اجازت چاہی آپ ﷺ نے ملاقات کی اجازت دے دی اور پوچھا۔

ماجاء ک ؟ کیسے آئے ہو؟

کہنے لگا میں اپنا قیدی چھڑانے کے لیے حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

مما بال السیف فی عنقک؟ یہ تلوار کس لیے لٹکائے ہوئے ہو؟

بولا ان تلواروں نے ہمیں کیا فائدہ دیا ہے خدا انہیں رسوا کرے فرمایا کیا تو صرف قیدی کے لیے آیا ہے کہا ہاں میں صرف اسی لیے آیا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا سنو تم اور صفوان نے مقام حجر پر بدر میں مارے جانے والے سرداران کفار کے بارے غور کیا تم نے کہا اگر میرے ذمے قرض اور عیال کا خرچہ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو شہید کر دیتا صفوان نے

Marfat.com

یرے مل کی شرط پر تمہارے قرضوں اور خرچہ کا ذمہ لیا لیکن اللہ تعالیٰ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا' عمیر نے سنتے ہی کہا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آسمانی خبروں اور نازل وحی کا انکار کرتے رہے۔

وھذا امر لم یحضرہ الا انا وصفوان فواللہ انی لاعلم ماانباک بہ الا الالہ فالحمد للہ الذی ھدانی للاسلام

''لیکن اس معاہدہ کے وقت وہاں سوائے میرے اور صفوان' کے اور کوئی نہ تھا۔ اللہ کی قسم مجھے اب یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اس سے آگاہ کیا تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے اسلام کی توفیق دی ہے۔''

۴۔ ابن سعد اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضور ﷺ تشریف لائے تو ابوسفیان مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے دل میں کہا میں نہیں جانتا محمد ﷺ کو ہم پر غلبہ کیسے ہو گیا؟ آپ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

باللہ نغلبک

''ہمیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا ہے''

ابوسفیان پکار اٹھا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(زرقانی علی المواہب)

۵۔ ابن ہشام اور دیگر اہل سیر نے بیان کیا فضالہ بن عمیر بن ملوح نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا جبکہ آپ ﷺ فتح مکہ کے وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو فضالہ ہے بولا ہاں فرمایا۔

Marfat.com

ماذا کنت تحدث بہ نفسک؟ تمہارا ارادہ کیا ہے؟

کہنے لگا کوئی ارادہ نہیں

کنت اذکر اللہ میں تو اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا

استغفر اللہ اللہ تعالیٰ سے اپنی بات پر معافی مانگو۔

یعنی تم جھوٹ کہہ رہے ہو اس کے بعد فضالہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا تو اس کے دل میں اسلام اور خیر الانام ﷺ کی محبت گھر کر گئی حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

واللہ مارفع یدہ من صدری حتی ماخلق اللہ شیئا احب الی منہ صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ کی قسم آپ ﷺ نے اس وقت تک میرے سینہ سے ہاتھ نہیں اٹھایا جب تک آپ ﷺ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب نہیں ہو گئے۔"

پھر میں گھر کی طرف لوٹا اور اس عورت کے پاس گزرا جس کے ساتھ میں محبت کی باتیں کیا کرتا تھا آج بھی اس نے مجھے گفتگو کی دعوت دی تو میں نے کہا۔

قالت ھلم الی الحدیث فقلت لا یابی علی اللہ والاسلام

(تو مجھے گفتگو کی دعوت دے رہی ہے لیکن اس کام سے اللہ تعالیٰ اور اسلام نے مجھ پر پابندی لگا دی ہے)

لوما رایت محمد او قبیلہ بالفتح یوم تکسر الاصنام

(کاش تو محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑے ہوئی دیکھتی)

فرایت دین اللہ اضحی بینا والشرک یغشی وجہہ الاظلام

(تو تو اللہ کے دین کو روشن دیکھتی اور شرک کو تاریکی میں منہ چھپاتے پاتی)

(شرح المواہب' الاصابہ)

Marfat.com

(۹) دلی اموراس قدر اطلاع کہ سوال سے پہلے جواب

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دلی امور پر اس قدر مطلع فرمایا کہ آپ ﷺ سائل کے سوال سے آگاہ ہو جاتے اور اس کے سوال سے پہلے جواب ارشاد فرما دیتے اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں ایک مثال سامنے لا رہے ہیں۔

امام احمد نے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ ارادہ لیے حاضر ہوا کہ میں آپ ﷺ سے ہر نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھوں گا حتی کہ کسی کو ترک نہیں کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا وابصہ قریب آجاؤ میں آپ ﷺ کے اس قدر قریب ہوا کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کے مبارک گھٹنوں سے مس کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم جو مجھ سے پوچھنے آئے ہو میں بتاؤں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ضرور فرمائیے فرمایا تم۔

جئت تسالنی عن البر و الاثم

"مجھ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو"

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بات یہی ہے آپ ﷺ اپنی مبارک تین انگلیاں جمع فرمائیں اور میرے سینے پر رکھ دیں اور فرمایا ابصہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھو۔

البر ما اطمائنت الیہ النفس و اطمان الیہ القلب و الاثم ما حاک فی القلب و تردد فی الصدور و ان افتاک الناس و افتوک۔

"نیکی یہ ہے کہ نفس و دل اس پر مطمئن ہو جائیں اور گناہ یہ ہے کہ دل و سینہ میں کھٹک اور اضطراب پیدا ہو اگرچہ لوگ اس پر فتویٰ دیں"

(۱۰) بشارات غیبیہ

Marfat.com

علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے امور غیبیہ کے بارے میں بشارات عطا فرمائیں مثلاً حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ نوجوان ایک قرن زندہ رہے گا تو وہ سو سال تک زندہ رہے ان کے چہرے پر تل تھا اس کے بارے میں فرمایا جب تک یہ تل ختم نہ ہوگا ان کو موت نہیں آئے گی تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ان کی موت تل ختم ہو جانے کے بعد ہوئی۔ (مجمع الزوائد)

آیت مبارکہ کی کچھ تفصیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَإِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (سورہ جن : ۲۷)

"غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ واضح فرما دیا ہے وہ غیب مطلق کا جاننے والا ہے اس کا علم ذاتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ (نمل:۶۵)

"تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں مگر اللہ"

ایک اور مقام پر یوں واضح فرمایا:

لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (سورہ کھف : ۲۶)

"اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب۔"

Marfat.com

اس حقیقت کو یوں بھی واضح فرمایا:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ. (سورہ انعام : ۵۹)

''اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے''

لیکن اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ آیت کریمہ میں ہمیں یہ اطلاع بھی دے دی ہے کہ وہ رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب فرما کر اس پر غیب کا اظہار فرمائے اور حکمت الٰہیہ کے تحت جس غیب پر چاہے مطلع فرمادے مثلاً اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض غیوب پر مطلع فرمایا تاکہ ان کی نبوت کے صدق اور قوم پر حجت بن سکیں اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آلعمران : ۴۹)

''اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔''

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولان کرام کو حکمت کے تحت جن غیوب پر چاہا مطلع فرما دیا تاکہ وہ ان کی نبوت کے صدق پر دلیل بن سکے ہاں یہ علم غیب آلات کے ذریعے نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس میں اسباب عادیہ کا دخل ہوتا ہے اور نہ ہی علامات عرفیہ کا بلکہ فقط اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہی ہوتا ہے۔

یہاں سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ علم نجوم، علم الافلاک اور فضائی رصدگاہوں وغیرہ کے حاصل ہونے والے بعض مخفی چیزوں کا علم غیب نہیں کہلائے گا کیونکہ ان میں سائنسی آلات اور قواعد عادیہ اور عرفیہ کا دخل ہے کیونکہ علم غیب کے لیے یہ شرط ہے کہ تمام مادیات، وسائط کونیہ، اسباب عادیہ اور علامات عرفیہ سے بالاتر ہو اور اسے محققین نے خوب واضح کر دیا

Marfat.com

ہے یہی وجہ ہے اگر کوئی طبیب کسی آلہ کے ذریعے دل کی قوت اور ضعف یا نبض کے ذریعے اندرونی اور مخفی مرض کا بتاتا ہے تو اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے غیبی خبر دی ہے جیسا کہ فلکیات کا ماہر آلات سائنس کے ذریعے موسمی تغیرات مثلاً حرارت و برودت وغیرہ کے بارے میں بتائے تو اسے بھی غیب کا علم نہیں کہا جائے گا۔

آیات میں موافقت و تطبیق

زیر مطالعہ آیت مبارکہ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احد الامن ارتضی من رسول درج ذیل آیت کے منافی نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہو۔ (سورہ انعام: ۵۰)

کیونکہ یہاں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط مراد ہے مفہوم یہ ٹھہرا میں یہ نہیں کہتا کہ میں غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط رکھتا ہوں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی کیونکہ یہ علم فقط اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔

یہی معنی اس آیت مبارکہ کا ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بتایا۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

''اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں'' (ھود: ۳۱)

یا ان آیات کا مفہوم یہ ہوگا۔

انی لا اعلم الغیب الا ان یعلمنی اللہ تعالی ویطلعنی علی ماشاء من الغیب

''میں غیب نہیں جانتا مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا ہے اور مجھے اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس پر مطلع کیا ہے۔''

اولیاء کرام کا علم غیب

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے۔''عالم الغیب فلا یظھر علی غیبیہ احدا لامن ارتضی من رسول'' اولیاء اللہ کے بعض علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کے بھی منافی نہیں کیونکہ آیت مبارکہ میں اگر رسول سے مراد رسول بشری ہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے تو اب اولیاء کو بعض علوم غیبیہ رسولوں کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوگا اور اس واسطہ سے انہیں کرامت ملتی ہیں لہذا ان کا یہ علم ان کی کرامات کہلائی گی اور ہر ولی کی ہر کرامت اس کے نبی کے لیے معجزہ ہوتا ہے جو اسے ان کی اتباع کی بنا پر ملتی ہے۔ صلوات اللہ علی نبینا وعلی الانبیاء اجمعین

اور اگر رسول سے مراد رسول ملکی ہے جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جیسے وہ وحی نبوی لے کر حضرات انبیاء علیہم السلام پر پاس آئے اس طرح وہ الہام صادق لے کر قلوب اولیاء پر وارد ہوتے ہیں اور انہیں القاء کرتے ہیں تو اولیاء کرام کے بعض علوم غیبیہ کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اور ہماری یہ بات احادیث صحیح سے بھی ثابت ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایسے تھے جن پر الہام ہوتا اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

امام بخاری نے انہی سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں لوگ تھے جن سے کلام کیا جاتا لیکن وہ نبی نہ تھے اگر ان میں سے میری امت کا

Marfat.com

کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

فتح الباری میں ہے محدث' جس کے دل میں ملاء اعلیٰ سے کچھ ڈالا جائے تو وہ ایسے ہی ہو گیا جیسے اس کے ساتھ دوسرے نے گفتگو کی ہے مکلم جس کے ساتھ بغیر نبوت کے ملائکہ گفتگو کریں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے گفتگو کا مفہوم کیا ہے فرمایا ملائکہ اس کی زبان میں اس سے ہمکلام ہوتے ہیں۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی اگر کوئی میری امت سے ہے تو وہ عمر ہے میں تردد اور شک نہیں بلکہ اس میں تاکید اور بات کو پختہ کرنا ہے جیسے کہ محاورہ ہے اگر میرا دوست ہوتا تو فلاں ہوتا' اس سے دوستوں کی نفی نہیں بلکہ دوست کے ساتھ کمال دوستی کا اظہار ہے یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ تعالی جعل الحق علی لسان عمرو قلبہ

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھا ہے۔''

یہ تمام روایات اثبات الہام اور مغیبات کے بتائے جانے میں صریح ہیں سنن ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ

''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

ان فی ذلک لایات للمتوسمین (سورہ حجر : ۷۵)

''بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے''

Marfat.com

امام ابن جریر نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

احذروا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله وبتوفيق الله

''مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور اور اللہ کی توفیق سے دیکھتا ہے''

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان لله عبادا يعرفون الناس بالتوسم

''اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہوتے ہیں جو لوگوں کو علامات سے پہچان لیتے ہیں''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ بھی اس سے تعلق رکھتا ہے ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس نے کسی اجنبی خاتون کو تاڑا تھا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

يدخل احدكم علينا و في عينيه اثر الزنا

''تم پر ایک ایسا آدمی آیا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے''

آدمی نے عرض کیا امیر المومنین

اوحی بعد رسول الله؟

''کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ ہے؟

فرمایا نہیں

ولكن فراسة مومن صادقة

''لیکن مومن کی صحیح فراست تو باقی ہے''

Marfat.com

چوتھی دلیل

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو اصناف مخلوقات' انواع حیوانات اوران کے احکام' اوضاع اوران کے امور کی تفصیل کا علم تھا۔

۱۔ امام طبرانی نے رجال صحیح کی سند سے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا۔

لقد تركنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وما في السماء طائر يطير بجناحيه الا ذكرلنا منه علما (مجمع الزوائد)

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آسمان پر کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم آپ ﷺ نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔"

۲۔ امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا۔

وما يحرك طائر جناحيه في السماء الاذكر لنا منه علما

"کہ آپ ﷺ نے آسمان پر اڑنے والے پرندوں کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا۔

۳۔ امام طبرانی نے روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مابقي شئي يقرب من الجنة ويباعد من النار الاوقد بين لكم

"کوئی ایسی شی باقی نہیں رہی جو جنت کے قریب کر دے اور وہ دوزخ سے دور کردے مگر اسے ضرور تمہارے لیے بیان کردیا گیا۔"

حضور ﷺ نے پرندوں کے حوالے سے صحابہ کو علم کبیر عطا فرمایا یہ واضح طور پر

Marfat.com

دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کی ہر شئی سے متعلق وسیع علم حاصل تھا۔

اس میں اس پر بھی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے کون ومکان کے تمام ان اہم امور کو ہر جہت اور اعتبار سے واضح کیا جو ہر جہاں کی مصلحت اور سعادت بشر کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ جب آپ ﷺ پرندوں کے بارے میں آگاہ فرمارہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ انسان کے مصالح سے متعلق چیزوں کا ذکر ترک کر دیں اور پرندوں کے احکام اور تفاصیل بتائیں؟ ایسا ہر گز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ ﷺ نے اکمل وجوہ پر تمام سعادات بشریہ اور جمیع اوصاف اصلاحیہ کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔

امام ابو یعلی نے سند کے ساتھ محمد بن منکدر کے حوالے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مکڑی کم ہوگئی آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو کچھ نہ ملا تو آپ نے مختلف علاقوں میں اس کے لیے آدمی بھجوائے تاکہ وہ مکڑی کے بارے میں خبر لائیں یمن کی طرف جانے والے آدمی مشت بھر مکڑی حاصل کر لائے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کی آپ نے دیکھ کر تین دفعہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

خلق الله عزوجل الف امة منها ستمائة في البحر واربعمائة في البر واول شئي يهلك من هذه الامم الجراد فاذا هلكت تتابعت مثل النظام اذا قطع سلكه

(تفسیر ابن کثیر)

"اللہ تعالیٰ نے ہزار امت پیدا کی چھ صد سمندر میں اور چار ہزار خشکی میں ان میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت مکڑی ہوگی۔"

یہ تمام احادیث اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تفصیلات ہیں۔

Marfat.com

وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شئی ثم الی ربھم یحشرون (انعام : ۳۸)

''اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہیں رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائیں جائیں گے۔''

آپ ﷺ نے تو روز قیامت ان چیزوں کے حشر کی تفصیلات اور ان کے درمیان قصاص تک کے معاملات کو بیان فرمایا۔

صحیح مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت حق ہر اہل حق تک پہنچایا جائے گا۔

حتی یقاد للشاۃ الجلحا من الشاۃ القرناء

''حتی کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی سے بدلا دیا جائے گا۔''

امام احمد نے ان الفاظ میں روایت کیا ہر ایک سے قصاص لیا جائے گا۔

حتی الجماء من القرناء وحتی للذرۃ من الذرہ

''سینگ والی' سینگ والی سے بدلہ لے گی۔''

حافظ منذری فرماتے ہیں اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

پرندے بھی امت ہیں اس طرح کیڑے بھی امت ہیں حدیث صحیح میں ہے ایک نبی کو کیڑی نے کاٹا اور انہوں نے ان کی آبادی کو جلانے کا حکم دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔

ان قرصتک نملۃ اھلکت امۃ من الامم تسبح

''تم نے ایک ایسی امت کو ہلاک کیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی تھی۔''

شہد کی مکھی امت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

Marfat.com

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ

''اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بناؤ اور درختوں میں اور چھتوں میں۔''

(سورہ النحل : ٦٨)

امت سے مراد مخلوقات کی ایک ایسی صنف ہے جس کا نظام حیات' معاشی معاملات' تناسل' اجتماعی نظام اور اس میں آمر و مامور وغیرہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ

''ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیوں اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔''

(سورہ نمل : ١٨)

حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے لشکروں کے پاس سے گزرنا چارہے تھے ان کی سربراہ کو پتہ چلا تو اس نے انہیں اپنے گھروں میں داخل ہو جانے کا حکم دیا تا کہ کہیں وہ کچل نہ دی جائیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام معذور ہوں گے کیونکہ انہیں علم نہیں۔

یہ تمام چیزیں سامنے رکھیں تو واضح ہو جاتا ہے حضور ﷺ کے علمی سمندر کا احاطہ سوائے عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے ظہر پڑھائی سلام کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے قیامت کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پہلے آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر فرمایا پھر فرمایا تم میں اگر کوئی کچھ پوچھنا چاہتا ہے تو مجھ سے پوچھ لے۔

Marfat.com

فواللہ لاتسالون عن شئی الا اخبرتکم بہ مادمت فی مقامی ھذا
''اللہ کی قسم تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں اس مقام پر تمہیں بتاؤں گا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے تمام انصار صحابہ رو رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

سلونی
''مجھ سے پوچھ لو''

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرا ٹھکانہ کہاں فرمایا جہنم' حضرت حذیفہ نے پوچھا میرا والد کون ہے فرمایا تیرا والد حذافہ ہے اس کے بعد فرمایا:

سلونی سلونی
''پوچھو اور پوچھو''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہا

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا و بمحمد رسولا
''ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور آپ کے رسول ہونے پر مطمئن ہیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی پھر فرمایا مجھے قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابھی جنت و دوزخ کو اس سامنے دیوار کے پاس میرے سامنے لایا گیا حالانکہ میں نماز ادا کر رہا تھا میں نے خیر و شر میں آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔

تو دیکھا آپ ﷺ نے بار بار اعلان فرمایا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں یہاں کھڑے کھڑے بتا دوں گا اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی وسعت علمی پر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا
''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے''

(سورہ النساء : ۱۱۳)

Marfat.com

ماخذ و مراجع

بحر العلوم	امام ابو اللیث سمرقندی
دفاع عن السنۃ	شیخ محمد محمد ابوشہبہ
سبل الہدیٰ	امام محمد یوسف صالحی (۹۴۲)
صحیح البخاری	امام بخاری (۲۵۶)
عمدۃ القاری	امام بدر الدین عینی (۸۵۵)
فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
روح المعانی	علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰)
ترجمہ قرآن	مولانا محمود الحسن دیوبندی
مواہب الرحمٰن	مولانا سید امیر علی (۱۳۳۷)
تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانی
بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی (۱۳۶۲)
المظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵)
جامع البیان	امام محمد بن جریر طبری (۳۱۰)
لباب التاویل	امام علاء الدین خازن (۷۲۵)
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین ھیثمی (۸۰۷)
تفسیر القرآن العظیم	حافظ ابن کثیر (۷۷۴)
الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز	امام ابو الحسن واحدی (۴۶۸)
معالم التنزیل	امام محمد الحسین بغوی (۸۱۶)
البحر المحیط	امام ابو حیان اندلسی (۷۴۵)

Marfat.com

الدر اللقیط	امام تاج الدین محمد حنفی (۷۴۹)
جلالین	امام جلال الدین محلی و سیوطی
الجمل علی جلالین	شیخ سلیمان الجمل (۱۱۰۴)
الصاوی علی جلالین	شیخ احمد صادی (۱۲۴۱)
فتح القدیر	شیخ محمد علی شوکانی (۱۲۵۰)
روح البیان	شیخ اسماعیل حقی (۱۱۳۷)
تفسیر حقانی	شیخ عبدالحق حقانی
الکشاف	علامہ جار اللہ زمخشری (۵۳۸)
غرائب القرآن	امام نظام الدین حسن نیشاپوری (۷۲۸)
مدارک التنزیل	امام عبداللہ نسفی (۷۱۰)
ارشاد العقل السلیم	امام ابو السعود محمد عمادی (۹۵۱)
محاسن التاویل	شیخ جمال الدین قاسمی (۱۳۱۲)
المنافقون فی القرآن الکریم	
تفسیر آیات الاحکام	شیخ محمد علی سائیس
مفاتیح الغیب	امام فخر الدین رازی (۶۰۶)
انوار التنزیل	امام بیضاوی (۶۸۵)
النکت والعیون	امام ابو الحسن ماوردی (۴۵۰)
اللباب فی علوم الکتاب	امام ابو حفص عمر بن عادل حنبلی (۸۸۰)
المقتطف	شیخ مصطفیٰ المنصوری
ازالۃ الریب	مولانا محمد سرفراز خاں صفدر
صفوۃ التفاسیر	شیخ محمد علی صابونی

Marfat.com

الدر اللقیط	امام تاج الدین محمد حنفی (۷۴۹)
جلالین	امام جلال الدین محلی وسیوطی
الجمل علی جلالین	شیخ سلیمان الجمل (۱۱۰۴)
الصاوی علی جلالین	شیخ احمد صادی (۱۲۴۱)
فتح القدیر	شیخ محمد علی شوکانی (۱۲۵۰)
روح البیان	شیخ اسماعیل حقی (۱۱۳۷)
تفسیر حقانی	شیخ عبدالحق حقانی
الکشاف	علامہ جار اللہ زمخشری (۵۳۸)
غرائب القرآن	امام نظام الدین حسن نیشاپوری (۷۲۸)
مدارک التنزیل	امام عبداللہ نسفی (۷۱۰ھ)
ارشاد العقل السلیم	امام ابو السعود محمد عمادی (۹۵۱)
محاسن التاویل	شیخ جمال الدین قاسمی (۱۳۱۲)
المنافقون فی القرآن الکریم	
تفسیر آیات الاحکام	شیخ محمد علی سائیس
مفاتیح الغیب	امام فخر الدین رازی (۶۰۶)
انوار التنزیل	امام بیضاوی (۶۸۵)
النکت والعیون	امام ابو الحسن ماوردی (۴۵۰)
اللباب فی علوم الکتاب	امام ابو حفص عمر بن عادل حنبلی (۸۸۰)
المقتطف	شیخ مصطفی المنصوری
ازالۃ الریب	مولانا محمد سرفراز خاں صفدر
صفوۃ التفاسیر	شیخ محمد علی صابونی

Marfat.com

الانتصاف	امام ناصر الدین احمد بن المنیر سکندری
الجامع لاحکام القرآن	امام قرطبی (۶۷۱)
زاد المسیر	امام ابن جوزی
نظم الدور	امام ابراہیم بقاعی (۸۸۵)
معارف القرآن	مولانا ادریس کاندھلوی
فتح البیان	شیخ صدیق حسن خاں (۱۳۰۷)
تفسیر القرآن العظیم	حافظ ابن کثیر (۷۷۴)
تدبر قرآن	مولانا امین احسن اصلاحی
تفہیم القرآن	مولانا سید مردودی
اساس التفسیر	شیخ سعید حوی
عصمۃ الانبیاء	امام فخر الدین رازی (۶۰۶)
الشفاء	قاضی عیاض مالکی (۵۴۴)
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع دیو بندی
اشرف الحواشی	مولانا محمد عبدہ الفلاح
اضواء البیان	شیخ محمد امین شفیقسطی (۱۳۹۳)
تبصیر الرحمٰن	امام علی بن احمد مہائمی (۸۳۵)
مسند احمد	امام احمد بن حنبل (۲۴۱)
التاریخ الکبیر	امام محمد بخاری (۲۵۶)
در منثور	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱)
مسلم	امام مسلم
دلائل النبوۃ	امام ابو بکر بیہقی (۴۵۸)

سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸)
میزان الاعتدال	امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸)
تعجیل	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
کتاب الجرح والتعدیل	امام ابن ابی حاتم (۳۲۷)
لطائف الاشارات	امام ابوالقاسم قشیری (۴۶۵)
تہذیب التہذیب	امام ابن حجر عسقلانی (۷۴۸)
مقدمۃ فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
الکرمانی علی البخاری	امام شمس الدین کرمانی (۷۸۶)
الذواجر	امام ابن حجر مکی
اسد الغابہ	امام ابن اثیر
الصارم المسلول	شیخ ابن تیمیہ (۷۲۸)
المستدرک	امام حاکم نیشاپوری (۴۰۵)
الاستیعاب	امام ابن عبدالبر مالکی
نسیم الریاض	امام احمد خفاجی (۱۰۶۹)
الباہرہ	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱)
الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱)
زرقانی علی المواہب	امام زرقانی (۱۱۲۲)
الاصابہ	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
المنار	علامہ رشید رضا مصری
النکت علی مقدمۃ ابن صلاح	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
تفسیر الضحاک	امام ضحاک تابعی

حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟

تصنیف
مفتی محمد خان قادری
شیخ محمد علی صابونی

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور مین بلیوارڈ۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (نزد ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور
☎: 5300353-5300354

علم نبوی ﷺ اور متشابہات

وسعتِ علم نبوی ﷺ

تالیف
مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور 5300353-5300354 ☎

اپنی اولاد اور ورثاء کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں

صحابہ کی وصیتیں

تالیف
مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
205- جامعہ رحمانیہ شادمان 1 لاہور (پاکستان)
☎ 092-42-7580004, 5300353-6

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شرحِ سلامِ رضا

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی

Marfat.com

سورۃ البقرہ کی آیت ۳۶ کی روشنی میں

عصمتِ انبیاء علیہم السلام

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۶۰۶ھ)

تقدیم و ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

Why Did The BELOVED PROPHET (SAW) Perform Many Nikahs?

Written By

Mufti Muhammad Khan Qadri
&
Sheikh Muhammad Ali Sabooni

Translated By
(in English)

Tariq Mahmood Butt

JAMIA ISLAMIA LAHORE

Main Boulevard Achison Housing Society
Lahore- Pakistan. Tel: 092-42-5300353-4

صحابہ اور بوسہ جسمِ نبوی ﷺ

تالیف

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

مِنہاجُ المنطق

مفتی محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

5300353-4

Marfat.com

علمِ نبوی ﷺ اور منافقین

مُفتی محمد خان قادری

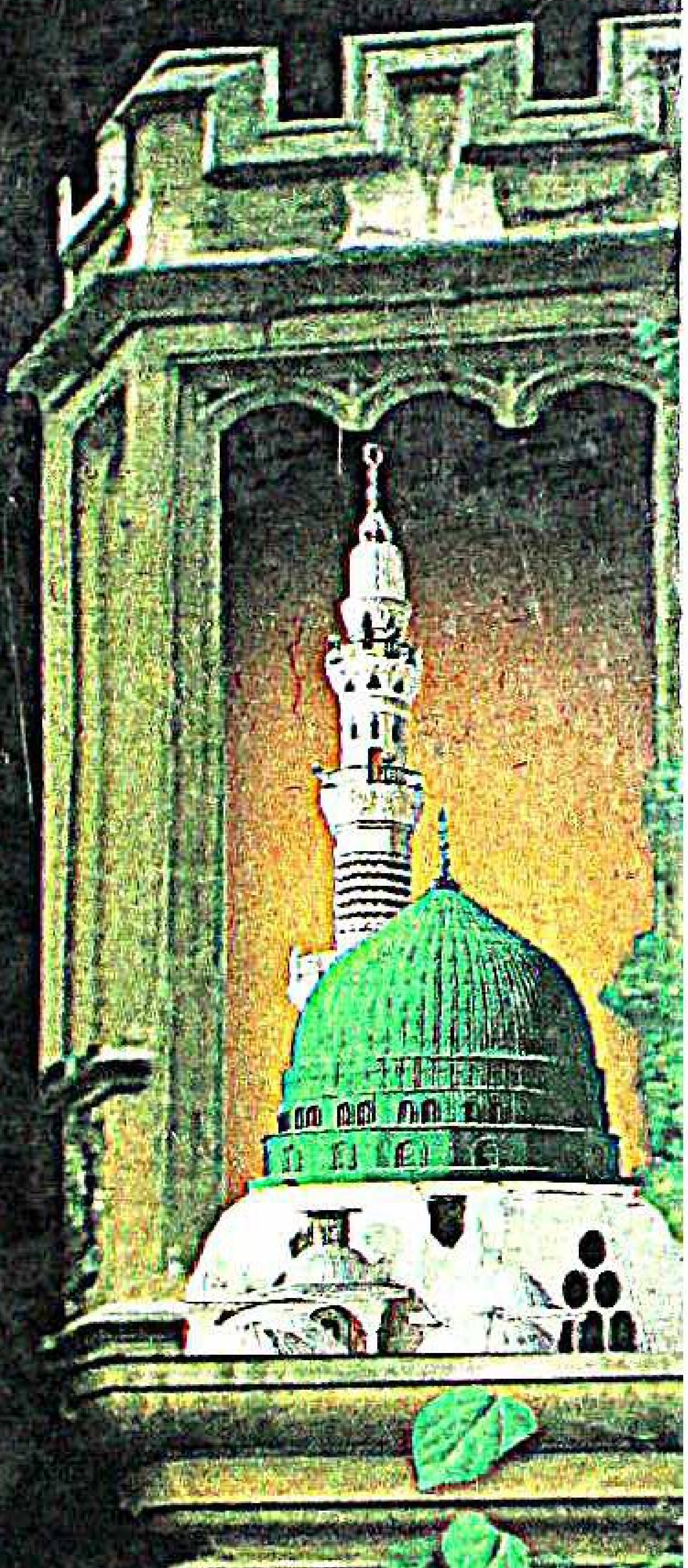

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

Marfat.com